ولایتِ علی ابن ابی طالب علیہ السلام

عشرہ مجالس
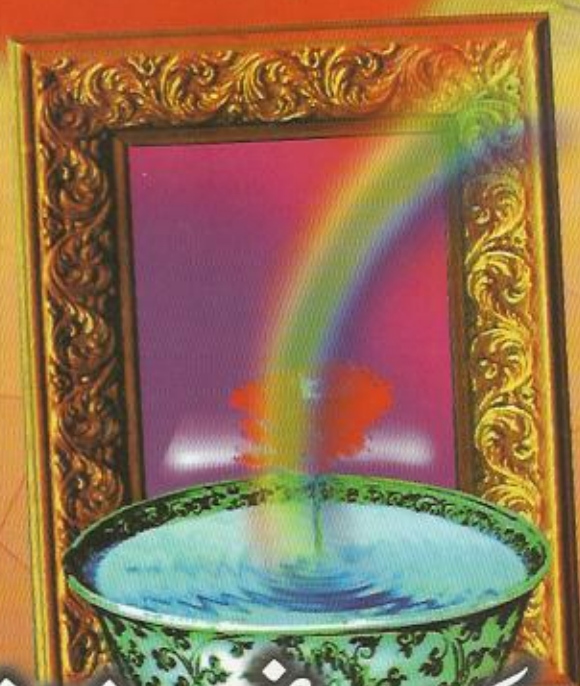
علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

ولایتِ علیؑ

عشرۂ مجالس

۱۱ صفر تا ۲۰ صفر (عشرۂ چہلم) سنہ ۲۰۰۴ء

یہ عشرہ جامعہ سبطین گلشنِ اقبال کراچی، پاکستان میں پڑھا گیا

......﴿خطیب العصر﴾......

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

نام کتاب	:	ولایتِ علیؑ (عشرہ مجالس)
خطیب	:	علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی
اشاعت	:	اوّل: ۲۰۰۷ء.........دوم: ۲۰۱۲ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۲۰۰ روپے
ناشر	:	مرکزِ علوم اسلامیہ

.....﴿ کتاب ملنے کا پتہ ﴾.....

مرکزِ علومِ اسلامیہ

فلیٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ، سندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی

کراچی۔ فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرستِ مجالس

......مجلسِ اوّل......

صفحہ نمبر ۱۳ تا ۳۲

مجلسِ دوم

مجلسِ سوم

صفحہ نمبر ۶۱ تا ۸۳

مجلسِ چہارم

مجلسِ پنجم

مجلسِ ششم

....

صفحہ نمبر ۱۴۷ تا ۲۱۶

مجلسِ ہفتم

صفحہ نمبر ۲۱۷ تا ۲۳۸

مجلسِ ہشتم

صفحہ نمبر ۲۳۹ تا ۲۶۱

مجلسِ نہم

صفحہ نمبر ۲۶۲ تا ۲۹۲

مجلسِ دہم......

مجلسِ اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ اور آل محمدؐ پر''

عشرہ چہلم کی جامعۂ سبطین میں پہلی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں عشرہ کا موضوع ''ولایت علیؑ'' قرار پایا ہے۔ دراصل لفظ ولایت سے ہم سب واقف ہیں اور اس لفظ کو بار بار استعمال کرتے ہیں مولا علیؑ کے فضائل میں مرتبے میں لیکن اسکا مفہوم حقیقی معنی اس موضوع پر ہم دس روز گفتگو کریں گے کہ قرآن نے اس لفظ کو کس معنی میں استعمال کیا ہے اور اللہ اس لفظ سے کیا طلب کرتا ہے بندوں سے، اس لفظ کو اللہ نے اپنے پیغمبرؐ پر کیوں اتارا۔ کس معنی میں اتارا اور مفسرین نے اور مسلمانوں نے کیا معنی لیئے، جان کر ایسا کیا یا علم کی کمی کی وجہ سے معنی نہیں سمجھ سکے یا معنی چھپا لئے جو بھی ہو وہ تو پھر گفتگو ہو گی۔ اصل معاملہ کیا ہے اور ولایت علیؑ کے ماننے کے فائدے کیا کیا ہیں نقصانات نہ ماننے میں کیا ہیں۔ یہ ہے اصل بات جس وجہ سے موضوع کا انتخاب کیا گیا۔ اللہ نے

جس معنی میں اس لفظ کو نازل کیا اور اصل اس لفظ کے معنی ہم بیان کریں تو ولایت کے معنی ہیں حکومت۔ ولی کے معنی ہیں حاکم حکومت کرنے والا یہ ہیں اصل معنی اس کے علاوہ کیا معنی ہیں بہت سے ہو سکتے ہیں عربی میں بہت سے معنی ہیں جب یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں ایک آیت سب کو بہت یاد ہے تبصرہ کرتے ہیں یہودیوں کو اور نصاریٰ کو اپنا ولی نہ بناؤ تو یہاں کیا معنی ہونگے اسکے یعنی یہودیوں کو اور نصرانیوں کو اپنا حاکم نہ بناؤ ورنہ اور کیا معنی ہیں اللہ ولی ہے رسول ولی ہے اور علیؑ ولی ہے یہاں کیا معنی ہونگے جب اللہ کہہ رہا ہے میں ولی ہوں تو اب کوئی معنی لغت سے لینے کی ضرورت نہیں میں ولی ہوں اللہ کہہ رہا ہے میں ولی ہوں تو اب یہاں ولی کے معنی دوست نہیں ہیں تمہارا ولی ہوں یعنی میں تمہارا دوست ہوں اللہ کہاں دوستی کرے گا؟ اور کیوں کرے گا؟ اس لیے کہ دوستی کا بھی اک معیار ہوتا ہے بغیر معیار کے دوستی نہیں ہوتی میں حاکم میں حاکم کائنات کا حاکم میں ولی اور رسولؐ ولی میں حاکم ہوں اور نبیؐ حاکم ہے اور ہم اور نبیؐ مل کر جسے حاکم بنادیں پھر وہ حاکم۔

اب چونکہ تمہیدی تقریر ہے اس لئے دو چار باتیں۔ تاکہ موضوع کی گرہیں کھلتی چلیں جائیں کیا ضرورت ہے کہ اب یہ تاریخ کی بحث کو کیوں اٹھایئے اسلام کی تاریخ میں کون کیا بنا اب اس سے کیا فائدہ جو ہونا تھا ہو گیا اب اس کو موضوع کیوں بنایئے نہ بنایئے کون کہہ رہا ہے بنایئے۔ لیکن ایک عادت جو پڑ گئی ہے مسلمانوں کو اور مسلمانوں میں سب شامل ہیں آپ بھی۔ قرآن میں

دکھایئے یعنی قرآن سے ثابت کیجئے ایک عادت پڑ گئی ہے۔ فلاں چیز قرآن سے ثابت کیجئے یہ ایک عادت پڑ گئی ہے اچھا کسی کی ادبی سرگرمیاں دینی سرگرمیاں رسومات ارکانِ دین۔ کہ قرآن میں دکھایئے لیکن تمام مسلم فرقے جو کچھ بھی کر رہے ہیں خود اسمیں سے کوئی ایک بار بھی نہیں کہتا قرآن میں دکھایئے اس پر غور کر لیجئے آپ غور کر لیجئے تہتر فرقے ہیں ہر فرقہ کا نام ہے تہتر فرقے تو ہونگے جب سب کے نام الگ الگ ہونگے یہ یہ ہیں یہ یہ ہیں اب تک تو کوئی فرقہ اسلامی اپنا نام قرآن میں دکھا نہیں سکا۔ تو قرآن میں دکھایئے تو جب یہ بحث ہو کہ قرآن میں دکھایئے تو ہم سے بھی کیوں پوچھا جائے کہ قرآن میں دکھایئے۔ ہم کیوں نہ پوچھیں کہ قرآن میں دکھایئے پچاس ملک ہیں اسلامی ترپن ہیں، ۸۰ ہیں تراسی ہیں چوراسی ہیں جتنے بھی ہیں۔ ان ملکوں میں سے کسی ایک ملک کی اسلامی حکومت اور قانون قرآن میں دکھایئے ایک طرف آپ کہتے ہیں جو قرآن میں نہیں وہ جائز نہیں وہ حرام ہے وہ غلط ہے تو پھر یہ حکومتیں انکے آئین ہر ملک پکار رہا ہے ہمارا آئین اسلامی نظام ہے تو کتنے رنگ کا اسلامی نظام ہے کیا تہتر رنگ کا نظام قرآن میں موجود ہے یا ایک رنگ کا آپ نے کہا کہ بعد نبیؐ خلافت کا دور شروع ہوا تو خلافت کا دور دکھایئے خلفا کے نام دکھایئے قرآن میں۔ انکی حکومت کا دستور جو کچھ انہوں نے کیا وہ دکھایئے قرآن سے ثابت کیجئے اُسکے بعد پھر امت نے امامت بنائی چار امام پہلے بنائے پھر اسکے بعد اور بہت سے بنائے وقفہ وقفہ سے یعنی بلا فصل نہیں ہیں بلکہ وقفہ وقفہ سے ہیں ان میں

سے ایک کا نام قرآن میں نہیں ہے اور آپ مان رہے ہیں میں تو وہ باتیں گنوار ہا ہوں جو قرآن میں نہیں ہیں۔ سب مان رہے ہیں سارے امام مانے جاتے ہیں امام ابوحنیفہ ہیں امام احمد بن حنبل ہیں امام شافعی ہیں امام مالک سب مان رہے ہیں ان کو، ایک کا بھی نام قرآن میں نہیں ہے جو شریعت انہوں نے دی جو فقہ انہوں نے دی اسکا نام بھی قرآن میں نہیں ہے کہ یہ فقہ حنبل ہے یہ فقہ شافعی ہے۔ قرآن میں نہیں ہے اور قریب آتے چلے جایئے آتے چلے جایئے ہر ملک کا اپنا ایک لباس ہے وضع قطع ہے جتنے بھی اسلامی ملک ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی کہے کہ جو لباس ہم پہن رہے ہیں یہ قرآن میں ہے نہیں ہے قرآن میں تو نہیں ہے اور استعمال کر رہے ہیں اسے جائز سمجھ رہے ہیں بخوشی اسکو استعمال کر رہے ہیں تو اپنی مرضی سے جو چاہتے ہیں آپ کرتے ہیں تو یہ رٹ کیوں ہے کہ قرآن میں دکھایئے ارکان دین کیوں قرآن میں دکھایئے اور اگر دکھایئے تو شروع کیجئے آپ نماز سے تو پوری نماز جو سب پڑھ رہے ہیں یہ قرآن میں دکھایئے نہیں نہیں اسے بھی چھوڑیئے کلمہ دکھایئے جو کلمہ ہم پڑھتے ہیں پہلے کلمہ طیب دوسرا شہادت تیسرا کلمہ تمجید اور چوتھا کیا پانچواں کیا پتہ نہیں آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے یہ قرآن میں دکھایئے لا الٰہ کہیں اور لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ کہیں اور لکھا ہوا ہے اور ایک جگہ ترتیب سے کلمے نہیں ہیں قرآن میں نماز کے اوقات لے لیجئے پانچ اوقات میں پڑھی جاتی ہے لیکن قرآن میں تین ہی اوقات ہیں۔ ہیں دو دو اکٹھا کر کے اللہ نے وقت ۳ مقرر کیے ہیں۔ انکے معنی ملا کے پڑھو

قرآن کہہ رہا ہے الگ الگ پڑھو گے تو پانچ وقت قرآن میں ہم نے بیان نہیں کئے تو وہ بھی قرآن کے خلاف ہو رہا ہے اب پوری نماز لے لیجئے دعائے قنوت قرآن میں نہیں ہے تشہد قرآن میں نہیں ہے ارے چھوڑیئے لفظ نماز ہی قرآن میں نہیں ہے اور بول رہے ہیں صدیوں سے بول رہے ہیں قرآن کے خلاف آج تک کسی مسلمان نے ایک مرتبہ بھی کسی مسلمان سے نہیں کہا لفظِ قرآن نماز میں دکھایئے۔سوال یہ ہے کیوں نہیں کہتے T.V. پر یہ کیوں نہیں پوچھا جاتا کہ یہ جو لفظ کہتے ہیں نماز یہ قرآن میں کیوں نہیں ہے کسی نے اب تک نہیں پوچھا یہ لفظ قرآن میں ہے کہ نہیں تو جب نہیں پوچھا تو یہ کیوں پوچھ رہے ہیں کہ ماتم قرآن میں دکھایئے۔صلوات۔

یہ ہیں مسائل کہ اس پہ غور نہیں کیا جاتا یہ عادت ہی بری ہے کہ قرآن میں دکھایئے وہی کہے گا یہ لفظ کہ قرآن میں دکھاؤ یہ لفظ وہی بولے گا جو قرآن کو کافی سمجھتا ہو۔ہم نہیں کہتے یہ بات ہم نے کبھی نہیں کہی یہ بات کہ قرآن میں دکھاؤ اسلئے کہ قرآن کافی نہیں ہے اگر کافی ہوتا تو دکھا دیتے کہ قرآن کافی نہیں جب آپ خلافت کی بات کریں گے جب آپ اسلامی حکومت کی بات کریں گے تو قرآن میں آپ کو وہ بات نہیں ملے گی تب آپ ہسٹری کی بات کریں گے کہ تاریخ میں ایسا ہوا تو ثابت ہوا کہ قرآن کافی نہیں ہے جس نے کہا اس کے لئے بھی کافی نہیں ہے اسلئے حضور یہ حدیث تمام فرقوں کو اچھی طریقہ سے دل سے ماننا چاہیے۔میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک قرآن دوسرے

عترت اور یہ دونوں آپس میں جدا نہیں ہونگے اور جب تم قرآن سے پوچھو گے کہ تجھ میں یہ ہے تو قرآن کہے گا مجھ میں یہ نہیں ہے عترت سے پوچھو اور جب عترت سے پوچھا جائے گا تو عترت کہے گی کہ آؤ ہم تمہیں قرآن میں یہ دکھائیں جب تک عترت نہ ہوں قرآن میں آیت ملنا مشکل صدیوں ڈھونڈتے رہو نہیں ملے گا جب عترت کا شاگرد عبداللہ ابن عباس یہ کہیں کہ میرے اونٹ کا بھی ذکر قرآن میں ہے اور مرے اونٹ کی جو رسّی ہے اسکا بھی ذکر قرآن میں ہے لیکن راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ صلوٰت۔

لیکن ہم نے اس حدیث کو یہ کہہ کر موقوف کیا کہ یہ کہا تھا حضور نے کہ میں قرآن اور سنت چھوڑ رہا ہوں لیکن سنت بنتی کب ہے جب عترت عمل کرے تب بنتی ہے اور یہ نہیں کہ بعد نبیؐ کا عمل سنت بنے نبیؐ کی زندگی میں اہلِ سنت جو عمل کریں وہی سنت ہے بلکہ صرف سنت نہیں ہے اہلِ بیت جو عمل کریں وہی ہے قرآن ۔ تو اس وقت اس عہد میں اس زمانہ میں زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اس بات کو سمجھائیں کہ امامت کیا ہے ولایت کیا ہے کیوں؟ کیوں سمجھائیں؟ اس لیئے بات کو محفوظ کیا جائے کہ اللہ نے یہ چاہا کہ جب نبوت تمام ہو اور آخری نبیؐ آجائے تو انسانوں کی ہدایت کیلئے ایک سلسلہ قیامت تک کے لئے قائم کیا جائے اللہ نے طے کیا تو نبوت تمام ہوئی سارے انبیاء اپنا کام کر کے چلے گئے اللہ نے ایک باب کھول دیا ولایت کا وہ بھی ہم نے مقرر کیا تھا یہ بھی ہم نے مقرر کیا ہم چاہتے ہیں جو سلسلہ نبوت کو قیامت تک رکھے اب یہ ہماری مرضی کہ ہم

نے نبوت کو آخری نبیؐ پر کیوں روکا اور پھر امامت اور ولایت کو کیوں شروع کیا اور اسی کو آخری منصب کیوں قرار دیا اب اس کے بعد کوئی منصب نہیں ہے یہ آخری منصب ہے بس امامت پر کائنات کو ختم کر دیا نہ رہے امامت تو پھر قیامت ہے بس پھر بات ختم ہو گئی۔ اور قیامت کے معنی آپ کو معلوم ہیں قیامت کے معنی ہیں اصل معنی قیامت کے ہیں اصل معنی قیامت کے ہیں قائم ہونا وہی تو قیامت ہے کہ جب قائم ہو جائے صرف اسی کو قیامت کہتے ہیں کہ قائمؑ آ گئے قیامت قائم ہو گئی یعنی اختتام وہ اختتام جس اختتام کو ہمیشہ رہنا ہے پھر اسے ختم نہیں ہونا ہے سلسلہ کو تو ہم نے اس سلسلے کو راہ ہدایت قرار دیا اب آخری جو آئے اور آ کر پوری دنیا کو ایک دین پر اکٹھا کر دے یکجا کر دے آنا ہے اسے اور کوئی فرقہ ہو کوئی مذہب ہو ابھی تو سب اپنی اپنی چلا لیں لیکن جب وہ آ گیا تو ایک دین پر سب کو آنا ہے یعنی اس دین کو چھوڑنا پڑے گا یہ ایک مجبوری ہے یہ اللہ کا اعلان ہے اور اللہ کا اعلان سچ ہوتا ہے۔ ایسا ہوتا ہے ایسا ہو گا ایسا ہو رہا ہے اپنا دین چھوڑ کر اس دین پر آنا پڑے گا جو اس کا دین ہے جس پر وہ چاہے گا اور جب وہ کہے آ کر کیوں بھئی تم کیا کر رہے تھے ابھی تک کیا کر رہے تھے اور کیوں نہیں تم نے اس سے پہلے والے سلسلہ کو مانا آ گئے تم بیعت کرنے ہم سے دب کے ہمارے غلبے سے خوف کھا کے ہم تو بارہویں ہیں اس سے پہلے گیارہ کو مانا تھا تم نے۔ توجہ سے سنیے یہ ہے تقریر کا اصل مقصد جو اس وقت کہنا چاہ رہا ہوں کہ میں کیوں اس موضوع کو رکھتا اور کیوں اس موضوع پر ذکر کر رہا ہوں وہ وجہ بتا رہا ہوں۔ گیارہ

کو کیوں نہ مانا تم نے اب جو آئے ہو خالی ہاتھ کہاں ہے تمہارے ہاتھ میں سلسلہ امامت بعد نبوت۔ کہاں وقت ضائع کیا تم نے، کیا کیا تم نے؟ کیسے مانتے رہے؟ سوال طلب ہوگا یا نہیں بس ہم یہی چاہتے ہیں کہ اس کے سامنے کم از کم ہمارے دوست تو شرمندہ نہ ہوں نام لے لے کر کہیں یہ ولایت علیؑ ہے یہ ولایت حسنؑ ہے یہ ولایت حسینؑ ہے صلوٰت۔۔۔۔

ہم نے وقت ضایع نہیں کیا تو ہم اپنے بچوں کو یاد دلانے کیلئے بیٹے یہ حکومت، یہ دنیا کے حاکم یہ تمہارے حاکم نہیں ہیں انہیں تو نگراں بنایا گیا ہے کہ انصاف کر سکیں انسانوں کے ساتھ انہیں تو وسیلہ بنایا گیا ہے کہ صحیح اسلام پیش کر سکیں تا کہ یہ شکوہ نہ کریں کہ ہمیں تو نہیں معلوم تھا ہمیں تو نہیں پتہ تھا کہ ہم کیسے حقوق العباد ادا کرتے ہم کیسے رعایا کے حقوق ادا کرتے ہم کیسے انصاف قائم کرتے پوری امت میں پوری قوم میں ہمیں تو کچھ بتایا ہی نہیں گیا۔ نہیں بتایا گیا ہے آپ کو۔ اگر کتاب پڑھنے کی فرصت نہیں ہے آپ کو تو آواز تو آرہی ہے اور اب تو آواز محفوظ بھی ہو جاتی ہے اب تو تصویر بھی اتر جاتی ہے اب تو سیکنڈوں میں یہاں سے وہاں تک بات پہنچ جاتی ہے اب تو پوری دنیا یہ نہیں کہہ سکتی ہمیں کچھ نہیں معلوم۔ بھئی کل تک تو یہ تھا کہ اپنے گھر میں اپنے گاؤں میں اپنے شہر میں بیٹھ کر مجلس پڑھ لیتے ہیں لیکن اب کیوں نہیں معلوم اب تو چھوٹی سی مجلس ہو رہی ہو اور پوری کائنات میں دیکھی اور سنی جاسکتی ہے میڈیا بہت ایڈوانس ہے آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہمیں پتہ نہیں چلا اور اب یہ بھی مجبوری ختم ہوگئی اور اب یہ

بھی مجبوری نہیں رہ گئی کہ صرف سن رہے ہیں لیکن کان میں اس نے ایسا آلہ لگالیا
کہ یہی اردو اس کو انگریزی میں سنائی دے رہی ہے جرمن میں سنائی دے رہی
ہے اب تو آپ نے یہ بھی آسانیاں اپنے لئے پیدا کرلیں ہیں اردو والے اردو
میں سنیں دیگر زبانوں والے اپنی زبان میں سنیں تا کہ پتہ تو چلے کہ ہونے والا کیا
ہے بھئی پورا نقشہ بنا ہوا موجود ہے پورا نقشہ بنا کے دکھا دیا کہ بھئی جنگل اور بستی
رہیگا گھوم پھر کے عراق میں یہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بات کہہ رہا ہوں
ورنہ طویل میں پڑھنے چلے جایئے سب آپ کے سامنے آتا چلا جائیگا کہ جو علیؑ
نے نقشہ بنا دیا نہ اِدھر ہوگا وہ نقشہ نہ اُدھر ہوگا ویسے ہی بنتا چلا جائیگا بنتا چلا جائیگا
مرکز وہی ہوگا۔ ان کا دارالحکومت وہاں بنتا ہے کوفہ میں نجف میں اسلئے وہاں پہنچ
رہے ہیں سب قریب آرہے ہیں قریب اس لئے نہیں آرہے کہ ان سے لڑیں
گے کیا لڑیں گے ان سے کیسے لڑیں گے اس لئے کہ وہ جب آجائیں گے تو
سائنس کی تمام طاقتیں منجمد ہوجائیں گی برف کی طرح جم جائے گی وہ آلات
بیکار ہوجائیں گے کتابیں بیکار ہوجائیں گی کوئی قانون کی کتاب بھی نہیں دیکھ
سکے گا کہ اسمیں کیا لکھا ہے اس لیے کہ وہ کہیں گے قانون وہ ہے جو ہم بول رہے
ہیں دنیا کے سارے علوم ختم ہوجائیں گے کوئی علم نہیں رہیگا ایسے اڑ جائیگا جیسے
کاغذ سے رنگ اڑ جاتا ہے ہتھیار سارے ختم ہوجائیں گے آوازیں رک جائیں
گی انکی آمد پر تو اس لئے کہ وہ ان پر کوئی حملہ کریں گے قریب جا رہے ہیں تا کہ
اسے دیکھ سکیں یہ قدرت انھیں لے جا رہی تا کہ قریب سے دیکھ سکیں اور دیکھ کر

فوراً بیعت کریں۔ دیکھئے عیسائی پہلے ان کی بیعت کرے گا مسلمانوں سے پہلے عیسائی بیعت کرے گا سب سے پہلے ایمان عیسائی لائے گا اسلئے کہ اس کا انتظام اللہ نے کرر کھا ہے۔ عیسائیوں کے نبی کو زندہ آسمان پہ رکھا ہے اور وعدہ یہ ہے کہ اس کو اتارے گا مہدیؑ کے آنے پر اُتارے گا۔ تو کیوں نبی کو اتارے گا اس لئے کہ عیسائی بہت مانتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کو۔ اور جب عیسیٰؑ آ کے کہہ دیں اپنی قوم سے کہ بھئی ہم بھی انہیں کو مان رہے ہیں تم بھی انہیں کو مانو صلوٰت۔

یہ بھی مولاؑ نے بتادیا کہ حضرت عیسیٰؑ جب آجائیں گے تو اپنی پوری قوم کو تبلیغ کر کے کہیں گے یہ آگئے یہ ہمارے بھی امامؑ ہیں میں تمہارا نبی ہوں لیکن یہ میرے امامؑ ہیں تو اس دن تو یہ بحث ختم ہو جائے گی کہ نبوت افضل ہے یا امامت افضل ہے۔ صلوٰت۔

اور یہ بھی قرآن میں ہی ہے افضل نہ ہوتی تو آخر میں نہ ملتی ابراہیمؑ کو نبوت اور رسالت مل کر امامت ملی۔ **اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَاماً** اور نبوت ورسالت نسل میں نہیں مانگی معلوم تھا کہ اس کو رہنا ہے **وَمِنْ ذُرِّيَتِي** نسل کے لئے مانگی ابراہیم کو معلوم ہے کہ قیامت تک کے لئے اس کو رکنا ہے۔ اس کو رکنا ہے اس کو جانا ہے تو خطرہ عیسائیوں سے نہیں ہے وہ فوراً بیعت کرلیں گے سربسجود ہو جائیں گے سر تسلیم ان کے خم ہو جائیں گے۔ کوئی جنگ نہیں کریں گے امامؑ سے جنگ کرے گا یہودی تو کتنی بڑی طاقت امامؑ کی ہو جائے گی کہ جب عیسائی مسلمان ہو جائیں گے تب جا کے لشکر بنے گا پانچ لاکھ کا امامؑ کا اور پھر وہ فلسطین جائیں گے

پھر یہودی کتنے رہ جائیں گے اور پھر اس کو فتح کرنا کیا دیر ہے سارا معاملہ ہے مسلمانوں کا۔ اس لئے بار بار یہاں بتایا ہے کیا ہے ولایت علیؑ۔ یہاں بتانا ہے۔ دیکھئے انگریز کتنا چالاک ہے اس نے مسلمانوں پر جب حکومت کی تو اس نے حکومت کا نام اپنی کیا رکھا۔ ولایت۔ کہاں جارہے ہیں صاحب ولایت۔ کہاں سے پڑھ کے آئے ہیں ولایت سے پڑھ کے آئے ہیں یہ انگلینڈ کا نام برطانیہ کی حکومت کا نام ولایت کیوں پڑ گیا۔ اسلئے کہ اسے معلوم تھا کہ لفظ یہی سب سے بڑا ہے اسلئے کہ ولایت میں محبت چھپی ہوئی ہے ایسی حکومت جسکی توجہ محبت کی طرف ہو جائے اسلئے اپنی حکومت کا نام ولایت رکھا تاکہ محبت آئے حاکم سے اور حاکم محبت کرے رعایا سے۔

اللہ ولی ہے تمہارا اللہ تم سے محبت کرتا ہے تم اللہ سے محبت کرو۔ حاکم لفظ میں بادشاہ لفظ میں محبت نہیں ہے چونکہ انگریزوں نے اپنی حکومت کا نام ولایت رکھا اسلئے ان کے یہاں کی جو ولایت ہے ملکہ کی اور بادشاہوں کی اس کے پس منظر میں صرف محبت ہے آپ نے غور کیا ہے کبھی اس بات پر جو پوری دنیا کا سسٹم بدل گیا اور نئی تھیوری پیش کر دی انگریزوں نے کہ اسمبلی ہونا چاہیے عوام کی حکومت ہونا چاہیے ووٹ ہونا چاہیے الیکشن ہونا چاہیے وزیر ہونا چاہیے لیکن ملکہ کو سجا کے رکھا محل کو سجا کر رکھا انگریزوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں کریں گے کہ اگر ہم نے ووٹ لیکر کسی کو وزیر اعظم بنایا ہے تو ہم اپنے بادشاہ کی بیٹی کا گھر جلا دیں ہم یہ نہیں کریں گے۔ صلوٰت۔

وہی احترام رہے گا حکومت ختم ہوگئی سواری ویسے ہی نکل رہی ہے اور قانون میں یہ بات بتادی گئی جس کو چاہے برا کہو جتنے چاہو جلسے کرو جو چاہو تنقید کرو پورا پارک دے دیا انہوں نے جاؤ وہاں جا کے اپنے دل کا وبال نکالو سب لوگ لاکھوں عیسائی وہاں جاتے ہیں اپنا برا بھلا پارٹیوں کو اس کو اُس کو اپنا سر کھپا کر چلے آتے ہیں کچھ سن رہے ہوتے ہیں کبھی اس مجمع میں چلے گئے کبھی اس مجمع میں پھر اس کی تقریر پھر اسکی تقریر پھر اسکی تقریر۔ اپنی اپنی آواز بول رہے ہیں جس کا تمہیں جی چاہتا ہے کھڑے ہو کر سن لو لیکن پابندی لگادی شاہی خاندان اور ملکہ کو آپ برا نہیں کہہ سکتے۔ بس یہی محمدؐ نے قانون بنایا تھا جو چاہے کرنا مگر اس در کی تعظیم میں فرق نہ آئے انگریز نے سیکھا ہے اسلام سے مسلمان بھول گئے انہیں یاد ہے مثالیں اس لئے دی جاتی ہیں تا کہ مسلمانوں کو عقل آئے اور اس بات کو سیکھیں اور جانیں ٹھیک ہے میں تو یہاں تک کہتا ہوں بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ صاحب سارے فرقے اس بات پر بضد ہم حضرت عمر کا نظام لائیں گے لاؤ۔ جاری کیجئے صرف پاکستان میں نہیں ساری دنیا میں لایئے سارے اسلامی ملکوں میں لایئے اگر وہ قانون ایسا ہے کہ سارے انسانوں کو راہ راست پر لا سکتا ہے تو اس ملک میں نہیں ساری دنیا میں لایئے سارے اسلامی ملکوں میں لایئے اگر وہ قانون ایسا ہے کہ سارے انسانوں کو راہ راست پر لا سکتا ہے تو اس قانون کا نفاذ کر دیجئے کیا حرج ہے لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ معاشرہ میں اخلاق سکھانے کیلئے مسلمان کو انسان بنانے کیلئے پھر آپ کو اہلِ بیتؑ کی ضرورت پڑے گی یہ ہے

مسئلہ۔ کوئی شیعہ اسکے خلاف نہیں ہے کہ خلفائے راشدین کا نظام آجائے، لائیے کبھی منع نہیں کیا شیعوں نے، استعمال کیجئے ساری ان کے قانون کی شقوں کو۔ لیکن معاشرے کو یہ بتائیے کہ نمونہ کون ہے نمونہ خلفاء نہیں ہیں اگر ہوتے خلفاء تو نبیؐ یہ کہتے کہ میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک قرآن اور خلافت اسکے بعد میری اولاد اس لیے کہ ان کے نقش قدم پر چلو گے تو صراط مستقیم مل جائے گا حکومت ایک مسئلہ ہے ایک قانون ہر شعبہ کا ایک قانون ہوتا ہے ٹریفک کا بھی ایک قانون ہے لال روشنی پر رکنا پڑیگا سبز روشنی پر چلنا پڑے گا آپ کو اپنے قانون کو دیکھنا پڑے گا دائیں کیسے چلیں بائیں کیسے چلیں بیچ میں کیسے چلیں رفتار کیا ہو کہاں پہ کتنی رفتار ہو۔ ۵۰ کہاں ۷۰ کہاں ۱۰۰ کہاں۔ کہاں موڑ آرہا ہے کہاں درخت آرہے ہیں کہاں اسکول آرہا ہے ارے اتنا چھوٹا سا شعبہ اور اتنا بڑا قانون۔ تو جب شاہراہ پر چلنے کیلئے قانون پر عمل کرنا پڑتا ہے تو یہ شاہراہ تو صراط مستقیم ہے تو آپ کی شاہراہ پر لال اور ہری بتی لگی ہوگی اور صراط مستقیم پر حسنؑ و حسینؑ کا علم نہیں ہوگا؟ صلوٰت۔

تو اس لئے کہ ہم حق کو سمجھ سکیں صراط مستقیم کو سمجھ سکیں خلافتیں صراط مستقیم نہیں سمجھا سکتیں ان کے بس میں نہیں ہے ان کے اختیار میں نہیں تھا اسلئے کہ وہ کہا کرتے تھے اپنے خطبوں میں کہ اگر میں بہک جاؤں تو مجھے راہ سے لگا دینا انکو بھی یہ یقین نہیں تھا کہ ہم صراط مستقیم پر ہیں یا نہیں ہیں اور اب تک مسلمانوں کو یہ یقین نہیں ہے اسی لئے دعا کر رہے ہیں دکھا دے صراط مستقیم اہلِ بیتؑ اور

عترت یہ بتاتے ہیں آؤ ہماری طرف ہم تمہیں قائم کردیں صراط مستقیم پر اس لئے
کہ قائم ہمارے پاس ہے کہیں نہیں ہے نماز سے امامت تک نماز قائم کریں تو ہم
جہاد قائم کریں تو ہم توحید کا پرچم لہرائیں تو ہم فروع و اصول سکھائیں تو ہم۔
ہمارے لئے کیا مشکل تھا جس طرح شاہوں نے زندگیاں گذاریں کیا مشکل تھا
ہمارے لئے۔ مسلمان اس پر بھی غور نہیں کرتے۔ کتنی فکری باتیں ہیں علیؑ کے
لئے کیا یہ بات مشکل تھی جس نے ساری جنگیں جیتی ہوں۔ اسکے حصہ کا مالِ
غنیمت سب سے زیادہ ہونا چاہئے تقسیم تو اسکے ہاتھ میں تھی انصاف یہ تھا جس
نے جنگ فتح کی ہے اسکا حصہ زیادہ ہو اور اگر ساری لڑائیوں کا حصہ علیؑ کے پاس
ہوتا تو سارا عرب علیؑ خریدے بیٹھے ہوتے اس میں کیا مشکل تھا علیؑ جیسا شجاع
ملکوں کی فتوحات بھی کر سکتا تھا سب کچھ کر سکتے تھے علیؑ سے جب کہا گیا تو علیؑ نے
یہی کہا ہمارے سپرد کچھ کام ہیں ہمیں وہ کام کرنے ہیں ہم نہ اس لئے اِدھر ہو
سکتے ہیں نہ اُدھر ہو سکتے ہیں ہماری اک سمت ہے بس اسی پہ ہم چلے جا رہے ہیں
تو ان جملوں کو کس نے سمجھا یہی کتنا مشکل کام ہے کہ چھوٹے چھوٹے علیؑ کے
جملے سمجھ لئے جائیں یہ مجلسیں ہمارے لئے مددگار ہو جاتی ہیں کہ ہمیں اتنا وقت ملتا
ہے اتنا موقع ملتا ہے کہ مولاؑ کے وہ چھوٹے سے جملے جس میں معانی کے اور بیان
کے سمندر آباد ہیں ہم انھیں دہرائیں اور ان کے معانی سمجھیں تا کہ ہمیں فائدہ
پہنچے کہ علیؑ ایسا کر سکتے تھے لیکن صبر کی زندگی گذاری اس لیے کہ اللہ کو صبر پسند ہے
وہ تو وہ کرتے تھے جو اللہ کو پسند ہے تو اللہ وہ کرتا تھا جو انہیں پسند ہے۔ اب جو

تمہیں پسند ہے وہ ہم کریں گے دیکھئے اسکو یہ پسند ہے کہ تم اپنا نفس بیچ دو مرضیاں لے لو اسکو اس وقت یہ پسند ہے کہ انکا سر کٹ جائے اس کو اس وقت یہ پسند ہے کہ ان کا گھر لٹ جائے گھر لٹا دیا گیا ہے سر کٹوا لیا ہے تو اب ان کو جو پسند ہوگا وہ اللہ کو پسند ہوگا یہ نہیں جب انہوں وہ کر دیا جو اس کی پسند تھی تو اللہ کو وہ کرنا پڑے گا جو ان کی پسند ہے اب اگر حسینؑ یہ کہہ دیں کہ بیٹا ہوگا تو ہوگا اس لیے ان کی پسند اب اُس کی پسند ہے تم نے کہہ دیا دے دیا اب تم کہتے جاؤ ہم دیتے جائیں۔ یہی ہے مسئلہ اللہ کہتا ہے ہم سے بھی کہتا ہے آپ سے بھی کہتا ہے تم ہم کو یاد کرو ہم تم کو یاد کریں گے اسی جملہ کو بڑھا دیجئے یہ وہ کرتے تھے جو اللہ چاہتا تھا اللہ وہ کرتا تھا جو یہ چاہتے تھے۔ اس میں کیا مشکل ہے ایمیں تو ہم بڑھ جاتے ہیں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں یاد کرتا ہے ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ تو ہم افضل ہو گئے انبیاء سے یعنی چھوٹے موٹوں کو بھی اللہ یاد کرتا ہے وہ کہہ رہا ہے ہمیں یاد کرو تو ہم تمہیں یاد کریں گے اس یاد کرنے میں کہیں شرک نہ ہو جائے یاد ہی میں تو آپ کہہ رہے ہیں شرک ہو رہا ہے تو اب یہاں بھی وہی مسہ کہ جب حسینؑ ہمیں یاد کرتے ہیں تو ہم حسینؑ کو یاد کرتے ہیں۔ دیکھئے دو طرفہ محبت جب تک نہیں ہوگی سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا محبت ادھر سے بھی ہو محبت ادھر سے بھی ہو اور ان کے صدقے میں ہمارا ذکر بھی رہ جاتا ہے بڑی قومیں آئیں ہیں چلی گئی ہیں جیسے ہماری قوم کا ذکر ہوتا ہے کسی قوم کا ذکر نہیں ہوتا۔ کیوں اس لیے کہ ہم زندہ ہیں تم بھی زندہ ہو محبتوں کے مسئلے ہیں یہ محبتوں کے مسئلے ہیں اور محبت جہاں

رہتی ہے محبت دیکھئے محبت کا ایک کمال یہ ہے محبت تلوار لے کر نصرت نہیں کر سکتی
اور میدانِ جنگ میں آ کر مدد نہیں کر سکتی محبت رہتی ہے۔ محبت کرو ہم تم سے یہ
نہیں کہہ رہے ہیں تم تلوار لیکر نصرت کرو ہماری راہ میں جہاد کرو نہیں صرف محبت
کرو کر کے دیکھو محبت، محبت ہی محبت میں تم کہیں نہ کہیں محبت کا حق ادا کر دو گے
اگر سچی محبت ہے تو حق ادا کر دو گے اور اسکے لئے یہ بھی شرط نہیں ہے کہ لا اِلٰہ
اِلا اللہ کہو محبت ہو یہ حسین کا دین اگر آپ اسے سمجھ سکیں محمدؐ کا دین یہ نہیں ہے کہ
پہلے لا اِلٰہ اِلا اللہ کہو پھر محمد رسولؐ اللہ کہو نہیں محبت حسینؑ کا دین محبت۔ محبت ہے۔
ہم سے محبت ہے بس اب دیکھو اب دیکھو ہم کیا کرتے ہیں محبت کو نہ تلوار چاہئے
نہ لشکر چاہئے بس محبت اٹھی دربار یزید میں راس الجالوت نے کہا یہ کس کا سر ہے
دیکھیئے محبت اس کی جاگی اس نے لا اِلٰہ نہیں کہا وہ تو پادری ہے اپنے مذہب کا
سربراہ ہے وہ تو سکھاتا ہے عیسیٰ مسیح وہ تو انجیل پڑھاتا ہے اس کا اسلام سے کیا
تعلق ہے لیکن محبت یہ سب کچھ دیکھ کر نہیں جاگی ہے بس محبت جاگی ہے یہ دیکھ کر
کہ حسینؑ کی محبت کی کرن کہاں جاگ رہی ہے اس پار کیا ہو رہا ہے وہاں چلی
محبت اور دل میں اس نے گھر بنا لیا اور جب بنایا تو وہ اٹھا حاکم کا دربار۔ محبت
خوف نہیں دلاتی ارے وہ دنیا کی محبتیں ہیں اس میں بھی آپ قصوں میں پڑھتے
رہے ہیں اور سنتے رہے ہیں تو محبت خوف کب کھاتی ہے محبت پتھر کھا رہی ہے
بازاروں میں جب دنیا کی محبت کا یہ عالم ہے کہ اسے پتھر کھانے کا اور زخموں کا
احساس نہیں ہو رہا ہے سڑک پر گریبان چاک کئے ہوئے دنیا کی محبت کیلئے جا رہا

ہے۔ یہ تو روحانی محبت ہے یہ تو عشقِ مجسم ہے یہ حسن کامل سے محبت ہے تو یوں ہی کیا محبت آ گئی تو آ گئی تو اب اسے اس کی پرواہ نہیں۔ کس کا سر ہے یہ؟ تجھے اس سے کیا۔ کہا مجھے بتا یہ کس کا سر ہے؟ راس الجالوت نے کہا مجھے بتا یہ سر کس کا ہے؟ عرب کا یہ دستور تھا کہ جب نام چھپانا ہوتا تھا تو پھر باپ کا نام نہیں لیتے تھے ماں کا نام لیتے تھے۔ یزید نے چاہا کہ بات کو یہیں پر چھپاؤں اس کو نہ بتایا جائے کہ یہ کس کا سر ہے۔ کہا یہ حسینؑ ابن فاطمہؑ ہیں دیکھا آپ نے۔ لیکن شجرہ تو اصل یہی ہے حسینؑ کا قدرت کا نظام دیکھئے آپ۔ نہ ادھر سے چھپا سکتے ہو شجرہ نہ ادھر سے چھپا سکتے ہو۔ بس اس نے کہا کون فاطمہؑ تمہارے نبی محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ۔ اب کیا کہے یزید سر جھکایا کہا ہاں محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ۔ کہا ارے تمہارے نبیؐ کی یہ تیسری نسل ہے اور اس کا سر کاٹ لائے ہو اور جشن منا رہے ہو مجھے دیکھو۔ میں حضرت داؤد کی تینتیسویں پشت میں ہوں اور جاؤ روم میں جا کر دیکھو اور پوچھو جب میں چرچ سے باہر نکلتا ہوں تب میری قوم میرے قدموں کی مٹی اٹھا کر اپنے سر پر رکھتی ہے بچوں کے تعویذ میں میرے قدموں کی مٹی ڈالی جاتی ہے میں داؤدؑ کی تینتیسویں پشت میں ہوں تو میرے پیروں کی مٹی میں یہ طاقت نظر آ رہی ہے یہ تو تمہارے نبیؐ کا بیٹا ہے اور تم نے اس کا سر کاٹ لیا اب جو بھی کہا ہو اس نے محبت بول رہی تھی یزید نے کہا ہے کوئی بلاؤ جلاد کو اس کا سر قلم کر لو باغ میں لے جا کر اس کا سر کاٹ لو اب دیکھئے اس کو خوف نہیں اس نے کہا قتل کر دو لیکن میں تجھے بتا دوں گا اب تو قتل ہو جاؤں گا میں تجھے بتا دوں رات میں نے خواب دیکھا

تیرے نبی محمدؐ کو میں نے خواب میں دیکھا حضرت عیسیٰؑ ساتھ میں تھے اور کہا راس الجالوت یہ آخری نبیؐ ہیں احترام کیلئے اٹھ جاؤ میں احتراماً اٹھا اور ایک بار انہوں نے میری طرف دیکھا اور دیکھ کر کہا کہ راس الجالوت تجھے میں جنت کی بشارت دیتا ہوں کہا آنکھ کھلی تو میں بار بار سوچ رہا تھا کہ مسلمانوں کا نبی مجھے جنت کی بشارت کیوں دے رہا ہے مجھے اب معلوم ہوا کہ مجھے شہادت کی موت مل رہی ہے اب ذرا آپ غور کیجئے کہ میں نے کیا کہا حسینؑ کی محبت یہ طلب نہیں کرتی کہ کلمہ پڑھایا نہیں حسینؑ کی محبت خود کلمہ پڑھوا لیتی ہے اب سر حسینؑ کو دیکھ کر آواز دی حسینؑ گواہ رہنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حسینیت کلمہ یوں پڑھواتی ہے۔ یہ کیا تھا یہ جرأت اظہار حق تھا یہ مجلسیں یہ بتاتی ہیں کہ اگر حق چھن گیا ہے تو برملا حق کا اظہار کردو اور سبق لو ایسے عیسائی پادری راس الجالوت سے۔

اس نے کیا چھوڑا کوئی چھوٹا موٹا عیسائی ہوتا اور کلمہ پڑھ لیتا پورا دین کا بوجھ ہے اسکے سر پر پورا گرجا اسکے پس منظر میں ہے پورا انجیل ساری قوم اسکے پیچھے ہے اور وہ سب کچھ چھوڑ کے کہہ رہا ہے حسینؑ لا الٰہ الا اللہ کہ حسینؑ یزید کے دربار میں آئے ہیں اے حسینؑ یہ کیا واقعہ ہے کہ عیسائی اُٹھ اُٹھ کے کلمہ پڑھ رہے ہیں اے حسینؑ یہ کیا ہو رہا ہے تو حسینؑ جواب دیں تاکہ دنیا کو پتہ تو چلے کہ یہ بری ہو رہے ہیں کلمہ پڑھ پڑھ کے کہ ہم نے فاطمہؑ کے لال کا سر نہیں کاٹا یہ تو کلمہ پڑھنے والے نے سر کاٹا تو کلمہ کی اہمیت ختم ہوگئی اور یہ عیسائی ہیں کہ کلمہ پڑھ رہے ہیں حسینیتؑ کا اقرار کر رہے ہیں تو کلمہ کی عظمت اب بڑھ رہی ہے

جب غیر کلمہ پڑھے گا تو کلمہ بلند ہوگا اپنوں نے کلمہ پڑھا اور سر حسینؑ کا ٹا تو یہ کون سا کارنامہ ہے یہ کوئی کارنامہ نہیں تمام دنیا کا یہ دستور ہے کہ بڑے کام قوم خود کرتی ہے اور چھوٹے چھوٹے کام غیر قوم سے کرواتی ہے جب مسلمانوں کا اقتدار عرب میں ہو گیا تو یہ چھوٹے کام یہودیوں عیسائیوں سے کرواتے تھے یہ آپ جا کے یورپ میں امریکہ میں دیکھ لیجئے کہ نچلے کام جو ہیں وہ مسلمان کرتے ہیں یہاں پر عیسائی نچلے کام کرتے ہیں پاکستان میں۔ یہ ایک دستور قوم ہوتا ہے عرب میں بھی یہی دستور تھا کہ لشکر میں گھوڑوں کو لانا گھوڑوں کو باندھنا گھوڑوں کو دانا دینا لشکر کے گھوڑوں کی حفاظت کرنا انکے میدان جنگ میں زخم لگ جائیں اس کو مرہم لگانا یہ کام یہودیوں اور عیسائیوں کے سپرد تھا تو لشکر یزید میں بھی سب آئے تھے اسلئے کہ یہ سب کام کر رہے تھے انکی ملازمت تھی جب حسینؑ گھوڑے سے گرے ابن سعد نے کہا سر کاٹ لو جتنے لوگوں کو بھیجا گیا سب واپس آگئے نام لینے کی ضرورت نہیں اور سب نے آ کر یہ کہا کہ ہم فاطمہؑ کے لال کا سر نہیں کاٹیں گے کہا کیوں کہا اس لیے کہ ہمیں خطرہ یہ ہے کہ عذاب آ جائے گا۔ عذاب دیکھ رہے تھے مباہلہ سنا ہوا تھا اور سب کو معلوم تھا کہ یہ مباہلہ کی آخری فرد ہے سر کاٹیں گے تو عذاب آ جائے گا کہا اچھا ایسے کو بھیجو جو حسینؑ کو جانتا نہ ہو وہ غریب یہودی جو گھوڑے کے زخموں میں مرہم لگاتا تھا اور بناتا تھا اسے بلایا اور کہا ایک دشمن ہے ہمارا صبح سے ہمارے لشکروں کو قتل کر رہا تھا اب وہ مجبور و ناچار ہے جا کر اسکا سر کاٹ لاؤ ہم تمہیں بہت انعام دیں گے تلوار لے کے چلا قریب

آیا اور آ کے آواز دی۔ آنکھیں بند تھیں آواز دی اے مسافر اے بے کس و ناچار میں صبح سے دیکھ رہا ہوں ان لوگوں نے ترے بھانجوں کو قتل کر دیا تو لاشیں اٹھا کر لے آیا تو نے صبر کیا انہوں تیرے بھتیجے کا لاشہ پامال کر دیا تو اسکے لاشے کو سینہ سے لگا کے لے گیا ان لوگوں نے تیرے بھائی کے ہاتھ کاٹ دیئے تو چپ رہا انہوں نے تیرا جوان لال مار ڈالا تو جس طرح جوان کا لاشہ اٹھا کے لے گیا ارے تیرا چھوٹا سا بچہ پیاسا تھا تو پانی پلانے لایا انہوں نے اس بچہ کو بھی مار ڈالا اے مسافر تجھے اس جوان کا واسطہ تجھے تیرے بھائی کا واسطہ تجھے اس بچے کا واسطہ سر اٹھا کے بتا تو ہے کون تجھے قسم ہے تو اپنا نام بتا جب اس نے دیکھا کہ مسافر نہیں بولتا اک بار کہا یہ خیمہ سے جو بی بی چلا رہی ہے تجھ کو اسکی قسم بتا تو کون ہے اک بار سر اٹھایا میں نبی کا نواسہ حسینؑ وہ میری بہن زینبؑ ہے ختم :-

❁❁❁

مجلسِ دوم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر''

عشرہ چہلم کی دوسری تقریر جامعہ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''ولایتِ علیؑ'' کے موضوع پر کل اپنی تقریر میں، میں نے عرض کیا تھا موضوع سے متعلق کچھ اہم باتیں اس وقت اپنے موضوع کو عالمی اور مقامی سطح پر بھی آپ دیکھیں اور اب بات کو بھی سمجھیں تمام دنیا کے جو پڑھے لکھے مسلمان ہیں اور کچھ علم کی روشنی رکھتے ہیں اور بنیادی طور پر امن پسند ہیں انکی کوشش یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے آپسی اختلافات جو کسی بھی بنیاد پر ہوں فقہی ہوں یا عقائد کے ہوں انمیں کچھ کمی کی جائے اور خلیج کو پاٹا جاسکے۔ اس کوشش میں آپ کے ملک میں بھی یہ کوشش کی جارہی ہے کہ یہ کوشش کامیاب ہو وہ فکر دینے والے لوگ کہ جہاں علمی سطح پر بے صبری پیدا ہوگئی ہو ان میں بے صبری جو ہے وہ علم میں کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے تو اس بے صبری کو ختم کیا جائے اسلئے کہ اس بے صبری نے کہ جہاں انسان عاجز ہے اور علم کا اظہار نہیں کرسکتا تو وہاں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ چونکہ دلیل نہیں ہوتی اس لئے وہ صبر نہیں کر پاتا اور پھر وہ بے

صبرا پن کر کے اپنی بات کو اولی رکھنے کیلئے اپنی آواز کو بلند کر دیتا ہے تا کہ جو سچ بولا جا رہا ہو اسکی آواز دب جائے اور ایسے میں وہ ظاہر ہے کہ جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے اور غصہ پیدا ہوتا ہے اور پھر نوبت آتی ہے کہ اسکو جان سے مار دو تو نوبت یہ آ گئی تھی جسے کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ پورے اسلامی ممالک میں کہ آپس میں فرقے ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے بریلوی دیوبندیوں کو دیوبندی بریلویوں کو اور دیگر فرقے وہابی ہیں یہ ہیں وہ ہیں بہرحال تو اس کوشش میں سعودی عرب نے بھی کوشش کی ہے کہ یہ تعصب ختم کیا جائے اور جن لوگوں نے اس کو بڑھاوا دیا تھا وہ کسی حد تک پچھتا رہے ہیں۔ کوئی نتیجہ اس سے برآمد نہیں ہوا قتل و غارت سے بلکہ یہ احساس ہوا کہ جن ملکوں میں فرقہ وارانہ تصادم میں قتل و غارت ہوگا تو اس ملک کے قانون کی بدنامی ہوگی اور جو بڑے امریکہ بہادر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس اصول پر یہ الزام لگائیں گے کہ تمہارے یہاں افرا تفری ہے اس لئے ہم آ رہے ہیں امن قائم کرنے آ رہے ہیں۔ اس نے نمونہ دکھا دیا اس نے کہا بھئی صدام نے شیعوں پر پابندی لگائی ہوئی تھی ظلم کر رہا تھا لوگوں کو قتل کرتا تھا اس لیے بوجہ مجبوری ہمیں یہاں آنا پڑا۔ بہت سی قوموں کو نقصان پہنچ رہا تھا انسانیت کا نقصان ہو رہا تھا اس لئے ہم آئے ہیں یہی کہہ کے وہ افغانستان میں آئے کہ صاحب عورتوں پر ظلم ہو رہا تھا عورتوں کو گولیاں ماری جا رہی تھیں تو ان دو ملکوں میں سپر پاور کے داخلے کے بعد سارے ملک ہوشیار ہو گئے کہ اپنے اپنے معاملے جلدی جلدی نپٹا لو تو انڈیا نے بھی کہا چلو بھئی کانفرنس

کرلواب یہ کشمیر کا مسئلہ بھی جلدی سے نپٹا لوایسا نہ ہو کہ امریکہ پاکستان سے ہوتا ہوا ہندوستان میں یا ہندوستان سے ہوتا ہوا پاکستان میں آجائے تو یہ پریشانیاں انسانی معاشرتی اور حکومتی سطح پر اب اس کے لئے ظاہر ہے کہ میڈیا ہی استعمال کیا جاسکتا ہے T.V ہے ریڈیو ہے جلسے ہیں اخبارات ہیں اب اس میں ظاہر ہے کہ فکر بنتے بنتے بنے گی کہ کہیں سے مرکزی حیثیت سے یہ اعلان کیا جائے کہ بھئی ہم روشن خیال بننا چاہتے ہیں ایک روشن خیال پاکستان کی ضرورت ہے یہ روشن خیالی کیا چیز ہے جو آپ کے صدر پرویز مشرف بار بار کہتے ہیں کہ ہم روشن خیال پاکستان چاہتے ہیں تو یہ روشن خیالی کیا چیز ہے؟ عوام میں کتنے لوگ اس بات کو سمجھ رہے ہیں کہ روشن خیالی کیا ہے یعنی خیال روشن ہو خیال تاریکی میں نہ ہو فکر تاریکی میں نہ انسان اندھیرے میں ہو۔ سوچئے روشنی کی ضرورت ہے روشنیوں میں سوچا جائے تو پھر روشنیوں کو تلاش کیا جائے اور جب روشنی کو تلاش کیا جائے گا تو روشن خیال بننے کیلئے تو مرکزی حیثیت میں اسلام کی طرف قرآن کی طرف جب سفر کرے گا تو قرآن بھی یہی کہے گا کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا نور کے ساتھ اور پھر نبیؐ بھی یہی کہے گا کہ ہم سب سے پہلے خلق ہوئے اللہ نے ہمارے نور کو سب سے پہلے خلق کیا تو نورانی گفتگو کا آغاز جہاں سے ہوگا وہی تو روشنی ہوگی جہاں نور ہوگا وہاں روشنی ہوگی جہاں روشنی ہوگی وہاں روشن خیالی ہوگی۔ روشن خیالی کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے کہ آپ روشنیوں میں سفر کریں۔ تو اس وقت سب سے بڑی روشنی لوگ سمجھتے ہیں ٹیلی ویژن کی روشنی۔ تو اس وقت

چینل کھل رہے ہیں ایک شیعہ عالم بلایا جائے ایک سنی عالم بلایا کچھ بحث ہو عوام سنیں بات ہو قریب آئیں بات سمجھ میں آئے کچھ اِنکی سنی جائے کچھ اُن کی سُنی جائے تو اب اس سطح پر ضروری کیا ہے آئیں بات ہو تا کہ روشن خیالی پھیلے ہر فرقہ ایک دوسرے کو سمجھے ایک دوسرے کی بات کو سمجھے اور ظاہر ہے کہ میڈیا ایک آسان چیز ہے کہ اس سے بات بہت جلدی پورے ملک میں کہی جا سکتی ہے کتاب یا اخبار یا تقریر اتنی جلدی نہیں پہنچتی جتنی جلدی ٹیلی ویژن کا پیغام پہنچ جاتا ہے۔لوگ اس پر غور کریں اور سوچیں تو اب اس میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ میڈیا پر اس طرح کی فکر پیش کی جائے گی اور اس میں شیعہ سُنی علماء بلائے جائیں گے تو اب ہر مکتب فکر کے علماء کو اپنی تیاری بنیادی طور پر کتاب سے کرنا چاہیئے۔مطالعہ میں اتنے ماہر ہوں جانے سے پہلے بھئی صدر چاہ رہے ہیں روشن خیالی تو بھئی آپ روشن خیال بن کے جائیں شیعہ ہوں یا سنی اور وہاں جا کے آپ بغلیں نہ جھانکیں ہے نا اور پھر یہ کہ جو مرکز میں بٹھایا جائے کہ جو عالموں سے پوچھے تا کہ عوام کو پتہ چلے۔بھئی سوال کرنے والا تو بے چارا جاہل ہو گا نا ورنہ وہ سوال کیوں کر رہا ہے اس لئے کہ عالم سوال نہیں کرتا سوال کرتا ہے جاہل تو کمپیئر جو رکھا جائے اس کا بھی مطالعہ ہونا چاہیئے وہ بھی اپنی فکر میں روشن خیال ہو تو اس کے لئے ایک انسٹیٹیوشن قائم کرنا چاہیئے۔کہ جہاں کمپیئر کی بھی ٹریننگ ہو اور وہ علماء کہ جو جا رہے ہوں میڈیا پر بیٹھنے پہلے انکی بھی ٹریننگ ہو جائے اور اگر آپ بغیر ٹریننگ کے چلے گئے تو پھر اسکے نتائج میں آپ

کو بتاتا ہوں کیا ہوں گے۔ تھوڑی دیر کیلئے قومیت کے لوگوں کے موڈ خراب ہو جائیں گے میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی ایسا پروگرام بھی ایسا آیا ہو کہ جس میں شیعہ سنی سب خوش ہو گئے ہوں کہ آج کا پروگرام تو کمال تھا ابھی تک تو ایسا نہیں ملا کوئی آدمی ایسا نہیں ملا جو یہ کہتا ہو کہ صاحب یہ پروگرام جو تھا صاحب کمال کا تھا اسمیں شیعہ صاحب بھی خوب بولے اور سنی صاحب بھی خوب بولے اور سوال بھی بڑے اچھے ہوئے تنقید کرتے ہی ہوئے دیکھا سنی عوام اپنے عالم پر تنقید کرتے ہوئے نظر آئے شیعہ اپنے عالم پر تنقید کرتے ہوئے نظر آئے دیکھئے یہ کیا کہہ دیا، یہ کہنا چاہئے تھا اور کہ کیا ہو گیا یہ کیا کر دیا یہ ہو رہا ہے ڈیڑھ سال سے میں دیکھ رہا ہوں میں جب گیا تھا اس پروگرام میں تو اس میں مَیں نے اس بچے کو یہ بات سمجھائی تھی پروگرام میں ہی کہ سوالات جو کرو تم عقائد پر مت کرو تم فقہی سوالات کرو فروعی سوالات کرو تم سماجی اخلاقی سوالات کرو۔ یہ لائف کو بنانا ہے اگر دو ہوتے تو بحث ہوتی کہ صاحب ایک جگہ کہا گیا ہے کہ دو ہیں تب بحث کیجئے ایک ہے تو اس پر بحث کیا ایک ہے اب اسلامی ملک میں اس پر بحث تو ہو گی نہیں کہ ہے یا نہیں ہے یہ بحث تو رسول اللہؐ کے زمانے میں ہو چکی ہمارا نبیؐ اس بحث کو ختم کر چکا اگر آج پھر یہ بحث اٹھے کہ وہ ہے کہ نہیں ہے تو ہمارے یہ جو بارہ معصومؑ کہہ گئے کہ وہ ہے تو آپ ساری تعلیمات پر پانی پھیر کر پھر وہی چودہ سو سال پرانا سوال کہ وہ ہے کہ نہیں ہے ارے وہ ہے جبھی تو ہم بیٹھے ہیں۔ ہم ہیں تو اب یہ کیا سوال کہ وہ ہے یا نہیں ہے اسکا وجود ہے وجود ثابت ہو چکا یہ بھی ثابت

ہو گیا کہ ایک ہے اس پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں وہ عادل ہے وہ عادل ہے یہ کون کہے گا کہ وہ ظالم ہے اسلئے اس پر بھی کوئی سوال نہیں ہوگا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے سب پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر اس پر سوال کیا نبوت پہ کیا سوال قیامت پہ کیا سوال تو یہ ہیں عقائد۔ عقائد پر جب سوال چھڑیں گے تو اس میں شیعہ سنی دونوں عالموں کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے انہیں یہ پتہ ہونا چاہئے یعنی شیعہ عالم کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ وہ کون کون سے شیعہ عقائد ہیں جو سُنی کتابوں میں لکھے ہیں اور سُنیوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ شیعوں کے کون کون سے عقائد ہمارے علماء نے ہمارے آئمہؑ نے لکھے ہیں۔ جب تک یہ نہیں معلوم ہوگا دونوں کو دونوں قلابازیاں کھاتے رہیں گے پروگرام بیکار ہوتے رہیں گے لوگ مذاق اڑاتے رہیں گے اور ابھی تک یہ ہو نہیں پایا جب کہ یہ ایک سال پھر ہو گیا پچھلے سال بھی میں نے انہی تقریروں میں کہا تھا کہ آپ یہ جان کر جائیں کہ جو سوال کیا گیا ہے اسکے بارے میں آپ کی پوری اسٹڈی ہونا چاہئے اور ایک دلیل نہیں ہوتی کسی چیز کیلئے جب کوئی بڑا مسئلہ ہوتا ہے تو اس کو دیکھا جاتا قرآن کے آئینہ میں حدیث کے آئینہ میں رجال کے آئینہ میں فلسفہ کے آئینہ میں کہاں کہاں یہ مل سکتا ہے۔ ادب میں کہاں ہے قرآن میں کہاں ہے حدیث میں کہاں ہے تاریخ میں کہاں ہے آیات میں کہاں ہے اقوال آئمہؑ میں کہاں ہے دیگر فرقوں کے یہاں اسکا نظریہ کیا ہے۔ جب تک کہ آپ دائرہ وسیع نہیں کریں گے بات کا تب تک آپ سمجھا نہیں سکتے۔ اسلئے چھوٹے سے پیمانے

پر معلومات پر آپ میڈیا پہ نہ بیٹھیں اس لئے کہ جہاں عوام نے تنقید کر دی کہ بات صحیح نہیں کہی عالم صاحب نے تو اس سے ہی قلعی کھل گئی کہ مطالعہ کامل نہیں تھا۔ ورنہ عوام کی کیا مجال عوام یا تو پھر عالم سے زیادہ پڑھے لکھے یہ کہنا چاہئے تھا اور یہ کہنا چاہئے تھا تو پھر عوام کی سطح سے اُٹھ کر بولیں آپ۔ آپ کو یہ علم ہو کہ ہمارے عوام کتنا علم رکھتے ہیں ہمیں اس کے اوپر جانا ہے تو اس کے لئے تیاری آپ کو زیادہ کرنا پڑے گی کہ جو بات ہم بتانے جا رہے ہیں اس وقت جتنی عوام دیکھ رہی ہے ہم کو اسے یہ بات نہیں معلوم ہو۔ اس دعویٰ کے ساتھ اس یقین کے ساتھ آپ منبر پر بیٹھیں کہ جو بات ہم بتانے جا رہے ہیں ان میں سے کسی کو نہیں معلوم تب تو ہے بات۔ بات تو جب ہے نا۔ تو اب یہ ولایت علیؑ کا مسئلہ ظاہر ہے کہ بار بار .T.V پر آئیگا آپ دیکھیں گے اخبارات میں آئیگا یہ مسئلہ ڈسکس ہوگا جب یہ مسئلے طے کئے جا رہے ہیں نا عراق میں ایران میں لبنان میں لیبیا میں شام میں مصر میں سعودی عرب میں پاکستان میں ان سب جگہوں پہ مسئلہ ابھی اٹھنا ہے کیوں اٹھنا ہے اس لئے اٹھنا ہے کہ یہ مسئلہ اسلام کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ قرآن حدیث توحید نبوت قیامت سب سے زیادہ اہم یہ مسئلہ ہے دیکھئے اگر ولایت علیؑ کو مرکزیت نہ دی کسی نے بھی عقائد میں چونکہ اللہ جانتا ہے کہ ولایت علیؑ کے ذریعہ میں ایک ہوں اگر ولایت علیؑ ہے تو محمد اللہ کے رسولؐ ہیں یعنی پہلے تو میں ولایت علیؑ کو سمجھا تا جاؤں گا یعنی ایک قانون ہے ولایت علیؑ ایک آئین ہے اور اس آئین پر قیامت تک اسلام کو چلنا ہے تو یہ آئین جب رائج ہے

اسلام میں جسے کہتے ہیں ولایت علیؑ تو جب آپ اس قانون کو ہی نہیں مان رہے ہیں تو کس بات کا لا الٰہ الا اللہ یعنی لا الٰہ الا اللہ نے جو قانون دیا ہے کہ علیؑ اس قانون کا بانی ہے علیؑ اس قانون کو چلائے گا وہ میرا ولی ہے میں نے اس کو حاکم بنایا ہے تو جب تم اس کے قانون کو نہیں مان رہے تو میرے قانون کی پہلی شق ہے لا الٰہ الا اللہ تو جب تم نے علیؑ کے قانون کا ہی انکار کر دیا تو اس میں سے تم نے لا الٰہ الا اللہ کیوں نکالا یعنی اپنے پسند کی چیزیں ہمارے قانون سے لیکے مان رہے تو تو ہٹ جاؤ تم ہمارے نہیں ہو یہ نہیں چلے گا ایک پورا قانون علیؑ کو دیا ہے قیامت تک کا بنا کرا سے کہتے ہیں اسلامی قانون اسکا نام ہے ولایت علیؑ۔ اور اس کے پیشانی پر لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ اور لکھا ہے محمدؐ رسول اللہ اسکے بعد لکھا ہے علی ولی اللہ اور اسکے بعد سب کچھ لکھا ہے کہ مرنا کیسے ہے جینا کیسے ہے نماز کیسے پڑھنی ہے روزہ کیسے رکھنا ہے حج کیسے کرنا ہے زکوٰۃ کیسے دینی ہے اب سب کچھ تو چھوڑا تم نے اور اسکے بعد لا الٰہ الا اللہ لے لیا اور سب کچھ چھوڑ دیا تو کیا علیؑ اس کو جینے دیں گے جو صرف لا الٰہ الا اللہ لے کے بھاگا ہے۔ تو علیؑ کیا کریں اب مجھے جواب دیجئے علیؑ کیا کریں گے بھئی یہ پورا قانون ہے یہ پوری کتاب ہے یہ پورا یہ سب کچھ لکھا ہے کہاں لکھا ہوا ہے یہ ذوالفقار کی جو نیام ہے اس کے اوپر میں نے لکھا ہے رسولؐ اللہ نے دکھایا ہے جبریل آئے ہیں اللہ نے جبریل کو بھیجا ہے قیامت تک کا قانون لکھ دیجئے میں نے لکھ لیا اب میں سنا رہا ہوں میں بتا رہا ہوں اب مجھے وقت ملے گا چار سال کا اس میں اس کو رائج کر دوں گا اب

تمہارے سمجھ میں آیا یا نہیں آیا ہم کیا جانیں ہم نے رائج کر دیا کیا تھا حکم اس میں لکھا ہوا تھا جو قرآن میں لکھا ہے وہی اس نیام میں لکھا ہے وہاں لکھا ہوا تھا ناکثین (بیعت توڑنے والے) قاسطین (ظلم کرنے والے) مارقین (حق سے نکل جانے والے) اُن سے لڑنا ہے چاہے وہ لا اِلٰہ کہ رہے ہوں لا اِلٰہ لے کے نہیں جاسکتے اور کہا کس سے جارہا ہے رسولؐ سے یا رسولؐ اللہ جو بیعت توڑ دیں چاہے لا الہ کہہ رہے ہوں سب کو قتل کردیں رسولؐ اللہ نے تو نہیں کیا قتل کسی کو بھی نہیں کیا قتل اسلئے کہ وہاں بیعت ٹوٹی ہی نہیں تھی اس کا مطلب جو رسولؐ کی زندگی کا قانون ہے۔ وہ قیامت تک جاری رہیگا یعنی اب جو قرآن میں کہا جارہا ہے نکث بیعت کرنے والوں کو قتل کر دیجئے قاسطین کو مارقین کو قتل کر دیجئے جو بغاوت کردیں اسلام میں انھیں قتل کردیجئے تو اب کون کرے گا قتل یا رسولؐ آپ قتل کیجئے تو علیؑ کریں گو یا رسولؐ نے کیا تو علیؑ نے تین لڑائیاں لڑیں جمل، صفین، نہروان، ناکثین، قاسطین، مارقین، سب لا اِلٰہ کہہ رہے تھے سب قرآن پڑھ رہے تھے تو کیا کہا علیؑ نے اس قانون سے صرف لا الہ لیکے بھاگو گے تو ذوالفقار کے نیچے آؤ گے تو قانون کو سمجھئے کل کا میرا جملہ مصائب تک کا یاد رکھیئے گا کہ لا اِلٰہ کام نہیں آیگا لا اِلٰہ بخشوائے گا نہیں لا اِلٰہ اِلا اللہ اب نہیں بخشوائے گا ہو گیا اسکا ثواب ختم مکہ کی ۱۳ سالہ زندگی میں بس وہاں تک تھا آتے جاؤ لا اِلٰہ کہتے جاؤ آتے جاؤ لا اِلٰہ کہتے جاؤ اسکے بعد اب سمجھو اب آگئے اب یہ سب کچھ سمجھو صرف لا اِلٰہ الا اللہ نہیں ہے اور بھی کچھ ہے اور جب تک وہ نہ مانو گے یہ لا الہ بیکار اس کا

پھر فائدہ نہیں پھر وہی اچھے ہیں پھر وہی اچھے ہیں جو بغیر لا الہ کے اللہ کا کام کر رہے ہیں چاہے وہ ابو طالبؑ ہوں یا عبد المطلبؑ ہوں چاہے ہاشم ہوں۔۔۔یا قصی ہو یا لوی ہوں یا غالب انہیں لا الہ کی ضرورت نہیں ہے وہ لا الٰہ کے محتاج نہیں ہیں اسلئے کام تو سب لا الہ ہی کے کر رہے ہیں ڈنکے نہیں پیٹا کرتے شور نہیں مچایا کرتے لا الہ پڑھنا اور ہے پڑھ کے شور مچانا اور ہے دونوں میں فرق ہے تو علیؑ نے سب کو کاٹ کاٹ کے پھینک دیا یہ لا الٰہ کام نہیں آئیگا۔ اسلئے تم لا الٰہ کہہ کر شریعت محمدیؐ کے ساتھ مذاق کر رہے ہو تم لا الٰہ کو آڑ بنا کے اللہ کو دھوکہ دے رہے ہو اللہ نے کہا ہاں میں نے علیؑ کو اپنا وصی بنا دیا اب لوگوں نے پوچھنا شروع کیا اللہ نے کہا ہے آپ سے یا اپنی مرضی سے بنا لیا دو پارٹیاں بنا لیں سمجھیں اس بات کو بڑی نازک سی بحث ہے بہت دور تک اسکی گفتگو جائیگی تا کہ شیعہ اور سُنی سب سمجھیں۔۔۔آپ نے اپنی مرضی سے علیؑ کو وصی بنایا یا اللہ کے کہنے سے دو پارٹیاں ہو گئیں نا ایک اللہ کی پارٹی ایک رسول کی مرضی کی اپنی پارٹی اللہ اور رسولؐ ہو گئے الگ الگ دیکھئے لا الٰہ نے دھوکہ دیا اب لا الٰہ بیکار ہو گیا اسلئے کہ آپ نے قرآن نہیں پڑھا یہ بولتا ہی نہیں جب تک کہ وہ وحی نہ کرے اس کے معنی آپ نے اس سے انکار کر دیا اب آپ نے کہا کہ نبی کچھ اپنی مرضی سے بھی کرتا ہے اب یہ بات اتنی پکائی گئی دیگ میں پکائی گئی اور پکا پکا کے بانٹی گئی بھئی وہ اللہ کی مرضی الگ ہے اور کچھ کام نبیؐ اپنی مرضی سے کرتے ہیں اب یہ بات پھیل رہی ہے اطراف وقبائل میں یعنی اب اس پر عقیدہ پکا ہوتا جا رہا ہے پکا

ہوتا جا رہا ہے اتنا پختہ کر دیا اتنا پختہ کر دیا کیوں کیا اس لئے پختہ کیا تا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ جتنے کام نبیؐ کر گئے پہلے وہ سب اللہ کی مرضی سے تھے صرف علیؑ کا جو معاملہ ہے یہ محبت میں نبیؐ نے کیا ورنہ اللہ کی مرضی نہیں تھی کہ علیؑ کو نبیؐ کے بعد خلیفہ بنایا جائے اچھا اب آپ واہ واہ تو کر رہے ہیں لیکن اسکے پچاس گناہ زیادہ آپ کو واہ واہ کرنا پڑے گی جب آپ اسکی گہرائی میں پہنچیں گے اور میں آپ کو اس کی گہرائی میں پہنچانا چاہ رہا ہوں جہاں پر آپ کی نظر نہیں ہے دیکھئے جب یہ عقیدہ پھیلایا جائے گا تو کچھ ایسے بھی چالاک ہوشیار ہوں گے جو کہیں گے دلیل لاؤ۔ کہ کچھ کام نبیؐ اپنی مرضی سے کرتا ہے اور کچھ کام اللہ کی مرضی سے کرتا ہے تو جو کام نبیؐ اپنی مرضی سے کر رہا ہے اسکی دلیل لاؤ کہ یہ کام محمدؐ نے اپنی مرضی سے کیا۔ دلیل لاؤ دلیل۔ تو اب بعد وفات نبی دلیل لائی گئی انہوں نے کہا بھئی یہ ہے دلیل اگر اللہ نے اپنے نبیؐ سے یہ کہا ہوتا غدیر میں کہ علیؑ کو اپنا آپ جانشین اور خلیفہ بنا دیجئے اور اسلام کا حاکم بنا دیجئے تو علیؑ کو اللہ خلافت دلا دیتا چونکہ محمدؐ نے چاہا اور اعلان کیا غدیر میں کہ میں اپنے بعد علیؑ کو خلیفہ بنا رہا ہوں اللہ نے نہیں چاہا اس لئے علیؑ نہیں بن پائے ہم بن گئے اللہ نے چاہا ہم بن جائیں علیؑ نہ بنیں دلیل تو آ گئی۔ دیکھئے توحید پختہ ہو گئی وہابیت کامل ہو گئی۔ تنہا اللہ اور یہ آ گئے اللہ کی پارٹی میں ہم آ گئے اللہ کی پارٹی میں اسلیئے کہ اللہ نے ہمیں بنایا علیؑ کو نہیں بننے دیا۔ محمدؐ ہو گئے ناکام اسلیئے کہ خود چاہتے تھے رشتہ داری کی بنا پر اللہ نے کہا یہ نہیں چلے گا محمدؐ ہم تمہارے والے کو نہیں بننے دیں گے ہم تو اس کو بنائیں گے جنہوں

نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اللہ ہو گیا ان کی پارٹی میں اسلیئے عوام کا نظام ۲۵ سال چلا اور اللہ نے چلایا اور جب علیؑ آئے زبردستی تو اللہ نے چار سال انہیں رہنے دیا اور اسکے بعد اب اسکے بعد کیا ہوا محمدؐ کے ولی کا کیا ہوا محمدؐ کی پارٹی کا کیا ہوا علیؑ کا کیا ہوا اللہ کے نظریات کا کیا ہوا اب یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ۳۰ سال کے بعد چوتھی خلافت میں ایسی ٹوٹ پھوٹ ہوئی کہ پانچواں خلیفہ نہیں بنا ایسا لگتا ہے عوام کی پارٹی اور اللہ میں ہوگئی لڑائی اللہ نے کہا جاؤ نہ ہم بناتے ہیں نہ تم بنو بیٹھ جاؤ۔ یہ کیا ہوا یہ ہوا کیا۔ یعنی اللہ نے بھی نہ چاہا کہ پانچواں بنے عوام بھی کامیاب نہ ہو سکے یعنی عوام بھی ڈھونڈھ کر پانچواں نہ لا سکے یہی وہ نزاکتیں ہیں جن پر ہم نہ ہی بولیں یہ تو ہم آپ کو سوالات دے رہے ہیں کہ آیا آپ نے کبھی اس مسئلہ پر اس نظریئے سے سوچا ہے ایک سُنی عالم آیا ایک شیعہ عالم آیا Alim online ایک لائن ہے۔۔۔۔ کہ ایک لائن ہے دیکھئے جب میڈیا پر ساری باتیں کھل گئیں اور باقاعدہ شیعہ سنی عقائد میں بحث ہوگئی .T.V پر۔۔تو کم از کم یہ آزادی تو ہوگئی کہ وہ جو کہا جاتا تھا کہ بس نام نہ لیجئے منبر پر اور فلانا نہ کیجئے اجی اب تو .T.V پر سب کھلا کھلا ہو رہا ہے اب تو سارے مسئلہ آگئے عقائد کے بھی مسئلے کھل گئے تو .T.V کے ہی جو مسائل ہیں انہی کو ہم سامنے لاکر بات کریں گے تا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ ہم نے کوئی نیا مسئلہ اٹھا دیا ہم اسی پر ڈسکس کریں گے کہ جس پر جنرل مشرف چاہتے ہیں کہ ڈسکس ہو تا کہ ہم کسی نتیجہ پر پہنچیں اور روشن خیال بنیں اور ہم اپنے صدر صاحب کو یہ بتا دیں کہ ہم صدیوں

سے روشن خیال ہیں، ہم میں کبھی تنگ نظری نہیں رہی اور ہم نے کبھی کسی پر بے جا تنقید نہیں کی سوائے اسکے کی ہم نے آلِ محمدؐ کو کبھی نہیں چھوڑا اب اسکو آپ جو بھی کہیئے یہی سمجھ لیجئے کہ ہمارا تعصب ہے کہ ہم آلِ محمدؐ کے آگے کسی کو نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ جانتے ہیں اور نہ ہم کسی کی بات کرنا چاہتے ہیں یہ طے شدہ بات ہے اس میں تو دیکھئے ہمارا یہاں تبدیلی ہو نہیں سکتی یہ ہے مسئلہ دیکھئے صرف عقائد کا مسئلہ نہیں ہے یہ شوق کا بھی مسئلہ ہے مسئلہ ہمیں یہ رنگ پسند ہے آپ کہیں کہ نہیں صاحب یہ نہ پہنئے میں کہوں نہیں صاحب یہ میرے ذوق کا مسئلہ ہے مجھے یہ رنگ پسند ہے عقائد اپنی جگہ ذوق کی بلندی اپنی جگہ تو یہ ہمارا ذوق ہے کہ نہ ہم اس کے آگے کچھ سوچتے ہیں اور نہ ہمارے کچھ سمجھ میں آتا ہے یہ صاحب یہ بھی اور وہ بھی ہیں یہ صوفی اور وہ صوفی ایک میں آپ کے سامنے میں نے ایک چارٹ پورا بنایا ہے کہ علیؑ کی حکومت روحانی دنیا میں کیسے سفر کر رہی ہے یعنی علیؑ کی ولایت قائم کیسے ہے تصوف میں یہ ہمارے عقیدے سے الگ ہٹ کے ہے یعنی ہم تصوف میں نہیں ہیں لیکن ہم تصوف کا ایک چارٹ بنائے بیٹھے ہوئے ہیں وہ چارٹ ہم آپ کو پورا نقشہ سنائیں گے کہ کتنے ابدال ہوتے ہیں کتنے قلندر ہوتے ہیں اور وہ سب کیسے کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں اور کس کس ملک میں کتنے ہوتے ہیں اور وہ روحانی طاقتیں اور پھر ان کے اوپر کون ہوتا ہے پھر انکے اوپر کون ہوتا ہے پھر ان کے اوپر کون ہوتا ہے اور لیکن یہ تو ہے کہ سب سے اوپر علیؑ ہو۔ (نعرہ حیدری) تو وہ پورے چارٹ ہم نے بنا لئے ہیں کاغذ پہ نقشہ بنایا ہے۔ کہ دنیا میں

کتنے صوفی گذرے اور کتنے سلسلے ہیں صوفیت کے اور وہ جا کے کہاں ختم ہوتے ہیں تو وہ میں نقشہ شجرہ بنا کے آپ کے ہاتھ میں دوں گا کہ آپ یہ کاغذ رکھیئے اپنے پاس اور پھر میں اس موضوع پر آپ کے سامنے تقریر کروں گا تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ ولایت علیؑ یعنی حکمرانی علیؑ کی کیسے پھیلی ہوئی ہے روحانی کائنات میں تمام چھائی ہوئی ہے اس طرح غدیر کا جو خطبہ ہے اسکو میں کمپوزنگ کروا رہا ہوں پورا اور اس کو بھی میں وہ خطبہ کا حصہ جو امام مکہ ہر سال چھوڑ دیتے ہیں نہیں پڑھتے ہیں تو اب چونکہ دیکھئے ہر سال وہ حج میں پڑھا جاتا ہے تو جہاں سے وہ چھوڑتے ہیں اور کٹ کرتے ہیں اور جوڑ لگاتے ہیں تو وہ بیچ کا حصہ ظاہر ہے بے ربطی تو اسمیں ہوتی ہے تو وہ ہم آپ کو بتائیں گے بے ربطی کہاں پر ہوتی ہے تو اتنا بڑا حصہ انہوں نے چھوڑا ہوا ہے اور وہ ظاہر ہے کہ ہمارے عوام کے سب کے نظر میں نہیں ہے کہ وہ حصہ کیسے نکالا گیا اس میں سے یعنی ہم آپ کو وہ پورا خطبہ غدیر کا سنائیں گے ہم اس کی شرح کریں گے کہ رسول اللہؐ اس میں کہنا کیا چاہ رہے تھے حالانکہ سب صاف صاف باتیں ہیں یا **ایھا الناس یا ایھا الناس** تو اسمیں اصرار علیؑ رسولؐ کا جو ہے کہ علیؑ کو اپنا حاکم مانو اس اصرار کو آپ دیکھئے گا کہ اصرار کس طرح کیا۔ پھر اس میں ایک بات اور ہے وہ ہم آپ کو بتائیں گے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے کھل کر یہ بات نہیں کہی تھی کہ علیؑ میرے بعد اسلام کے حاکم ہیں وہ جب آپ غدیر پر کا خطبہ دیکھیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اتنا کھل کے کہا تھا اتنا کھل کے کہ یہی ہیں تمہارے حاکم اور صرف غدیر میں نہیں کہا

(بلکہ اس وقت میرے پہلو میں ایک کتاب بھی رکھی ہے علامہ حلّی کی اگر ضرورت پڑی تو میں اسکا حوالہ بھی سناؤں گا) کہ صرف غدیر میں نہیں کہا تھا بلکہ جب رسولؐ اللہ بیعت لیتے تھے تمام جنگوں کے بعد احد سے لیکر حنین تک جتنے لوگوں نے لا الٰہ پڑھا تو ہاتھ پر ہاتھ رکھوانے سے پہلے کہتے تھے تین شرطوں پر بیعت لے رہا ہوں لا الٰہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ اب مسئلہ کیا ہے وہ بھی میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہ روایتیں دبا کیسے دی گئیں یہ کہانی کیا ہے جو یہ چیزیں دب کیسے گئیں۔ اب آپ کو ایک معجزہ سنا دوں کہ غدیر ایک سچی حقیقت ہے لیکن نہیں مانتے لوگ یہ حیرت کی بات نہیں ہے ایک واقعہ ہوا کہ جہاں ڈیڑھ لاکھ دو لاکھ پچھتّر ہزار ۸۰ ہزار مختلف تعداد لکھی ہے لیکن کہتے یہ ہیں کہ رسول اللہ کے جتنے لشکر گئے بدر سے حنین تک کسی جنگ میں اتنا مجمع رسولؐ کو کسی میدان میں نہیں ملا جتنا غدیر میں ملا یعنی رسولؐ کی ۲۳ سالہ زندگی میں سب سے بڑا مجمع رسولؐ کو غدیر میں ملا اس سے بڑا مجمع کبھی نہیں مسلمانوں کا ملا سب سے بڑا مجمع وہ خواہ کتنا بڑا مجمع ہو، تھا وہی سب سے بڑا مجمع۔ اور اس مجمع میں جیتے جاگتے مجمع میں اس بات کا اعلان ہو اور پھر مسلمان نہ مانیں یہ ہوا کیا یہ ابھی اسی ۹ دن میں سنیں گے آپ کہ یہ ہوا کیا۔ وجہ کیا۔ اور اگر دلیل ابھی مانگ رہے ہیں ایک چھوٹی سی ہلکی سی دلیل دے دوں آپ کو۔ ابوقبیس کی پہاڑی پر رسولؐ کھڑے ہوئے تھے اور سارے کافر جمع تھے اور یہ ابتداء ہے لا الٰہ کی اور کوئی مکہ میں رسولؐ کو رسولؐ ماننے کو تیار نہیں ہوا علیؑ کے سوا اُس وقت کوئی رسولؐ اللہ کو رسولؐ اللہ نہیں کہتا صرف ایک بارہ

سال کا لڑکا کہتا ہے یا رسولؐ اللہ اور کوئی ماننے کو تیار نہیں گھر والوں کو چھوڑ کے پورے مکہ شہر میں کوئی نبیؐ کو نبیؐ ماننے کو تیار نہیں اور سب مذاق اڑا رہے ہیں ابولہب بھی ابو جہل بھی ابوسفیان بھی پتھر بھی مار رہے ہیں بچوں کو بھی پیچھے لگائے ہوئے ہیں ایک مصیبت کا دور ہے کوئی ماننے کو تیار نہیں اور ایسے میں رسولؐ کھڑے ہوئے ہیں اب چودھویں کا چاند مسکرا رہا ہے روشنی پھیلی ہوئی ہے عرب کے ریگستان پر ایسے میں ابو جہل اور ابولہب یہ سب بڑے بڑے لوگ بڑھے اور کہنے لگے۔ مذاق اڑایا نبیؐ کا۔ اور کہا کہ محمدؐ ہم تمہیں رسولؐ تب مانیں گے کہ جب تم اس چاند کو دو ٹکڑے کر دو۔ جلال کے عالم میں نبیؐ نے سب کو دیکھا اور کہا کہ توڑ دوں چاند؟ چاند تو میں توڑ دوں گا لیکن تم میں سے کوئی ایک بھی لا الٰہ نہیں پڑھے گا ہمیں معلوم ہے اسلئے کہ میں تمہاری لاشیں بدر کے گڑھے میں دیکھ رہا ہوں۔ تم علیؑ کے ہاتھوں سے کٹے ہوئے بدر میں پڑے ہوئے ہو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں پڑھو گے لا الٰہ یہ یقین دیکھئے نبیؐ کا اور اس کے بعد انگلی اٹھی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔ قرآن میں موجود ہے کہ کوئی انکار کر دے تاریخ نہیں ہے سورۂ قمر موجود ہے **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وانشَقَّ القَمرُ** (القمر سورہ ۵۴) اور چاند ٹوٹ گیا۔ اور قیامت قریب آ گئی تھی۔ لیکن کائنات کو تھامنے والا پہلو میں کھڑا ہوا تھا۔ یہ توڑ رہے تھے وہ روک رہے تھے۔ قیامت قریب آ گئی تھی۔ اور قیامت آ نہیں سکتی جب تک کہ قائم نہ آ جائے۔ تو کیا ہوا چاند ٹوٹا نا۔ ایک حقیقت ایک معجزہ چاند ٹوٹ گیا پھر کیوں نہیں لا الٰہ کہا وعدہ تو یہی تھا کہ چاند توڑ

دو لا الٰہ کہیں گے اسی دن پورے مکہ کو مسلمان ہو جانا چاہیئے تھا۔ پھر نبی کو تیرہ[۱۳] برس کیوں لگانے پڑے مکے میں۔ اب آپ سمجھیں نہیں تو میں کیا کروں اتنا بڑا واقعہ ہو گیا چاند ٹوٹ گیا مکہ والوں نے پھر بھی کلمہ نہیں پڑھا نہ مسلمان ہوئے جب تک علیؑ نے ذوالفقار نہ کھینچی مسلمان نہ ہوئے۔ یعنی چاند ٹوٹ گیا پھر بھی مکہ نے کلمہ نہیں پڑھا اور جب بدر چھڑ گئی اور احد میں جب ذوالفقار آ گئی تو مسلمان ہو گئے غدیر میں رسولؐ اللہ نے کہا علیؑ میرے بعد حاکم ہے کسی نے نہیں مانا بھئی جب چاند ٹوٹنے پر نبیؐ کو نہیں مانا تو نبیؐ کے اعلان سے علیؑ کو نہیں مانا اس میں کیا حیرت کی بات ہے اچھا وہاں کب مانا چاند ٹوٹنے پر نہیں مانا علیؑ کی ذوالفقار پہ مانا یعنی جب سر کٹنے کی باری آ گئی جان پہ آ گئی تو کہا لا الٰہ اِلا اللہ یہاں ہو گئی غدیر نہیں مانا اسکے معنی غدیر کے بعد پھر ایک بدر ہو احد ہو تب جا کے مانیں اسلئے ابتک نہیں مان رہے ہیں نہیں مان رہے ہیں اس میں کیا بات ہی ختم ہو گئی اس میں نکتہ کوئی ہے ہی نہیں اب وہ جملہ دُہرا دوں شق القمر پہ نہ مانا جب ذوالفقار کھینچی تو سب نے مانا اسکے معنی لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے تو اللہ کو معلوم ہے غدیر میں نہیں مانیں گے تو اب بدر و احد و خیبر و خندق وہاں تو ۲۳ برس میں کام چلنا تھا یہاں ۱۴ سو برس کیوں نہ ہو جائیں ابھی کام مکمل نہیں ہو گا یہ پڑھیں گے تو ذوالفقار سے ہی ہمیں معلوم ہے اسی لئے رکھا ہے اس کا انتظار کیجئے ابھی غدیر ختم نہیں ہے جب تک مہدیؑ نہ آئے تب تک غدیر پڑھتے رہنا ہے یہ دور غدیر چل رہا ہے تو ہمیں تو زندہ رکھنا ہے۔ دور چل رہا ہے اب یہاں پر مسئلہ

یہ آتا ہے کہ نہیں مانا جب نہیں مانا تو ڈھائی ہزار سنی علماء اور آئمہؒ کی کتاب میں یہ روایت آ کیوں گئی یہ ہے سوالیہ نشان کیوں بھئی کیوں آ گئی اسلیئے کہ راوی اس کے جتنے ہیں وہ سب وہ ہیں جو کہہ تو رہے ہیں مگر مان نہیں رہے ہیں اسلیئے کہ دیکھنے والا ایک بات دیکھ رہا ہے وہاں سے چلا نبیؐ نے کہا جو حاضر نہیں ہیں یہاں والا اس کو جا کر بتا دے۔ اب رسولؐ کے اس ارشاد سے روایت کرنے کا شوق پیدا ہوا اور اتنا بڑھا کہ جسے دیکھو وہی رپورٹنگ کر رہا ہے۔ اتنا شوق ہے ہم سے پوچھو وہاں کیا واقعہ ہوا آپ کو نہیں معلوم ہم تو وہاں تھے ہم بتاتے ہیں کہ کیا ہوا دوسرے آئے اجی آپ اس طرف تھے ہم نے تو ادھر سے دیکھا۔ تو جناب عالی راوی بننے کا شوق مسلمانوں میں آج بھی ہے آج کل راوی کو رپورٹر کہتے ہیں بس نام بدل گیا ہے اسمیں یہ بات ہوتی ہے کہ سچا ہے کہ جھوٹا وہاں بھی بحث ہوتی ہے سچا ہے کہ جھوٹا۔ دیکھئے رپورٹرس کا کام عقائد نہیں ہے ہندو مرے یا کوئی مرے خواہ اسرائیل کا وزیر اعظم دے بیان رپورٹر تو چھاپے گا چاہے وہ پاکستان کے خلاف بیان ہو وہ سُرخی لگائے گا لگتی ہے رپورٹر کا کام ہے چھاپ دینا راوی کا کام ہے لکھ دینا اس کا کوئی مذہب نہیں اسکو تو جو بات معلوم ہوئی اسے لکھ دے گا اس میں پھنس گئے مسلمان جتنے راوی تھے سب نے غدیر لکھی لکھتے چلے گئے لکھتے چلے گئے اب نکل رہی ہیں کتابیں نہیں مانا یہ الگ مسئلہ غدیر رہ تو گئی۔ صلوٰت۔

تو T.V پر "عالم آن لائن" یہ کوئی پروگرام ہو رہا تھا اور مولانا انیس الحسنین صاحب کے صاحبزادے پروفیسر محمد حسن صاحب تھے اور ایک کوئی

پیش امام تھے اہلِ سنت کے۔ گفتگو یہ ہوئی کہ رسولؐ اللہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ اب یہ میڈیا پر ایک بحث ہو چکی اب یہ آپ تو اسے نشر کر چکے اب یہ ہماری مجلس کا موضوع ہے اب چاہے جب تک چلے چلتا رہے گا اس میں کیا حرج ہے آپ نے موضوع دیا ہے کہ اس پر بیٹھ کر سوچئے ہم سب بیٹھ کر سوچ رہے ہیں اب چونکہ ہمارے مولانا نے سوچا کہ بھئی روشن خیالی ہے تو میں اپنی گرد کو کیوں ہائی لائٹ کروں کچھ نارمل سی بات کہہ دوں تا کہ شیعہ سنی مسئلہ برابر ہو جائے۔ ایک قصہ اور سن لیجئے دیکھئے معاویہ کے لشکر اور حضرت علیؑ کے لشکر کے کچھ لوگ جمع ہوئے انہوں نے کہا کہ بھئی لڑائی بند کرو اور بیٹھ کر باتیں کرو کہا ٹھیک ہے بات کر لو ایک ان کا نمائندہ آ جائے اور ایک ان کا نمائندہ آ جائے معاویہ کے لشکر سے عمر ابن عاص کو منتخب کر دیا تو مولا علیؑ نے کہا کہ بھئی ہماری طرف سے عبداللہ ابن عباس نمائندہ بن کر جائیں گے سارے لوگ بگڑ کر کھڑے ہو گئے کہ نہیں نہیں عبداللہ ابن عباس نہیں ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری جائیں مولا علیؑ نے کہا بھائی یہ بے وقوف آدمی ہے یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ۔ نہیں نہیں انہی کو بھیجئے اب ظاہر ہے کہ جتنے بھی بے وقوف لوگ تھے وہ اپنے نمائندہ کو تو چاہیں گے کہ جائے عبداللہ ابن عباس مفسّر تھے محدث تھے ذہین تھے مولا علیؑ کے شاگرد تھے تو بے وقوف لوگ ذہین کو مانتے ہی نہیں۔ مولا علیؑ کہہ رہے ہیں ان کو بھیجو یہ میرا شاگرد ہے یہ میرا چچازاد بھائی ہے اس کو جانے دو یہ اپنا آدمی ہے کہنے لگے نہیں ان کو بھیجئے تو مولا نے سر پکڑ لیا جاؤ تمہارا مقدر پھوٹ گیا جاؤ بھیج

دو جاؤ اب تمہاری مرضی ادھر سے پہنچے ابوموسیٰ اشعری ادھر سے آیا عمر عاص دونوں میں کانا پھونسی ہوئی کہنے لگے یہ سامنے منبر رکھا ہے اس پہ ہماری بھی تقریر ہوگی تمہاری بھی تقریر ہوگی تو ہم لوگ پہلے آپس میں طے کرلیں کہ کیا کرنا ہے انہوں نے کان سے کان ملا دیا انہوں نے کہا کیا کرنا ہے انہوں نے کہا کہ دیکھو ہم نے یہ طے کیا ہے کہ یہ دونوں خلیفہ صحیح نہیں ہیں نہ معاویہ صحیح نہ علیؑ صحیح ابوموسیٰ اشعری کہنے لگے اچھا تم نے۔ تم نے انہیں چھوڑ دیا کہنے لگے ہاں انھوں نے کہا تم علیؑ کو چھوڑ دو کہنے لگے ٹھیک ہے تم نے اپنے دوست کو چھوڑ دیا تو میں بھی اپنے دوست کو چھوڑ رہے دیتا ہوں کہا تو پھر ایسا کرتے ہیں ہم معاویہ کو معزول کرتے ہیں تم علیؑ کو معزول کرو خلافت سے۔ ہم گورنری سے اس کو معزول کرتے ہیں تم علیؑ کو خلافت سے معزول کردو۔ پھر ہم لوگ بیٹھ کے ایک نیا خلیفہ چن لیں گے دونوں کو معزول کردو ابوموسیٰ اشعری کہنے لگے اچھا ٹھیک ہے کہا تو پہلے تم جا کر تقریر کرو تو ابوموسیٰ اشعری منبر پر گئے (معاملہ تو طے ہو ہی چکا ہے) منبر پہ گئے اور انہوں نے ایسے کر کے انگوٹھی اتاری اپنے ہاتھ سے اور کہنے لگے یہ دیکھئے میں نے علیؑ کو خلافت سے اس انگوٹھی کی طرح جدا کر دیا اور میں علیؑ کو معزول کرتا ہوں خلافت سے۔ یہ صحابیٔ رسولؐ ہیں صحابی علیؑ ہیں منبر پہ جا کر انہوں نے کہا ہم نے علیؑ کو خلافت سے معزول کر دیا یہ دیکھئے اس طرح اور کہہ کے اُتر آئے اب عمر عاص گئے منبر پر کہا سنا بھائیوں آپ نے ابوموسیٰ اشعری نے علیؑ کو خلافت سے معزول کر دیا لیکن میں معاویہ کو معزول نہیں کرتا۔ معاہدہ ہوا تھا انہوں نے اپنے

آدمی کو معزول کر دیا لیکن ہم اپنے آدمی کو معزول نہیں کریں گے۔ ابوموسیٰ اشعری مارنے دوڑے عمر عاص کو کپڑے پکڑ کے پھاڑنے لگے کہا اب کچھ نہیں ہوگا جو جی چاہے کرو تم اپنا آدمی معزول کر چکے۔ یہ ہوا تھا صفین میں۔ کیا کہا تھا علیؑ نے یہ احمق ہے اس کو مت بھیجو عبداللہ ابن عباس کو بھیجو تو جہاں اتنا زیادہ مسئلہ ہو تو وہاں نمائندگی تو کم از کم آپ لوگ کریں کہ ابوموسیٰ اشعری کو نہ بھیجا کریں۔

تو جناب عالی ہمارے مولانا نے سوچا کہ کوئی ایسی لڑائی نہ ہو یہ نہ ہو وہ نہ ہو تو انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی پانچ پانچ دس دس کر کے آدمی آتے تھے اور پڑھ کر چلے جاتے تھے بات ختم ہوگئی اس کو پوچھنا ہی تھا پیش نماز صاحب سے آپ کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا نہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کہ خلیفہ اول ہیں جو کہ رسولؐ اللہ کے وصی ہیں انہوں نے نماز پڑھائی لیجئے پروگرام ختم ہو گیا اسکے بعد پرگرام ختم ہوگیا۔ اب یہاں یہ مجھے نہ مولانا صاحب کے اس بات پر اعتراض ہے کہ دس دس آدمیوں نے پڑھی یہ آپ جانیں آپ کی کتاب۔ آپ کی بات ان صاحب کے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر نے نماز پڑھائی مجھے کوئی اعتراض نہیں مجھے صرف اس لفظ پر اعتراض ہے اور انشاء اللہ کل کی تقریر ایک لفظ پر ہوگی صرف ایک لفظ پر انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر رسولؐ اللہ کے وصی تھے یہ آپ نے میڈیا پر جھوٹ بولا بھئی اس پر بحث ہوگی اسلئے کہ آپ علم نہیں رکھتے کہ لفظ وصی کسے کہتے ہیں؟ اور یہ جو ہمارے پاس کتاب ہے اسکا نام ہے اثبات وصیت، یہ

علامہ حلی کی کتاب ہے اور اس میں ثبوت دیے گئے ہیں کہ وصی کیا ہوتا ہے یہ پوری کتاب ہے عربی میں علامہ حلی جو ہیں وہ پیدا ہوئے ہیں ہجری ۶۴۸ میں حلہ میں۔ اور حلہ میں انتقال ہوا لیکن نجف میں لا کر دفن کیا گیا مولا علیؑ کے سیدھے ہاتھ کے مینار کے نیچے۔ تو ان کے کتب خانہ میں صرف لفظ وصی کے موضوع پر (۲۵۰۰) ڈھائی ہزار کتابیں موجود تھیں۔ اور انہوں نے پوری فہرست دی ہے ان سُنی علماء کی کہ کن کن سنی علماء نے کتاب الوصیت لکھی۔ اور یہ ساری کتابوں کا نام کتاب الوصیت ہے اور تمام سنی مورخین نے لکھا کہ بلا اختلاف رسولؐ کے وصی صرف علیؑ تھے۔ یعنی اس میں تو کسی بھی فرقہ کے کسی عالم نے اختلاف ہی نہیں کیا کہ رسولؐ کے وصی علیؑ تھے وصی کسے کہتے ہیں جسے وصیت کی اور یہ جو جملہ میں نے ابھی بیچ میں کہا تھا کہ غدیر سے پہلے تو واقعۂ غدیر سے پہلے مدینہ میں رسم وصیت نبیؐ پوری کر چکے تھے تمام اصحاب کو مسجد میں بلا کر اور علیؑ کو بٹھا کر کہ میں علی سے یہ وصیت کرتا ہوں سن لو وصیت میں سب سے خاص وصیت کرنے والا جو پیشانی پر رکھتا ہے دیکھئے رسولؐ کی پہلے ایک حدیث سنا دیں آپ کو رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جو مسلمان وصیت کئے بغیر مر جائے اس کے ایمان اور عقل میں نقص ہے۔ وصیت کرنا واجب ہے واجب قرار دیا گیا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وصیت کئے بغیر نہ مریں تو جب نبیؐ یہ کہہ رہا ہے کہ امت پر واجب ہے تو نبیؐ بغیر وصیت کے کیسے جا سکتا ہے اور یاد رکھئے کہ مرنے والے کو کسی چیز کی پرواہ نہیں رہتی کہ یہ مکان کہاں جائے گا اب تو میں مر ہی رہا ہوں یہ زمین کہاں جائے گی

اب تو میں مر ہی رہا ہوں یہ پیسہ کہاں جائے گا اب تو میں مر ہی رہا ہوں یہ اولاد
کہاں جائے گی اب تو میں مر ہی رہا ہوں اسے صرف ایک پرواہ رہتی ہے کہ
مرنے کے بعد مجھے دفن کون کرے گا، ایک فکر رہتی ہے قبر کہاں بنے گی کفن کون
دے گا اب اسمیں وہاں کی فکر رہتی ہے یہاں کی فکر نہیں رہتی اور وہ جو میرا پہلا سفر
شروع ہوگا پہلا دن مرنے کے بعد وہ کس کے ہاتھ سے ہوگا اگر حضرت ابوبکر
وصی بنائے گئے تھے اور رسولؑ نے وصیت کی تھی تو دکھاؤ کسی تاریخ میں کہ غسل دیا
ہے انہوں نے اور کفن دیا ہے انہوں نے۔ نماز جنازہ سے وصی ثابت نہیں کیا جا
سکتا۔ پھر نہیں سمجھے آپ نماز جنازہ تو سڑک چلتے سے پڑھوالی جاتی ہے۔ وصی وہ
ہے جو کفن دے گا وصی وہ ہے جو غسل دے گا وصی وہ ہے جو قبر میں اتارے گا وصی
وہ ہے جو لاش اٹھائے گا وصی وہ ہے جو قبر میں سب سے پہلے مٹی ڈالے گا۔ اس
پہ ہم کل انشاء اللہ کہ وصی کسے کہتے ہیں رسولؐ نے علیؑ کو کیا کیا وصیتیں کیں وہ
وصیتیں کیسے کیسے پوری ہوئیں وصیت میں علیؑ کو کیا کیا ملا۔ مثلاً میں کسی کو وصی
بناؤں اور میں کہوں کہ یہ ٹوپی یہ رومال یہ تسبیح یہ چشمہ میں نے تمہیں دے دیا تم
میرے وصی ہو دنیا کی کوئی عدالت دنیا کا کوئی قانون یہ ٹوپی یہ رومال یہ تسبیح یہ
چشمہ میرے وصی سے چھین نہیں سکتا۔ دیکھئے اسلامی قانون سے اور دنیا کے
قانون سے اسلئے کہ اس نے یہ سب دیا ہے اور وصیت کی ہے کہ یہ سب بیچ کے
میرے لئے ایک مجلس کر دینا تو شرعاً بھی جائز۔ اب سمجھ میں آئی بات کہ وصیت
میں نبیؐ نے علیؑ کو جو کچھ دیا ہے عدالت علیؑ سے لے نہیں سکی۔ میں تمہیں وصیت

کرتا ہوں کہ تم میرے وصی ہو اسلئے میں تمہیں یہ یہ یہ یہ دیتا ہوں یہ بدر سے لیکر حنین تک والا علم بھی تمہارا کسی نے آ کر یہ نہیں کہا کہ یہ علم دیدو اور یہ قرآن جو جبرئیل لائے تھے یہ جو لکھا ہے میں نے یہ بھی تمہارا۔ دیکھئے اگر علیؑ سے قرآن چھین لیا جاتا وصیت والا تو پھر ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع نہ کیا جاتا۔ وہ چادر وہ نیزہ وہ گھوڑا وہ عمامہ وہ ناقہ وہ مکان وہ رسولؐ کی چیزیں فہرست کل سناؤں گا کہ مدینہ کی مسجد میں سب منگوا کر گھر سے۔ علیؑ اٹھو یہ وہ عمامہ ہے جو میں نے معراج میں پہنا تھا یہ وہ عمامہ ہے جو میں نے فتح مکہ کے دن پہنا تھا۔ یہ وہ عمامہ ہے جو بدر میں پہنا تھا یہ وہ کرتا ہے جو احد میں پہنا تھا۔ صلوٰت۔

تو اب جب دیا ہے تو اب جو وصیت پوری کریں گے تو پھر دیکھ لیا مدینہ نے کہ آنے والے نے کہا کہ ہاں مجھ سے کہا تھا کہ اتنا خراج آئیگا فلاں جگہ سے تو رسولؐ اللہ نے کہا تھا میں تم کو مٹھیاں بھر بھر کے دوں گا اتنے ہاتھ بھر کے دوں گا تو اب یہ خراج آیا ہے تو رسولؐ کا وعدہ نبیؐ کے قرضدار آ گئے مگر قرضہ کسی نے ادا نہیں کیا سوا علیؑ کے۔ سب بیٹھے ہوئے ہیں چودہ سو سال سے کسی نے ادا نہیں کیا لیکن یہ نہ سمجھیں قرضے کھا کھا کے سب غائب ہو گئے ہیں تو وصول نہیں کیا جائے گا قرضہ وصول کرنے والے کو اللہ نے رکھا ہے وارث قرضہ وصول کر لیتا ہے۔ اسلئے وارث کو رکھا ہے اب وہ چاہے جیسے لے لے تلوار کے زور پر قرض لے یا محبت میں قرض لے جیسے بھی قرض لے تو قرضہ تو وہ سب نکلوا لے گا چاہے وہ باغ فدک ہو یا کوئی اور میراث ہو اور غیروں کو تو چھوڑ دیجئے وراثت کا جھگڑا رشتہ

داروں میں ہوتا ہے اگر آواز اٹھاتے تو بنی ہاشم کہ سب کچھ آپ علیؑ کو دیئے چلے جا رہے ہیں ہم سب بھی تو آپ کے رشتہ دار ہیں لیکن میراث کا قانون قرآن میں موجود تھا کون کون مطالبہ کرسکتا ہے ایک ہی آدمی مطالبہ کرسکتا تھا کہ چچا کو بھی میراث ملتی ہے تو عباس ابن عبدالمطلب نے مسجد میں آکر بیٹھ کر باآواز بلند علیؑ سے کہا۔ کہا علیؑ وہ سب چیزیں میرے حوالے کردو وہ عمامے وہ کرتے وہ نیزہ وہ تلوار وہ ناقے وہ گھوڑے میں وارث ہوں میں چچا ہوں علیؑ نے کہا جایئے مسجد میں اور اعلان کرا دیجئے کہ چچا کو بھتیجا سب کچھ واپس کردے گا وارث آپ ہی ہیں۔ مسجد میں مجمع لگ گیا چچا بھتیجے آگئے اور علیؑ نے سارا سامان منگوالیا کہا یہ ہے تلوار یہ ہے ذوالفقار یہ ہے ذرہ وہ ہے سامنے ذوالجناح یہ سب چیزیں موجود ہیں لیکن چچا میری ایک شرط ہے لباس پہن کر جائیں کمر میں تلوار لگا کے جائیں ذرہ پہن کے جائیں گھوڑے پہ بیٹھ کے جائیں تاکہ سب دیکھیں کہ علیؑ نے واپس کردیا اب چچا آگے بڑھا چچا نے ذرہ اٹھائی تو ذرہ کوہ طور پہاڑ کے برابر ہوگئی کہ ہاتھوں میں رعشہ ہوگیا ذرہ نہ اٹھی عمامہ اٹھانا چاہا تو وزن اتنا ہوگیا کہ اٹھ نہ سکا کہا تلوار بھی اٹھا کے دیکھیئے پورا زور لگا دیا ذوالفقار نہ اٹھی علیؑ نے کہا صرف معصومؑ کے ہاتھ سے اٹھتی بھی ہے اور چلتی بھی ہے کہا یہ تو آپ سے اٹھا نہ یہ گھوڑا ہی لے جائیں کہتے ہیں گھوڑا بہت غور سے دیکھ رہا تھا کہ رسولؐ اللہ کے چچا آرہے ہیں لیکن قریب جا کے واپس آگئے کہا یہ تو اس طرح خونخوار نظروں سے دیکھ رہا ہے جیسے شیر دیکھتا ہے اسکے تو قریب جاتے بھی ڈر لگ رہا ہے کہا اگر آپ قریب

جاتے تو وہ ہوتا کہ جو تاریخ میں لکھ جاتا۔ اچھا ہوا کہ آپ واپس آ گئے اسکے بعد آٹھ سال کے حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا اور کہا پاس بیٹھ جاؤ اور علیؑ اُٹھے اور رسولؐ کا لباس پہنا سر پہ عمامہ رکھا خود پہنا تلوار اٹھا کر کمر میں لگائی اور ایک بار صحن مسجد میں چلے رسولؐ اللہ کی شان سے چلے پورا لباس اور ہتھیار لگا کر جس طرح رسولؐ نکلتے تھے اس طرح چلے اور چلنے کے بعد گھوڑے کے قریب گئے ادب سے گھوڑے نے گردن جھکا دی علیؑ نے رکاب میں پیر رکھا پشت فرس پر سوار ہو کر وہیں میدان میں مسجد کے سامنے گھوڑے کو کاوا دیکر کافی دیر تک گھوڑے کو چلاتے رہے پھر واپس آئے گھوڑے سے کود پڑے لباس اتارا خوان میں لباس رکھا عبا رکھی عمامہ رکھا کمر کا پٹکا رکھا تلوار رکھی اسکے بعد حسنؑ کو بلایا اور کہا بیٹے یہ لباس اپنے نانا کا پہنو اب کہاں علیؑ اور کہاں ۷ یا ۸ سال کا بچہ وہی لباس جو رسولؐ کے جسم پر ٹھیک اور علیؑ کے جسم پر ٹھیک تھ اس بچہ کے جسم پر ایسا ٹھیک آیا کہ حسنؑ رسولؐ نظر آئے۔ صلوٰت۔

حسنؑ نے کمر میں ذوالفقار لگایا زرہ بکتر پہنا سر پہ خود رکھا اور علیؑ نے کہا جاؤ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ حسنؑ گئے ذوالجناح نے سر کو جھکا لیا حسنؑ ذوالجناح پر سوار ہوئے اور علیؑ کی شان سے لجام فرس کو کھینچ کر گھوڑے کو کاوا دیا اور جتنی دیر علیؑ چلے تھے گھوڑے کو لیکر اتنی ہی دیر حسنؑ بھی چلے کچھ دیر بعد واپس آئے علیؑ کی شان سے پشت فرس سے رکاب میں پیر رکھ کر کود پڑے واپس آئے لباس کو اتارا خوان میں زرہ بکتر رکھا عمامہ رکھا کمر کا پٹکا رکھا تلوار رکھی جب رکھ چکے تو علیؑ نے حسینؑ

ادھر آؤ حسینؑ قریب آئے یہ اپنے نانا کا لباس پہنو وہی لباس جو رسولؐ کے جسم پر تھا علیؑ کے جسم پر تھا حسینؑ نے اپنے نانا کا لباس پہنا کمر میں ذوالفقار لگائی علیؑ نے کہا جاؤ بیٹا اب جا کر گھوڑے پر بیٹھو کہتے ہیں جب حسینؑ قریب پہنچے ذوالجناح نے جیسے ہی حسینؑ کو قریب آتے دیکھا اپنے گھٹنوں کو توڑ کر زمین پر ٹیک دیا اور بیٹھ گیا۔ تو حسینؑ کی ایک عادت تھی (بہت مستند کتاب سے پڑھ رہا ہوں جو پہلی بار آج سے پندرہ برس پہلے میں نے پڑھا تھا) کہتے ہیں کہ حسینؑ ساڑھے ۴ سال کے تھے جب ذوالجناح آیا رسولؐ اللہ کے پاس تو اصطبل میں بندھا رہتا تھا تو اکثر رسولؐ اللہ مسجد سے نکل کر اپنے گھوڑے کو دیکھنے جایا کرتے تھے تو ایک دن جب مسجد سے نکلے اور جب اصطبل کی طرف پہنچے تو یہ دیکھا کہ ذوالجناح کے قریب حسینؑ کھڑے ہوئے ہیں اور اس کے گردن پر اور چہرہ پر ہاتھ پھیر رہے ہیں اور وہ بار بار اپنے سر کو حسینؑ کے سامنے جھکاتا ہے اور حسینؑ اسے پیار کرتے ہیں کافی دیر تک کھڑے رسولؐ اللہ یہ منظر دیکھتے رہے اور قریب جا کر کہا حسینؑ یہ گھوڑا تمہیں اچھا لگتا ہے کہا نانا یہ ہم سے بہت پیار کرتا ہے کہا جبھی تو تم بھی اس سے بہت پیار کرتے ہو۔ ہم نے آج سے یہ تمہیں دے دیا جب تم بڑے ہو گے تو اسی پر بیٹھا کرنا یہ تمہارے نام ہو گیا۔ کہتے ہیں اس دن سے جب حسینؑ نے سواری کرنا چاہی ذوالجناح پر، جب قریب آتے فوراً بیٹھ جاتا تھا اور جب وہ چاروں ہاتھ پیروں سے بیٹھ جاتا تھا تو حسینؑ اس پر سوار ہو جاتے تھے آج بھی ایسا ہی ہوا اس نے حسینؑ کو آتے دیکھا اور گھٹنے ٹیک کر زمین

پر بیٹھ گیا کہتے ہیں جب حسینؑ سوار ہو گئے تو بہت آہستہ آہستہ اس نے اٹھنا شروع کیا ایسا نہ ہو کہ حسینؑ ڈگمگا جائیں اور کہتے ہیں اتنی آہستہ چال کے ساتھ کچھ دیر چلتا رہا قدم سنبھالے ہوئے اور اتنی دیر تک گھوڑا چلتا رہا جتنی دیر امام حسنؑ اس پر چلے تھے اور جب اس نے دیکھا حسینؑ اترنا چاہتے ہیں واپس آیا اور جب واپس آتا تو مسجد کے چبوترے کے قریب آ کر آہستہ آہستہ اُس نے بیٹھنا شروع کیا اور جب بیٹھ گیا تو حسینؑ پشت سے اتر کر چبوترے پر آ گئے اس نے میدان میں نہیں اتارا ایسا نہ ہو کہ چھوٹے ہیں حسینؑ اترنے میں زحمت ہو قدم لڑکھڑا جائے یہ پیار تھا آمیں حسین کیلئے ۔۔ جب خیمہ کا پردہ اُلٹ کر آواز دی ہے کوئی میری سواری کا لانے والا تو کوئی نہ تھا ذوالجناح خود چلتا ہوا آیا اور ہاتھ پیر ٹیک کر۔ اب اس کو دیکھنے کب پتہ چلا اسکو تب پتہ چلا جب اسکی گردن پر خون کے قطرے گرے اس کو پتہ چل گیا۔ اب حسینؑ نے تلوار روک لی ہے یہ ہوا کیا یہ ہوا یوں کہ حرملہ کا تیر حسینؑ کی پیشانی پہ لگا اور خون گھوڑے پر گرا اب وہ سمجھ گیا اب حسینؑ کے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر آ گئے حسینؑ گھوڑے پر گر گئے اور گردن میں دونوں ہاتھ ڈال دیئے اب ذوالجناح سمجھ گیا بے ہوش ہو گیا ہے میرا سوار۔ بس اک بار چاروں طرف کاوا دیا اور کاوا دے کر اب جو چلا اسلئے کہ حسینؑ کان میں کہہ چکے تھے آخری منزل میری قتل گاہ ہے۔ نشیب میں چلا اور حسینؑ نے کہا تھا نشیب میں وہاں پہنچنا جہاں میری ماں کے رونے کی آواز آ رہی ہے اب اس آواز پہ چلا زہراؑ کی آواز پہنچاتا تھا۔ ختم شد

❁❁❁

مجلسِ سوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ اور آل محمدؐ پر''

عشرہ چہلم کی یہ تیسری تقریر آپ حضرات جامعہ سبطین میں سماعت فرما رہے ہیں ''ولایت علیؑ'' کے موضوع پر۔ جیسا کہ میں نے واضح کیا کہ ولایت کے کیا معنی ہیں پیغمبروں کو کام ہوتا ہے اللہ کی طرف سے وہ اسی بات پر مقرر ہوتے ہیں مبعوث ہوتے ہیں کہ انسانوں کو کھل کر سمجھائیں کہ اللہ کیا چاہتا ہے ہم چونکہ اس کے نمائندہ ہیں اور ہمارے پاس اس کا فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ اب یہ کہو ان انسانوں سے تو کبھی بھی کوئی بھی پیغمبر پہنچائیں کہ آپس میں لوگ بحث کریں کہ اس کے یہ معنی ہیں یا یہ معنی ہیں۔ تو پھر پہنچانے کا مقصد ختم ہو گیا کہ پیغمبر بات کو سمجھا نہیں سکا اور اللہ اپنے پیغمبر کو صحیح لفظ نہیں دے سکا اسکے معنی اللہ کی فکر بھی (معاذ اللہ) ناقص ہے اور پیغمبر کی زبان، لہجہ، لفظ لسانیات میں کمزوری ہے بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پیغمبر یہ کہہ رہے ہیں کہ علیؑ میرے بعد ولی ہیں۔ آج مسلمان یہ بتا رہے ہیں کہ ولی کے یہ معنی ہیں ولی کے یہ معنی ہیں تو کیا اللہ نے بھی اتنے ہی معنوں میں یہ لفظ بھیجا ہے۔ کیا اللہ انسانوں میں غلط فہمی پھیلانا چاہتا

ہے کہ سب اپنے اپنے معنی لے لیں نہیں ایسا نہیں ہے۔ صاف صاف قرآن میں یہ بات کہی گئی کہ ہم نے یہ کتاب جو اتاری ہے یہ تمہاری وہ زبان ہے جسے تم اچھی طرح جانتے ہو کسی عرب نے قرآن آنے کے بعد یہ بحث نہیں کی کہ پیغمبر کا یہ لفظ کیا کہتا ہے اور یہ لفظ کیا کہتا ہے سب بات سمجھ گئے آپ کے یہاں اخبارات چھپتے ہیں خبریں آتی ہیں خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا عام سطح کا ہو وہی اخبار سب پڑھ رہے ہیں زبان کو سمجھ رہے ہیں محاورہ کو سمجھ رہے ہیں کیا کبھی ایسا ہوا کہ اخبارات لے لے کر لوگ آفس میں پہنچے ہوں کہ بھئی یہ کون سی خبر آپ نے لگائی ہے اس لفظ کے کیا معنی ہیں اور اس لفظ کے کیا معنی ہیں کیا گھروں میں لوگ لغت لے کے بیٹھتے ہیں لاؤ اس لفظ کے معنی دیکھیں اس لفظ کے معنی دیکھیں کیا لغتوں سے اخبار پڑھا جاتا ہے نباء کے معنی ہیں خبر اور خبر پہنچانے والے کو کہتے ہیں نبی۔ وہ خبریں جو آرہی تھیں آسمان سے کیا عرب والے لغت لے کے بیٹھ گئے تھے کہ ان لفظوں کے معنی دیکھو کہ یہ لفظ کیا ہے؟ یہ پریشانی تو جب پیدا ہوتی جب قرآن عرب سے باہر نکلا بھئی جب عجم میں پہنچا ہند میں پہنچا آذربائیجان میں پہنچا مصر میں پہنچا یمن میں پہنچا جب زبانیں بدلیں تب قرآن کو سمجھنے کیلئے لغتیں کھلیں جب پیغمبرؐ یہ لفظ ولی کھلا تھا تو ولی کے معنی عربوں نے نہیں پوچھے تھے کہ مولا کے کیا معنی ہیں اگر ایسا تھا تو ایک لاکھ کا مجمع حج آخر میں تھا کوئی آگے بڑھ کے پوچھتا کہ یہ آپ جو لفظ مولا کہہ رہے ہیں اسکے معنی ہم کو نہیں معلوم ہیں ہم کو عربی نہیں آتی یہ آپ کون سی عربی بول رہے ہیں ہم نے تو یہ لفظ کبھی سنا ہی نہیں

کہ ولی کسے کہتے ہیں مولا کسے کہتے ہیں اسلئے نہیں پوچھا کہ لفظ پہلی بار نہیں کہا تھا دعوت ذوالعشیرہ میں جب علیؑ بارہ برس کے تھے تو ۲۳ برس سے پیغمبر روز یہ لفظ بولتے تھے علیؑ میرا ولی ہے علیؑ میرا ولی ہے۔ علیؑ میرا وصی ہے میرا وارث ہے علیؑ میرا جانشین ہے۔ علیؑ میرا وزیر ہے علیؑ میرا خلیفہ ہے کتنے طریقوں سے بتاتے کتنے طریقوں سے سمجھاتے لفظ خلیفہ بھی استعمال کیا وزیر کا لفظ بھی استعمال کیا یہ لفظ یہ بتا رہے ہیں کہ علیؑ کے پاس بہت سے عہدے اللہ نے دیئے ہیں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی منسٹر کے پاس کئی وزارتیں آجاتی ہیں جب ایمرجنسی ہوتی ہے ہنگامی حالات ہوتے ہیں تو کبھی کبھی صدر اور وزیر امور داخلہ اور خارجہ بھی اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور خزانہ کمزور ہو جائے ان سے نہیں چل رہی ہے یہ وزارت یہ وزارت اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو صدر ہو جو وزیر اعظم ہو وہی وزیر خزانہ بھی ہو وزیر داخلہ بھی ہو وزیر خارجہ بھی ہو اور لشکروں کو بھی کمانڈ کر رہا ہو اور وردی اتارنے کو تیار نہ ہو تو پھر خیبر میں اس کی بھی ضرورت پڑ گئی کہ بوجھ ہر ایک سنبھال نہیں سکتا اسلئے کہا کل علم مرد کو دیں گے رجُل کو دیں یعنی یہ عہدہ بھی یہ منصب بھی یہ کوئی مشکل نہیں ہے کہ ایک ہی آدمی بہت سے عہدے سنبھال لے اور پھر جب قلت ہو بھئی ایک دور ایسا تھا کہ جب قلت تھی اسلام اقلیت میں تھا۔ مکہ میں۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے جو کلمہ پڑھ رہے تھے ان کے لئے مصیبتیں تھیں ابھی تو سب آئے نہیں ہیں آتے کیا وہ تو ایک چھوٹی سی پارٹی سیاسی سمجھ رہے تھے نا اور اپنے کو مضبوط سمجھ رہے تھے کہ ہمارا بنایا ہوا صدیوں کا نظام یہ

ایک آدمی کیسے اکھاڑ کے پھینک سکتا ہے۔ اسکی پشت پر کیا طاقت ہے اور اللہ کی طاقت کب مان رہے تھے اگر مان رہے تھے اس وقت اللہ کو کون تصور میں لا رہا تھا کیا ابو جہل سمجھ رہا تھا کیا بنی مخزوم والے سمجھ رہے تھے کیا بنی امیہ سمجھ رہے تھے کیا کلاب والے سمجھ رہے تھے کیا تیم والے سمجھ رہے تھے کیا عدی والے سمجھ رہے تھے۔ میں نے قبیلوں کے نام لے لئے شخصیتوں کے نام نہیں لیئے۔ کیا یہ سب سمجھ رہے تھے کہ اللہ ہے اگر سمجھ رہے ہوتے کہ اللہ ہے تو بار بار یہ تقاضہ نہ کرتے یہ درخت اڑا کے دکھایئے چاند کو توڑ کے دکھایئے ذرّوں سے کلمہ پڑھوا کے دکھایئے جانور سے کلمہ کہلوا کے دکھایئے یعنی مذاق بنایا ہوا تھا پیغمبرؐ کا اور پیغمبرؐ تھا کہ جو کہتے جا رہے تھے وہ کرتا جا رہا تھا لیکن یہ کہتا جا رہا تھا میں دکھا تو دوں گا یہ معجزہ مگر تم کلمہ نہیں پڑھو گے دیکھیئے دو باتیں طے کر لیجئے دس ہزار معجزات پیغمبرؐ کے لکھے ہوئے ہیں مکہ کی ۱۳ برس کی زندگی میں۔ چھوٹے بڑے سارے ملا کر ریسرچ میں دس ہزار ہوتے ہیں جنکا قرآن میں بھی ذکر ہے تفسیر میں بھی تاریخ میں بھی حدیث میں بھی۔ ایک آدمی گوہ لئے جا رہا ہے کہا اس گوہ سے کہئے کلمہ پڑھے گوہ بول دی۔ پیغمبرؐ نے اس سے بھی کلمہ پڑھوا لیا۔ کہا یہ پتھر جو سامنے پڑے ہوئے ہیں یہ کلمہ پڑھیں تو ہم لے آئیں گے ایمان یہ سارے معجزات ملا لیجئے تو یہ حیرت انگیز چیزیں تھیں یا نہیں تو جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا اس کے باوجود پورا مکہ کیوں نہیں ایمان لایا پورے مکہ نے دیکھا کہ چاند ٹوٹا اسکے بعد بھی پورے مکہ نے کلمہ نہیں پڑھا ٹوٹتے بھی دیکھا دونوں ٹکڑوں کو چلتے بھی دیکھا پھر

جڑتے بھی دیکھا پھر بھی نہیں پڑھا اب اگر رسولؐ کے بعد علیؑ نے خلافت ملنے کے بعد معجزات دکھائے ہوں اور پھر بھی اسلام میں علیؑ کو پہلا خلیفہ نہیں مانا تو حیرت کیا۔ اسمیں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے نہیں مانا نہیں مانا نبی کو کب پہلی منزل پہ مانا۔ وہ تو جناب کہیئے کہ انصار آگئے حج کرنے اور انہوں نے کہہ دیا کہ ہم آپکے ماموں ہیں آپ چھوڑیئے ان مکہ والوں کو ہم ایمان لے آئے ہم اسلام لے آئے آپ چلئے یہ آپ کا ننھیال ہے مدینہ آپ کی دادی سلمٰی یہاں کی تھیں عبدالمطلب کی ماں مدینہ کی تھیں آپ چلئے ہم بہت آرام سے رکھیں گے باغات ہیں پر فضا مقام ہے چھوڑیئے ان مکہ والوں کو لے گئے انصار اپنے ساتھ پھر جب یہاں آگئے تو دس برس کے اندر اندر پورا عرب آکر قدموں پر گر گیا۔ یعنی اقتدار پسند تھے جاہ وحشم دیکھنا چاہتے تھے چاند ٹوٹا تو کلمہ نہ پڑھا ذروں نے کلمہ پڑھا تو نہ پڑھا اب دیکھا کہ چودہ ہزار تلواروں کے سائے میں محمدؐ آرہے ہیں تو دبدبے سے اور شاہی سے متاثر تھے اگر علیؑ بھی چودہ ہزار تلواریں لیکر غدیر کے بعد آجاتے۔ کیا مشکل تھا۔ اور آج بھی یہ نظام بدلا نہیں ہے اکثریت ادھر ہے جدھر جاہ وجلال ہے فتوحات ہیں زمینیں ہیں یہ اقتدار پرست لوگ علیؑ کو ماننے کو تیار نہیں۔ کیا غریبوں کو مانیں کیا فقیروں کو مانیں جو فاقے کر رہے ہوں جنکے گھر میں روٹی نہ ہو وہ کیا کسی کو دے سکتا ہے تو اب تک وہی دماغ میں بیٹھا ہے کہ کیا دے سکتے ہیں لیکن اقتدار ختم ہوا تو وہ نشہ بھی ختم ہوا پیغمبروں کا کام یہ ہے کہ وہ روحانی حکومت قائم کرتے ہیں اور جہاں انسان مادیت سے نکل کر سفر کرتا ہے

روحانیت کی طرف تو وہ تلاش میں رہتا ہے کہ حق کیا ہے تا کہ ہم معبود تک پہنچ سکیں حکومتیں معبود تک نہیں پہنچاتیں ملوکیت اللہ کی طرف ہجرت نہیں کرواتی اسلئے کیا ہو گیا کہ نبوت کا راستہ الگ ہے اور نبوت کے راستے میں ملوکیت اور حکومت کو جوڑا نہیں جاسکتا۔ پیوند نہیں لگ پارہا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور خاتم ہمارے اس میں جوڑ نہیں لگ پارہا۔ کم خواب میں ٹاٹ کا پیوند بہت دنوں سے سیا جارہا ہے۔ لیکن کم خواب الگ نظر آتا ہے اور ٹاٹ الگ نظر آتا ہے جوڑ نہیں لگ پارہا خود جوڑ لگا کے پیغمبرؐ نے بتایا کہ دیکھوں ہر نبی اپنا وصی بناتا ہے اگر تمہاری سمجھ میں وزیر نہیں آرہا ہے وصی نہیں آرہا ہے جانشین نہیں آرہا ہے لفظ خلیفہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے تو ایک لفظ سمجھو علیؑ میرا وصی ہے علیؑ میرا وصی ہے اب جسکا دل چاہے وزیر بن جائے۔ بن جائے جس کا دل چاہے خلیفہ بن جائے بن جائے لیکن دو چیزیں ایسی ہیں جسکا کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا علیؑ تم میرے وارث ہو علیؑ تم میرے وصی ہو اور علیؑ کے بعد یہ دعویٰ کسی نے نہیں کیا کہ ہم پیغمبرؐ کے وصی ہیں اس لئے کہ جس طرح تاریخ انبیاء ہے اسی طرح تاریخ اولیاء ہے اسی طرح تاریخ اوصیاء اور تاریخ میں یہ طے شدہ ہے کون کس کا وصی تھا۔ نبیؐ نے علیؑ سے خود کہا یا علیؑ! جس طرح ہر نبی سے میں افضل ہوں اسی طرح کائنات کے ہر وصی سے تم افضل ہو۔ صلوٰت

وہ افضل الانبیاء ہیں یہ افضل الاوصیاء ہیں تمام اوصیاء میں افضل یہ تاریخ الگ اس لئے کہ اب اس آیت کی تاریخ میں کوئی آ نہیں سکتا وارث کوئی اور بن

نہیں سکتا تھا۔ دیکھئے وصی کے معنی میں آپ کو بتا دوں وصی، وصیت اس سے بہت سے لفظ بنیں گے قرآن میں یہ لفظ ۳۳ مرتبہ آیا جہاں جہاں انبیاء نے اپنا وصی مقرر کیا وہاں آیا لیکن کہیں کہیں اللہ کہتا ہے ہم نے انسان کو وصیت کر دی کہ وہ اپنے ماں باپ کا احترام کرے یہ لفظ وصیت ہے انسان کو وصیت کی اللہ نے۔ **وتواصوابالحق وتواسوبالصّبر** وہ آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں حق کی اور صبر کی یعنی ایک قوم جو ایک دوسرے سے کہتے ہیں حق پر چلتے رہنا اور صبر کرتے رہنا اور اس سے کہا گیا ہے اگر یہ کرتے رہو گے تو گھاٹے میں نہیں رہو گے حق اور صبر کی باتیں کرتے رہنا ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہنا تو وصی اور وصیت کے کیا معنی ہیں ویسے تو وصیت کے معنی ہیں حکم دینا ایک معنی دوسرے معنی ہیں وصیت یعنی جسکو وصیت کی جائے جسے وصی بنایا جائے اسکے معنی ہیں اپنے بعد کسی کو مالک بنا دینا اپنی جگہ لفظ مالک یعنی ملکیت کیلئے ہے یعنی جو کچھ ملکیت ہمارے پاس تھی جو ملک ہمارے پاس ہے، ہمارے پاس مرنے والا کہہ رہا ہے ہمارے بعد اس تمام ملکیت کے مالک تم ہو یہ ہیں وصی کے معنی اسلیئے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ وصیت میں دو چیزیں ہیں مرنے والا دو چیزوں کی وصیت کرتا ہے جو مال ہمارے پاس اس کے بھی تم وارث ہو اور ہماری اولاد کے بھی تم وارث ہو، شرط اس میں مال اور اولاد دونوں ہونگے یہ نہیں ہوسکتا کہ اولاد کا وصی کوئی اور رہو اور مال کا کوئی اور ہو۔ ایسا قانون نہیں ہے۔ جو اولاد پر وصی بنایا جائیگا وہی ملکیت پر بھی بنایا جائیگا ترکہ میں اولاد چھوڑ رہا ہوں اور مال

چھوڑ رہا ہوں اسباب جو بھی ہو۔ چاہے ایک مٹھی مٹی ہی کیوں نہ چھوڑی ہو آپ کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے کہ مال کی کیا قسمیں ہیں کچھ بھی ہو اگر وہ اُمِ سلمہ کو ایک مٹھی مٹی دے جائے تو وہ بھی اسکا مال ہے مٹی بھی مال ہے اس میں کیا پریشانی اور اب تو ایک ٹرک اگر آپ کو بھروانا ہو اپنے مکان کی کرسی میں تو ۴ لاکھ سے کم کا ٹرک مٹی کا نہیں ملتا اب تو مٹی بھی بہت مہنگی ہوگئی جب آج کی کراچی کی مٹی ۴ پانچ لاکھ کی ایک ٹرک ملتی ہے تو اس حساب سے قیمت نکالئے کہ نبیؐ کے ہاتھ کی ایک مٹھی مٹی کتنے کروڑ کی ہوگی اس کی کوئی قیمت ہوئی اسکی قیمت ہے کہ آنکھوں سے لگایا اگر ایک چٹکی بھی مل جائے اسلئے کہ بڑی بڑی دوائیں آنکھ کی روشنی نہیں لاسکتی لیکن نبیؐ کے ہاتھ کی ایک مٹھی مٹی کی اگر ایک چٹکی مل جائے تو آنکھوں میں لگے تو آنکھیں خیرہ ہو جائیں اور پھر مٹی کسی ایسی جگہ کی ہو۔ صلوٰت۔

تو اب نبیؐ جو کچھ چھوڑے وہ اسکا مال ہے مسئلہ یہاں پر یہ ہے اس نزاکت کو سمجھ لیجئے کہ نبیؐ نے مال میں کیا کیا چھوڑا اولاد میں ایک بیٹی چھوڑی اور دو نواسے چھوڑے بیویاں بہت سی چھوڑیں بیوائیں کئی ہیں لیکن اولاد کل ایک بیٹی اور دو نواسے تو اب وصیت کریں گے اولاد کیلئے جسکو وصی بنائیں گے تو اسکے ساتھ جو کچھ چھوڑے یہ وہ اس کا مال ہوگا وہ اس کا ترکہ ہوگا اب نبیؐ کے پاس کیا کیا مال ہے نبیؐ کے پاس مال ہوتا ہی نہیں ہے کسی نبیؐ نے نہیں چھوڑا حضرت داؤدؑ نے چھوڑا تو وارث ہوئے حضرت سلیمانؑ پوری سلطنت تھی داؤدؑ کی وہ سلیمانؑ کو مل گئی سلیمانؑ نے بہت بڑا ملک چھوڑا وہ ان کے پوتوں کو ملا لیکن اس کے بعد

پھر وہ ختم ہو گیا۔لیکن ملا مال ملا۔ جناب زکریاؑ محراب عبادت میں رہتے ہیں کون کہے گا ان کے پاس مال ہے لیکن انہوں نے کہا پروردگار مجھے وارث دے سورۂ مریم میں۔ ہمارے بندے نے آہستہ آہستہ ہمیں پکارا محراب عبادت میں۔ ہمیں ایک وارث دے دے کس لئے وارث دے دے اگر کوئی کہے کہ ہمارے علم کا وارث ہماری نبوت کا وارث اس میں آگے ایک لفظ ہے میں اپنے چچا زاد بھائیوں سے ڈرتا ہوں کہ وہ قبضہ نہ کرلیں اسلیئے مجھے ایک وارث چاہیئے پتہ چلا زکریاؑ نے روحانی چیزوں کا وارث نہیں مانگا کچھ مال رکھتے ہیں چاہے وہ چھوٹا ہی سا کیوں نہ ہو لیکن اس کے لئے وارث چاہئے اب کیا تھا زکریاؑ کے پاس مجھے نہیں معلوم اللہ نے کہا ہم یحییٰؑ دے رہے ہیں تمہیں وارث تم نے مانگا ہم نے دیا ہر پیغمبر نے وارث مانگا لیکن اس میں روحانی ترکہ اور مادّی ترکہ دونوں آیگا اور کوئی تاریخ انکار نہیں کرسکتی کہ پیغمبر کے پاس کیا تھا میں یہ سمجھتا ہوں اگر سونے کا تخت پیغمبرؐ چھوڑتے اور اسمیں جواہرات جڑے ہوتے زمرّد، یاقوت، ہیرے، نیلم پکھراج جڑے ہوتے اس سے کہیں زیادہ قیمتی وہ مصلٰی تھا جس پر نماز پڑھ رہے ہیں نہیں سمجھے آپ آپکی نظر میں نہ ہو چٹائی لیکن پیغمبرؐ جس چٹائی پر بیٹھے گا وہ بادشاہوں کے سونے کے تخت سے زیادہ قیمتی ہوگا اب آپ دیکھیں کہ بادشاہوں کے یہاں جب تقریر کا وقت آتا ہے تو عصا ہاتھ سے تھام لیتا ہے وہ جڑاؤ ہوتا ہے سونے کا مرصع اس میں کائنات کے جواہرات جڑے ہوتے ہیں اسلیئے کہ وہ دکھاتا ہے اپنا اقتدار کہ اس وقت کتنا مال میرے قبضے میں ہے اسلیئے

جتنے بھی قیمتی جواہرات ہوتے ہیں وہ اس میں جڑ دیئے جاتے ہیں بادشاہوں
کے وہ جڑاؤ عصا اور وہ عصا جو پیغمبرؑ کے پاس ہے صرف لکڑی کا وہ اس سے قیمتی
ہے وہ خلعت بادشاہوں کے جو زرتار ہوں سونے اور چاندی کے تاروں سے
بنے گئے ہیں اس سے کہیں قیمتی وہ کالی کملی ہے جسکو قرآن میں اللہ کہہ کر پکارے
یا ایھالمدثر اے کالی کملی اوڑھنے والے وہ سبز چادر جو اوڑھ کر سوتے ہیں اکثر
خنکی کے عالم میں جسکو یہ کہہ کر پکارا گیا **یا ایھا المزمل** اے سبز چادر اوڑھنے
والے یہ چادر قیمتی ہے زرتار قباؤں سے کہ جو بادشاہ پہنتے ہیں اس زمانے میں
''پجارو'' ہوگی قیمتی ۸۰ لاکھ کی دو دو کروڑ کی گاڑیاں اس زمانے میں قیمتی اونٹ
وہی ہے جو مالک کو پہچانتا ہو مالک کے اشارے پر چلتا ہو اور اگر وہ چھوڑ جائے
وہ ایک سفید اونٹنی صحیح اب وہ اس کے لئے کائنات میں کوئی قیمت نہیں رکھتی۔ وہ
میدان جنگ میں جاتا ہے بعض وقت ایسا ہوا کہ اونٹنی بیٹھنے لگی پتہ چلا وحی آرہی
ہے تو پشتِ ناقہ پر جہاں وحی آئی ہو وہ ناقہ کتنا قیمتی ہوگیا کہ جہاں جبریلؑ اتر
چکے اور ان کے وزن سے وہ بیٹھ گیا ناقہ کہتے ہیں عربی میں اونٹنی کو ناقہ کا لفظ مادہ
کیلئے استعمال ہوتا ہے اونٹنی ہے اور اتنی قیمتی یہ تو جانوروں میں حس ہوتی ہے کہ وہ
فضا میں سونگھتے ہیں اور اس کے بعد چاروں طرف کا جائزہ لینے کے بعد بتا دیتے
ہیں یہ جگہ کیسی ہے اور صدیوں کا فیصلہ کر دیتے ہیں جانور کہ کتنی صدی تک یہ جگہ
مبارک رہے گی جیسے مدینہ میں داخل ہوئے اپنے ناقہ پر بیٹھ کر سب دوڑ پڑے
انصار ہمارے گھر میں آئیے ہمارے گھر میں آئیے ہمارے گھر میں آئیے لیکن

پیغمبرؐ نے کہا اونٹنی کی مہار چھوڑ دو یہ جہاں بیٹھ جائے وہیں ہم رہیں گے اور ناقہ چلا مہار چھوڑ دی گئی جہاں جہاں اس نے دائرہ اپنے مہار سے بنایا تھا وہ خط کھینچ کر مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی اور جہاں وہ بیٹھ گئی وہیں مکان بنا پیغمبرؐ کا شروع ہو گیا اتنا قیمتی ناقہ جس نے قیامت تک کا فیصلہ کیا کہ کعبہ کے بعد جب دوسرا اللہ کا گھر بنا تو ناقہ کے نقش قدم پر بنا مسجد نبوی تو اب کہو کہ جانور کے پاؤں کے نشانوں پر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی اللہ کے گھر کی یہ تو شرک ہو گیا ناقہ شامل ہو گیا اللہ کا گھر بنانے میں اسکے سموں کے نشان پر پاکیزہ عمارت اٹھ رہی ہے اسکے قدموں کے نشان پر اللہ کا گھر بن رہا ہے یہ باتیں کچھ نظر نہیں آتی لوگوں جہاں دل چاہا کہہ دیا بدعت، شرک یہ وہ وہ یہ مطالعہ کی کمی ہے یہ قیمتی ناقہ اور وہ تلواریں جو پیغمبرؐ کو پسند ہیں اور وہ گھوڑے جو اصطبل میں ہیں جو نماز صبح کی پڑھ کر جسکی پیشانیوں پہ ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں انکی پیشانیوں پر خیر لکھا صحیح بخاری صحیح ترمذی، مسلم صحاح ستہ کی ساری کتابوں میں یہ حدیث اسی طرح آئی ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں پر ہاتھ رکھ کر پیغمبرؐ کہتے تھے انکی پیشانیوں میں خیر ہے انکے قدموں میں برکت ہے انکے گھوڑوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تو وہ گھوڑے وہ ناقے وہ چادریں وہ نیزے وہ مصلٰی اور وہ عمامہ سحاب جو معراج میں باندھا اور وہ کرتہ جو احد میں پہنے تھے جس میں خون کے چھینٹے لگے اور وہ لباس جو خیبر میں پہنا اور وہ لباس جو فتح مکہ میں پہنا جسکے شملے کاندھے پر سجے ہوتے تھے اور لوگ دیکھتے رہ جاتے تھے وہ سیاہ عمامہ جو فتح مکہ کے روز پہنا وہ سارے لباس وہ قبائیں وہ عمامے قسم قرآن کی کھا

کرمورّخ ہاتھ میں قرآن لے ایک نہیں دونوں میں اور لے کے کہے یہ سارا پیغمبر کا مال بعد پیغمبر کس کو ملا اس کا نام بتاؤ اب آپ دیکھئے کہ یہ پورا کل کا کل اثاثہ رسولؐ نے بچپن سے رسولؐ کے پاس ہے۔کوئی دنیا میں ایسا بھی انسان ہے کہ جو یہ نہ کہے کہ یہ جو فلاں چیز ہمارے پاس ایک رکھی ہوئی ہے یہ ہمارے دادا کے ہاتھ کی ہے ہمارے والد جب فلاں جگہ گئے تھے تو وہاں سے جب واپس آئے تھے تو ہم کو یہ تحفہ دیا تھا گھڑی مثلاً کہ یہ رومال ہمارے والد نے دیا تھا ارے بھئی کون سا انسان ہے جو یہ سب نہیں دکھاتا تو پیغمبرؐ کوئی فقیر خاندان کے تو تھے نہیں جسکا پردادا ہاشمؑ ہے جسکا دادا عبدالمطلبؑ ہے کچھ چیزیں ابراہیمؑ سے چلی آرہی تھیں اس گھرانے میں کچھ عبداللہ کے پاس تھیں کچھ ابو طالبؑ کے پاس تھیں پورے خاندان میں وہ ساری چیزیں جمع کر کے محمدؐ کو دے دیں کہ یہی اب بنی ہاشمؑ کا سردار ہے۔حد یہ ہے گھر میں جو کنیز ام ایمن تھی جسکو عبداللہؑ نے خریدا تھا بعض کہتے ہیں عبدالمطلبؑ نے عبداللہ کیلئے خریدا تھا خدمت کیلئے عبداللہؑ نے چھوڑا بیٹے کیلئے بیٹے نے اپنے پاس ام ایمن کو رکھا اور ماں کی طرح سمجھا اور جب خود انتقال کیا تو قسم کھا کر بتاؤ کہ وہ کنیز وراثت میں کس کے پاس گئی ہے حکومت کے پاس ہے ام ایمن یا بیٹی کے گھر میں ہے صلوٰت۔

ہاں تو لباس بھی آرہا تھا بڑے پیغمبرؐ کی چیزیں مشہور ہیں جو جو ادریسؑ و الیاسؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و یحییٰؑ و زکریاؑ و شعیبؑ سب کی امانتیں تھیں اور سب پیغمبرؐ کے پاس ہیں تو اب پیغمبرؐ یہ سب یونہی چھوڑ کے چلے گئے اسکے بعد امت آئے

لوٹ لاٹ کے لے جائے جس کے جو ہاتھ لگے وہ لے جائے تو ایسا ہی ہو جائے پتہ چلا اس مال سے کسی کو دلچسپی نہیں ہے اگر اس وقت لوگوں کو یہ پتہ چل جاتا کہ تاریخ میں دلیل خلافت یہ چیزیں بن جائیں گی تو سب آ کے لے جاتے سب لے جاتے کچھ بھی نہیں چھوڑتے یا زبردستی لے جاتے گھر سے کہ ہمیں چاہئے۔ بہت دنوں کے بعد جب پتہ چلا کہ محمد حنفیہ کے پاس نبی کا تازیانہ اور مصلیٰ ملے گا تمہیں، یہ بھی ہوا کہا نبی کا منبر اکھاڑ کر لے آؤ تو نبیؐ نے کہا تھا جس دن میرا منبر اکھاڑا جائے گا اس دن عذاب کے آثار ہوں گے۔ دن میں ستارے نکل آئیں گے یہ ایک عجب بات ہے پیغمبرؐ نے کہی تھی تو شام کے حاکم نے منبر کو ہلایا کہ ہم شام لے جائیں منبر تو دن میں ستارے نکل آئے۔ تو یہ بہت دیر میں پتہ چلا کہ یہ چیزیں ہمارے پاس ہونی چاہئیں لیکن اب دیر ہو چکی تھی تاریخ میں لکھا جا چکا تھا غدیر خم کے واقعہ سے بہت پہلے انصار کو مہاجر کو اصحاب کو رشتہ داروں کو مسجد میں بلوا کر پیغمبرؐ نے سارا سامان منگوا کر علیؑ سے کہا اب یہ سب کچھ اپنے قبضہ میں لو۔ اپنے قبضہ میں لو علیؑ۔ اپنے قبضے میں لو علیؑ اٹھو اور کل جیسا کہ میں نے کہا تھا عربی کتاب ترجمہ میں آپ کو سناتا ہوں وہ روایت میں آپ کو سناتا ہوں۔ پہلے آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب سے کہا میں آپ کو وصیّت کرنا چاہتا ہوں کہا بھتیجے میں تمہاری وصیت کا بار نہیں اٹھا سکتا یہ کیوں ڈر گئے آپ کو پتہ ہے سب کو یہ پتہ تھا کہ وصیت میں یہ بھی شرط ہے کہ اگر مرنے والا قرض دار جا رہا ہے تو وصی پر واجب ہو جائے گا کہ وہ اس کا قرضہ ادا کرے یہ عربوں کو بھی

معلوم تھا اور اسلام میں بھی یہی ہے عباس پیچھے ہٹ گئے معذرت کی انہوں نے اور پھر آنحضرتؐ نے کہا علیؑ اٹھو اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں علیؑ نے پیغمبرؐ کی وصیت کو قبول کیا اور سب سے پہلے پیغمبرؐ نے اپنی انگوٹھی اتاری اور علیؑ کے ہاتھ میں پہنادی اب آپ پڑھ لیجئے کہ جب خط جاتے تھے تو پیغمبرؐ کی انگوٹھی میں مہر تھی علیؑ کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنادی پیغمبرؐ نے کہا انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتاری اب کوئی اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اتار دے گویا اس نے پوری حکومت اتار دی۔ دیکھئے انگوٹھی کو کہتے ہیں خاتم ہمارے پیغمبرؐ کو خاتم کیوں کہتے ہیں اسلئے کہ جہاں سے شروع ہوتی ہے وہیں یہ آکے ختم ہو جاتی ہے نگ (نگینے) سے شروع ہوئی اور گھومتی ہوئی آئی اور یہ نگینے پہ ختم ہوگئی یہ ہے بیچ میں نگینہ خاتم۔ آدم سے پہلے نور بنا نور چلا جہاں سے چلے تھے وہیں یہ آکے خاتم اول بھی یہی خاتم بھی یہی تو گویا خاتم عربی انگوٹھی کو کہتے ہیں خاتم یعنی آدمؑ سے اور میرے نور سے لیکر یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوتیں اس انگوٹھی میں ہیں علیؑ اس کو پہنو۔ سب سے پہلے آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنی انگوٹھی پہنائی مجمع بیٹھا ہے مسجد نبوی میں۔ یہ غدیر سے پہلے کا غدیر ہے۔ اسکے بعد اپنی زرہ جسکا نام ہے جعفر اور ذوالفقار جو حضور کی تلوار اور عمامہ اور چادر اور وہ برقا جو جنت سے آیا تھا زرہ میں لگا تھا اور جبریل نے آکے کہا برقا کو زرہ میں منطقہ کی جگہ لگادیں اور یہ زرہ علیؑ کو دے دی نیز اپنی نعلین، نعلین مبارک اور قمیص جس میں آپ کو معراج ہوئی آپ زیب تن کئے ہوئے تھے آپؐ احد کی جنگ میں زخمی ہوئے تھے، تین پگڑیاں، ایک بالوں کی پگڑی ایک وہ پگڑی جس

کو آپؐ عیدین اور جمعہ کے موقع پر پہنا کرتے تھے وہ پگڑی جسکو پہن کر آپ جبریل کے ساتھ بیٹھتے تھے اور دو بغلے (خچر) عطا کیۓ ایک دلدل دوسرا شہبا اور دو اونٹیاں عطا کیں ایک غصباء دوسری شہبا دو گھوڑے عطا کیۓ ایک کا نام جناح جسے ذوالجناح کہتے ہیں دوسرا ''خیر'' اور جماد دراز گوش جسکا نام ''یافور'' تھا عطا فرمایا۔ ان چیزوں کو اب یہ پیغمبرؐ کہہ رہے ہیں یہ یہ چیزیں علیؑ میں نے تمہیں دیں اور فرمایا ان چیزوں کو میری زندگی میں قبضہ کرلو اب دیکھئے میری زندگی میں قبضہ کرلو یہ بھی وصی بنانے کا کوئی طریقہ ہے اور میرے بعد ان چیزوں کے بارے میں تم سے کوئی جھگڑا نہ کرے اسلئے سب کو بلایا آنحضرتؐ نے یہ تقریب اپنے قرابت داروں انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت کی موجودگی میں انجام دی اسکے معنی اتنے راوی تھے اور حضورؐ کا یہ کہنا میرے بعد اس میں جھگڑا نہ ہو علیؑ کی ملکیت میں دے دی مالک بنا دیا وصی بنا دیا وصیّت کر دی اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ناقہ ہمیں دے دو گھوڑا ہمیں دے دو تلوار ہمیں دے دو عمامہ ہمیں دے دو زرہ ہمیں دے دو اسلئے کہ سب راوی ہیں جو مطالبہ بھی کرے گا وہ بھی راوی بنا بیٹھا ہے تو مطالبہ کون کرے گا تو اسکے معنی اگر آپ اپنے بیٹے یا بھائی یا داماد کو وارث بنا رہے ہیں تو کوئی بھی باہر کا آدمی آپ سے آپ کی وراثت نہیں چھین سکتا اور نہ آپ گواہ مانگ سکتے ہیں اور پیغمبرؐ نے گواہ پہلے بنا دیا یہ میں نے علیؑ کو سب دے دیا علیؑ کی ملکیت میں دے دیا اسی سے دلیل قائم کی گئی کہ علیؑ وصی اور وارث تھے جب یہ چیزیں علیؑ کو نبی دیکر گئے تو جو ہدایت کی زمام ہے اپنی امت کو بے راہرو

کیسے چھوڑ کر جاتے قانون آخری ہے قرآن سمجھانے والا علیؑ تو کیسے ان کے ہاتھ میں دے جاتے جو ایک ایک لفظ میں بحث کر رہے ہوں تو ولی کے کیا معنی ہیں جو یہ بحث کر رہے ہوں کہ طلاق کیا ہے جو یہ بحث کر رہے ہوں کہ اذان کا طریقہ کیا ہے تو وہی جو جانتا ہو کہ حقیقتِ حال کیا ہے تو قرآن بھی اسی کے پاس وراثت بھی اسی کے پاس اور کسی نے مطالبہ نہیں کیا اب رہ گیا اعتراض کہ علیؑ کا اگر حق تھا تو تلوار کیوں نہیں اٹھائی یہ ایک بہت اچھا خوبصورت ڈرامائی انداز ہے ہمیں اچھا لگتا ہے ہمیں اچھا اسلئے لگتا ہے کہ علیؑ نے تلوار نہیں نکالی اگر نکال لیتے تو کیا ہوتا اب یوں نہیں نکالی نا اور جب نکالی جمل صفین نہروان تو آپ نے کہا خانہ جنگی میں پس کے رہ گئے تیس برس ہوئی خانہ جنگی کیا چاہتے تھے ۳۰ برس پہلے ہو جائے۔صلوٰت۔

قرآن کی آیت اے میرے حبیب یہ جو آرہے ہیں لا الٰہ کہتے ہوئے ان کی زبان پر ہے دل میں نہیں ہے۔تو آیت تو قیامت تک ہے منسوخ تو ہوئی نہیں۔تو امام کا کام کیا ہے؟ نبیؐ کا کام ہے زبان سے کلمہ کہلوانا امام کا کام ہے پوچھے دل میں آیا کہ نہیں آیا۔اب سمجھے نبوت کے بعد امامت کی کیا ضرورت ہے کہ قیامت تک پوچھتا رہے امام دل میں ہے؟ دل میں ہے؟ دل میں ہے؟ اسلئے مہدی (عج) کو رکھا کہ وہ آکے پوچھے۔صلوٰت۔

اب تمہیں حدیث پیغمبرؐ اسی کتاب سے سنادوں علامہ حلی کی کتاب الوصیت یہ میرے ہاتھ میں ہے اور ڈھائی ہزار کتابیں اس نام سے لکھی گئیں ہیں

کتاب الوصیت اور کوئی اہلسنّت کا بڑا عالم ایسا نہیں جس نے کتاب الوصیت نہ لکھی ہو اور اسمیں یہ ساری حدیثیں موجود ہیں اس میں ایک حدیث یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے یہ کہا کہ میں چاہتا تھا علیؑ کو اپنا وزیر اور جانشین بنا چکا علیؑ کی خلافت کے اعلان سے پہلے میں کچھ لوگوں کو قتل کر دینا چاہتا تھا لیکن اس لئے قتل نہیں کر رہا کہ اگر قتل کر دوں گا تو یہ دنیا کہے گی کہ ایک قوم سے مدد لیکر اسلام کو مضبوط بنا لیا اب انہیں لوگوں کو مار دیا ہے تو وہ مظلوم بن جائیں گے پیغمبرؐ نے نہیں چاہا کہ ظالموں کو مظلوم بنایا جائے۔ صلوٰت۔

کوئی مسئلہ نہیں بس آلِ محمدؐ کی کوشش یہ تھی کہ ڈکٹیٹر (Dictator) بن کے نہ جئیں ہم اسلیئے کہ سفر مظلومیت کی لہروں پر کرنا ہے۔ پیغام درد کی موجوں پر جانا ہے۔ غالبؔ نے بھی جب اپنا فارسی دیوان شروع کیا تو یہ بات کہی۔ اور اسمیں کہا انہوں نے:-

بزمِ تُرا شمع و گل خستگیٔ بوترابؑ
سازِ تُرا زیر و بم واقعۂ کربلا

''اے پروردگار یہ تیری محفل کا دھواں اٹھ رہا ہے شمع سے اور یہ سوز و ساز جو ہے کائنات کا یہ جو کچھ کائنات میں سجاوٹ ہے صرف دو چیزوں سے ہے ایک واقعہ کربلا اور ایک علیؑ کی خاموشی''۔ یہ غالبؔ کی فارسی غزل کا پہلا شعر ہے دیکھئے کہاں سے سوچتا ہے دانشور جسکے دل میں علیؑ کی محبت آ جائے ہر ایک یہ باتیں نہیں سوچ سکتا اس فکر تک ہر ایک نہیں پہنچ سکتا ہر ایک اس بات کو نہیں پا سکتا سمجھ

رہے ہیں نا آپ غالب کہاں سے بات کرتے ہیں غالب کو قرآن پر کتنا عبور ہے علم کلام پر حدیث پر تفسیر پر لوگ سمجھتے ہیں شعر کہہ دیا بس غزل گو ہو گئے اس کے پیچھے ایک [illegible] غالب کے فارسی دیوان سے ایک رباعی سنئے۔ اسلام میں اگر شریعت کو دین کو آداب کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو ایک شرط ہے نظم و ضبط کو باقی رکھنا چاہتے ہو اگر دین میں۔ یہ غالب آج کے اسلامی ملکوں سے بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر تم نظم و ضبط کو باقی رکھنا چاہتے ہو اسلام میں تو

شرط است کہ بہر ضبط آداب و رسوم
خیزد بعد از نبی امام معصوم

جب نبی جائے تو مانو ایک امام معصوم کو۔ جس دن تم نے نبی کے بعد اسکے وصی کو عصمت والا مان لیا۔ معصوم کو مان لیا تو نظم و ضبط پیدا ہو جائیگا حکومتوں میں۔ کیوں رباعی ہے پہلا شعر اور دوسرے شعر میں دلیل دے دی قرآن سے کہیں اور سے غالب دلیل نہیں لائے۔

زاجماع چہ پرسی بعلی باز گر آئی
مہ جائے نشین مہر باشد نہ نجوم

اگر تم ماننا چاہتے ہو نبی کے بعد علیؑ کو کہ جو امام معصوم تھے تو اجماع کی باتیں نہ کرو کہ مجبوری یہ آ گئی تو اجماع ہو گیا۔ علیؑ کی بارگاہ میں آئے ہوئے اجماع کی باتیں نہ کرو اجماع کی باتیں نہ کرو بس امام معصوم کو مانو اور پھر دیکھو کیا نظم و ضبط ہو جائیگا اسلیئے کہ دلیل میں یہ دہرا رہا ہوں کہ جب سورج ڈوبتا ہے تو رات میں

اسکا جانشین چاند آتا ہے ستارے جانشین نہیں ہوتے صلوٰت۔

والشمس وضحها القمر اذا تلٰها قسم ہے مجھے سورج کی اور اسکی روشنی کی قسم ہے مجھے اس چاند کی جو سورج کے پیچھے آئے **والقمر اذا تلٰها** جو پیچھے پیچھے آئے جانشین بن کر آئے ستاروں کا آسمان پہ اجماع ہے لیکن ستارے اپنے اجماع کو آفتاب کے سامنے پیش کر کے یہ نہیں کہتے کہ تو جا رہا ہے اب تیری جگہ ہم جانشین ہیں۔ ہمیشہ جہاں ڈوبتا ہے سورج وہیں سے چاند نکلتا ہے۔ اسلئے علیؑ کو وصی بنایا تھا کہ تم مجھے دفن کرنا کہ جہاں سے آفتاب رسالت ڈوبے وہیں سے ماہتاب امامت طلوع ہو۔صلوٰت۔

کوئی قبر میں نہیں اترا اپنے ہاتھ میں لیکے اترے قبر میں اور دفن کر کے اب جو اٹھے تو پھر علیؑ تھے روشنی پھیلی ہوئی تھی۔وصیت میں یہی ہوتا ہے مرنے کے بعد جو کچھ ہوگا وہ وصی کو کرنا ہوتا ہے مرنے کے بعد کسی نے علیؑ سے پوچھا۔کوئی تاریخ لکھنے والا ایک جملہ یہ تو لکھ جاتا کہ مدینہ میں بڑے کپڑے پہننے والے تھے کفن لے کے کون آیا۔ کتنے پیسے کا کفن لیا گیا جو کفن علیؑ نے پہنایا ہے محمدؐ کو وہ کس کا تھا کہاں سے آیا وصی کے علاوہ مانگا ہوا کفن نہیں دیا جاتا ایک پیسہ بھی اگر کفن پر رہ جائے تو پوچھ پوچھ کے لوگ دیتے ہیں تو علیؑ نے دیا ہے نا کفن وصیت یہ بھی کی کیسے لٹانا، کفن کیسے پہنانا، غسل کرتے وقت سوا علیؑ تمہارے کوئی بھی نہ آئے اندر جو بھی آئے گا اندھا ہو جائیگا۔ تو عبداللہ ابن عباس اور قثم ابن عباس جو چچا زاد بھائی ہیں علیؑ نے سب کی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی۔ جو پانی ڈال رہے تھے

اندھے ہو جاتے۔اور یہ پانی کہاں سے آیا تھا کون بھر کے لایا تھا کون سا پانی تھا اس پانی میں کیا شامل تھا تو لکھ دیتے کہ فلاں صاحب نے چشمے خریدے تھے ان کے چشمے کا پانی تھا مشکوں بھر کے آیا تھا سلسبیل کا پانی تھا کوثر کا پانی تھا جب دے چکا **انا اعطیناك الكوثر** تو غسل کے لئے باہر کا پانی کیوں آئے گا۔کوثر کا پانی کس نے دیکھا علیؑ کے پاس آیا ہوگا جبریل لائے ہوں گے میکائیل لائے ہوں گے وصی ہے وصی اور وصایت ہر ایک کو کیا معلوم۔اب یہ کہ کتنی دور جنازہ اٹھا بھئی کاندھوں کا تو نہیں ہے کاندھوں کا ہوتا تو تاریخ نے لکھا ہوتا کہ چار لوگ آئے تھے جنہوں نے کاندھا دیا۔کاندھے کا ذکر تو کسی سے سنا نہیں آپ نے اسکا مطلب کاندھا نہیں ہے۔دو ہاتھ ہیں بستر سے قبر تک کیوں اسلئے کہ وصی ہے معصوم کو معصوم ہی دفن کر سکتا۔یہ تھی دلیل منزل عصمت کی کسی کا ہاتھ بھی نہیں لگا اب قبر بنا کر اب مٹی کو ڈالنا قبر بنانا اور قبر بنا کے نہ ہٹنا ہٹ کیسے گئے۔یہ بھی تو وصیت میں شامل ہے ہٹنا نہیں ہے قبر کے پاس سے اور یہ کب کہا ہے منبر کے پاس کہا ہے علیؑ سے اس دن ڈرنا جب برہنہ تلوار ہو اور زرد چادر ہو اور منہ سے جھاگ گر رہا ہو اور دوش کی چادر زمین پر خط دے رہی ہو اور مٹی کے گھوڑے پر بیٹھے ہوں مٹی کا گھوڑا ہاں اب لوگوں کی سمجھ میں آیا مٹی کا گھوڑا قبر نبی پر ایک پیر ادھر اور ایک پیر ادھر اور اس کے بعد اپنے سینے سے قبر کو لگا کے ایسے جیسے پوری قبر کو لپٹا لیا ہو۔نکلی تو نہیں لیکن نکلی ہوئی ہے تلوار چل سکتی ہے بس ہٹ جاؤ قبر کے پاس سے کیا روکا ہے علیؑ نے گنبد خضریٰ کو بچایا علیؑ نے یہ آج جتنا مسلمانوں کو مل

رہا ہے ضریح کو چوم لیا۔علیؑ کا شکریہ ادا کرو کہ قبر نبیؐ ہے۔ اسلئے نہیں نکالی تلوار کہ کام بغیر تلوار نکالے ہوگیا آج مسجد مسجد ہے گنبد ایک ہی ہے مسجد مین اور وہ مسجد کا نہیں ہے وہ مسجد کا گنبد نہیں ہے گنبد ہوتا ہی قبر پہ ہے۔قبر کا گنبد دیکھ کر مسجد پہ بنایا گیا۔گنبد ایجاد ہوا قبر پر بعد میں مسجد میں بننے لگا۔یعنی گنبد بنانا بدعت نہیں ہے قبر پہ۔نقشہ بنا کے علیؑ بتا گئے۔اور علیؑ نہ ہٹیں تو صبح وشام زہراؑ آئیں دیکھنے کے لئے اور جب آئیں تو قبر سے باپ کی لپٹ جائیں۔اور کہیں

صُبَّت عَلَیَّ مَصَآئِبٌ لَوْ اَنَّھا

صُبَّت عَلَی الْاَیَّامِ صِرنَ لِیَا لَا

بابا کی قبر سے لپٹ کے۔علیؑ یہ سب قبضہ میں کر لو تم مرے وصی ہو۔ناقہ غضباء یہ اونٹنی جو مکہ سے ساتھ آئی اس کو تم لے لو کسی نے دعویٰ بھی نہیں کیا کہ یہ ہمیں دے دو۔اس لئے کہ وصی کے پاس چیزیں رہتی ہیں۔ابھی آنکھ بند ہوئے تیسرا دن ہے۔لوگ دوڑے ہوئے آئے۔آ کر کہا بی بی فاطمہ زہراؑ۔رسولؐ اللہ کے ناقہ نے رونا اور چلانا شروع کر دیا ہے وفات نبیؐ کے بعد سے بی بی نے کہا اسے باندھو نہیں اسے کھول دو۔اس پہ سختی مت کرو۔میں اسکا مزاج سمجھتی ہوں۔ گھر کا جانور ہے کھول دو اسے۔لوگوں نے کہا کھانا پینا اس نے چھوڑ دیا ہے آج تیسرا دن ہے اس نے کچھ نہیں کھایا۔بی بی نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ بس اسے باندھنا نہیں رسی کھول گئی۔بس جیسے ہی رسی کھولی گئی بھاگتا ہوا چلا اور قبر نبیؐ پہ اپنا منھ رکھ دیا۔بی بی گئیں قبر سے اس کو اٹھایا جو اس کے رہنے کی جگہ تھی

اس کو لے کے وہاں آئیں کچھ کھلانا چاہا اس نے کچھ نہیں کھایا۔ بی بی نے کہا اس کو کچھ نہیں کہنا۔ آنکھ سے اس کی آنسو جاری ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ کوئی حکومت تشکیل پائی تھی بعد نبیؐ تو تاریخ میں یہ آنا چاہئے تھا کہ وہ حکومت نے آ کے یہ اعلان کیا کہ دس روز کا سوگ ہوگا۔ بیس دن کا سوگ ہوگا۔ پرچم سرنگوں رہیں گے۔ تعزیتی اجلاس ہوں گے۔ پیغمبرؐ کی سیرت پہ تقریریں ہوں گی۔ کچھ بھی نہ ہوا۔ چونکہ کچھ نہیں ہوا اس لئے اب بھی کچھ نہیں ہوتا صرف عید میلاد النبی ہوتا ہے۔ خوشی ہوتی ہے نبی کا غم نہیں ہوتا۔ مجھے نہیں معلوم کیوں نہیں ہوتا۔ لیکن کیا گھر کے جانور بھی غم نہ کریں۔ اگر انسان نہیں کر رہا ہے تو نہ کرے۔ اس کو تو غم ہے کہ نبیؐ اس سے چھوٹ گیا۔ لوگ آئے اور کہا بی بی اب وہ گر گیا اور منہ سے اس کے جھاگ نکل رہا ہے اور زمین پہ اپنا سر پٹک رہا ہے۔ ناقہ جو ہے اپنی گردن کو اٹھاتا ہے اور اپنا منہ زمین پر پٹکتا ہے۔ بی بی چلیں۔ چادر اوڑھی جناب سیدہؑ ناقہ کے قریب پہنچیں دیکھا اس کی آنکھیں چڑھ چکی ہیں منہ سے جھاگ نکل رہا ہے۔ اور منہ کو بار بار پٹک رہا ہے۔ گردن کو اٹھاتا ہے اور زمین پر پٹکتا ہے۔ پھر اٹھاتا ہے پھر پٹکتا ہے۔ بی بی وہیں زمین پر دوزانو بیٹھ گئیں ناقہ کا سر اٹھایا اپنے زانو پر رکھا۔ اپنی چادر کے کونے سے پہلے اس کے آنسوؤں کو صاف کیا۔ پھر منہ کے جھاگ کو صاف کرنا شروع کیا۔ اور بار بار سر پہ ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور روتی جاتی ہیں اور کہتی جاتی ہیں صبر کر۔ صبر کر تیرا سوار نہ رہا۔ کافی دیر اس کے پاس بیٹھی رہیں گھر واپس آئیں کچھ دیر نہ گذری تھی کہ لوگ

بھاگتے ہوئے آئے اور کہا ناقہ مر گیا حضورؐ کی اونٹنی مر گئی۔ بنی ہاشمؑ کو بلوایا مولا علیؑ
کو ساتھ لیکر چلیں آئیں اور آکے کھڑی ہو گئیں گھر سے چادریں منگوائیں اور
اسکے بعد کہا میرے سامنے اس کو کفن پہناؤ قبر کھدوائی بی بی سیدہؑ نے قبر کھدوا کر
ناقے کو اپنے سامنے دفن کیا۔ قبر جب بن گئی کافی دیر کھڑی ہو کے وہیں ناقہ کی
قبر پہ روتی رہیں۔ اس کے بعد گھر واپس آگئیں رسولؐ کا ناقہ مر جائے تو جناب
سیدہؑ اسے بغیر دفن کے نہ رہنے دیں اسے بغیر قبر کے نہ رہنے دیں مگر ہائے سیدہؑ
کا لال کربلا میں بے کفن تھا۔ جزاک اللہ کیسا کفن اور کیسی قبر اللہ اللہ عاشور کو شہید
ہوئے سب تو گیارہ کی صبح سے لشکر یزید نے اپنے مرے ہوئے لوگوں کی قبریں
کھودنا شروع کیں جس جس قبیلے کے جو تھے اپنے اپنے مردوں کو دفن کرنے
لگے قبریں بنا دیں دفن کرنے لگے لاشیں نہیں چھوڑیں لشکر نے مگر ہائے جب
اسیروں کو لیکے چلے تو حکم ہوا ادھر سے لیکر چلو جہاں انکے وارثوں کی لاشیں پڑی
ہوئیں ہیں کہتے ہیں کہ اس مقتل سے زینبؑ، اُم کلثومؑ، ام لیلیٰؑ، اُم ربابؑ، اُم فروہؑ
کو گذارا گیا جہاں حسینؑ کا لاشہ تھا جہاں قاسمؑ کا لاشہ تھا جہاں علی اکبرؑ کا لاشہ تھا
ارے اتنا بس تھا اک بار حکم دیا ساری بی بیوں کے سامنے انکے بیٹوں کے سر
کاٹے جائیں تلواریں لے لے کر لاشوں کی طرف بڑھے ارے جب علی اکبرؑ کا
سر کٹنے لگا اُم لیلیٰؑ نے کہا اے مرے لال علی اکبرؑ۔ تمام شد

❀❀❀

مجلسِ چہارم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر''

ولایت علیؑ کے موضوع پر آپ چوتھی تقریر سماعت فرما رہے ہیں۔ ولایت علیؑ یعنی علیؑ کی حکمرانی۔ علی کی حکومت، یہ حکومت وہ حکومت ہے کہ جو اس طرح سمجھی جا سکتی ہے جیسے کائنات پر اللہ کی حکومت۔ اللہ کی حکومت بھی انسانوں کی اب تک سمجھ میں نہیں آئی مانتے اللہ کو سب ہیں اور دنیا کا ہر انسان تسلیم کرتا ہے کہ ایک خدا ہے لیکن اس کی حکومت کو کوئی تسلیم نہیں کرتا کوئی نہیں مانتا اگر اس کی حکومت کو سب نے تسلیم کیا ہوتا تو ہر ملک اپنا قانون نہ چلا رہا ہوتا اپنا قانون ہم یہ کہہ رہے ہیں ہمارا یہ حکم ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا حکم نہیں چل رہا لیکن حکومت اسکی ہے۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اگر وہ نہ چاہے تو نہیں ہو سکتا یہ مانتا ہے چاہے زبان سے نہ اقرار کرے لیکن یہ معلوم ہے اس کا امر اس کا ارادہ اُس کا ارادہ اُس کی حکومت۔ انسان جہاز بناتا ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ اس کو ہوا میں اڑائے پھر کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور پھر دیکھتے ہی

دیکھتے سائنس اتنی ترقی کرتی ہے کہ اس کی سویں سالگرہ منائی جارہی ہے اپنے انجن کے ذریعہ لیکن اسمیں امرِالٰہی ہے اگر وہ نہ چاہے تو تجربہ کامیاب نہیں ہوسکتا تھا اگر وہ نہ چاہے تو فضا میں اڑ نہیں سکتا جہاز انسان کا بنایا ہوا ارادہ اس کا ہے کہ گرنے نہیں دوں گا یہ ہے امرِالٰہی اوراس طرح یہ کائنات میں امرِالٰہی جاری ہے یعنی ہر انسان کی حکومت پر اسکی حکومت ہے تمہارا ارادہ ہم کریں گے جہاز تم بناؤ گے اڑانا تم چاہ رہے ہو ارادہ تمہارا ہے کہ پرواز میں یہ جہاز اڑے فضا میں قائم رہے ارادہ تم نے کیا تو ہم نے بھی ارادہ کیا کہ ہم جہاز کو گرنے نہیں دیں گے تو جب انسان ارادہ کرتا ہے تو اللہ بھی ارادہ کرتا ہے جب عام انسان کا ارادہ اللہ اپنا ارادہ بنالیتا ہے تو اہلِ بیتؑ کے ارادے کو کیوں نہیں اپنا ارادہ بنالے گا۔ صلوٰت۔

اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ علیؑ کا ارادہ اللہ کا ارادہ۔ سائنس داں سب بناتا چلا جارہا ہے اگر وہ چاہے تو جام کردے مشین کو جام نہیں کرے گا وہ اس مشین کو جام کردے کہ جو تم سوچ ہی نہیں سکتے کہ اب کیا ایجاد کرنا ہے ہم چاہیں تو دماغ کو ماؤف کردیں وہ تمہاری اس مشین کو بھی چلا رہے ہیں اور تمہاری اس بنائی مشین کو بھی چلا رہے ہیں ہم نے ارادہ کرلیا کہ تمہاری ناکامیابی کا ہم منظر نہیں دیکھنا چاہتے ہم نے بھی ارادہ کرلیا کہ ہم تمہیں کامیاب کریں گے کیوں کہ تم ہماری مخلوق ہو چونکہ ہماری عطا کردہ عقل سے کام لیکر تم یہ کام کررہے ہو تو ہم عقل کا معیار دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم نے ہر انسان کو عقل کہاں تک عطا کی ہے

اسکی پرواز دیکھو کہ وہ کہاں تک جا رہا ہے وہ سیاروں میں جانا چاہتا ہے وہ چاند میں جانا چاہتا ہے جاؤ ہم روکیں گے نہیں ہم نے تسخیر کر دیا۔ قرآن میں اس نے اعلان کیا ہم نے ہوا کو تمہارے لئے تسخیر کر دیا۔ فضا کو تسخیر کر دیا آفتاب و ماہتاب کو تسخیر کر دیا۔ آج تم چاہتے ہو کہ تم چاند میں چلے جاؤ تو تم چاند کو فتح کر لو گے تم کر لو فتح ارادہ ہم کریں اور تم چاند میں چلے جاؤ اور چاند کو فتح کر لو ہم جسے محبوب کہیں کیا وہ چاند کو توڑ بھی نہیں سکتا۔ صلوٰت۔

اور وہ دور کی منزل ہے ولایت بہت دور کی منزل ہے ابھی تو تم سوچ بھی نہیں سکتے ابھی تو تمہارا سفر مشتری کی طرف ہے ابھی تو تم چھوٹے ستاروں میں سفر کرنا چاہ رہے ہو جانے کب سوچو گے کہ آفتاب پر بھی جایا جا سکتا ہے یا نہیں کہیں جلا نہ دے تو آفتاب کی منزل تو بہت دور ہے صدیاں گذر جائیں گی تب انسان سوچے گا کہ سورج میں بھی جا سکتے ہیں یا نہیں لیکن جب سوچے گا کہ ہم سورج میں جائیں تو اس کو قرآن پکارے گا۔ اگر تم آفتاب فتح کر سکتے ہو تو علیؑ کی حکمرانی میں آفتاب پلٹ کے بھی آسکتا ہے۔ اگر تمہاری حکمرانی سیاروں تک ہے تو سائنس تو جا سکتی ہے ستاروں تک اور آل محمدؐ یہ کیسی باتیں ہیں۔ بچوں والی باتیں ہیں اگر ہم یہ کہہ دیں کہ علیؑ کو اللہ نے حکمراں بنا دیا تو لوگ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں آپ نے علیؑ کو بڑھا دیا اور آپ سائنس دانوں کو بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ چونکہ مادی ذہن ہے اسلئے تلاش کرتا ہے سائنس کہتی ہے وسائل کچھ چیزیں جمع کیں انھیں یکجا کیا مادے آئے انھیں استعمال کیا تب ہم نے اسکو بنایا

یوں سامنے چیز بنتی چلی گئی۔تو آپ چونکہ مادہ پرست ہیں اسلئے مادہ کے ذریعہ جو کام ہورہے ہیں اس پر آپ کا ایمان کامل ہے ایسا ہے ہم ٹیلیفون استعمال کر رہے ہیں آواز وہاں پہنچ رہی ہے آپ کی آواز امریکہ تک پہنچ رہی ہے اور اگر **ھل من ناصرِ** کہہ کر پوری کائنات میں آواز پہنچادے تو آپ ٹیلیفون تلاش کررہے ہیں۔ وہ وہاں اسٹیشن ہے نیویارک میں اور آپ C.N.N پر دیکھ رہے ہیں کہ وہ صدر چل رہا ہے وہ آرہا ہے وہ جارہا ہے سب پہ یقین ہے لیکن خیبر میں اگر علیؑ کو پکارا جارہا ہے **نـاد علیاً** اور علیؑ جارہے ہیں تو آپ کو یقین نہیں آرہا۔صلوٰت۔

اسی لئے قرآن نے کہا کہ تمہارے سمجھ میں دین نہیں آئے گا جب تک کہ تم غیب پر ایمان نہیں لاؤ گے پہلی شرط ہے لا الٰہ کی کہ غیب پر ایمان لانا پڑے گا۔جو غیب پر ایمان نہیں لائیں گے انکی سمجھ میں نہ اللہ کی حکومت آئے گی نہ ولایت علیؑ سمجھ میں آئے گی۔ بیکار ہے نمازیں پڑھنا بیکار رہے لا الٰہ کہنا جب تک غیب پر ایمان نہ لاؤ متقی کی پہچان ہے متقی بن ہی نہیں سکتا جب تک غیب پر ایمان نہ ہو اور غیب پر ایمان لانے کیلئے ضروری کہ کچھ کام غیب میں ہوتے ہیں تم بناتے ہو وہ کن کہتا ہے ہر شے بن جاتی ہے لیکن کن کن وہ نہیں کہتا کیوں اسلئے کہ میں کان نہیں رکھتا میں نہیں دیکھ رہا اسلئے کہ میں آنکھ نہیں رکھتا کیوں اسلئے کہ میں رب نہیں ہوں اگر میں بولوں اسلئے کہ میں نے شرط بتادی ہے کہ کوئی شے نہ مجھ سے پیدا ہوئی نہ میں کسی شے سے پیدا ہوا تو آواز تو منہ سے نکلتی ہے تو اگر میں بول

دوں تو پھر میں رب نہیں اسلئے کہ آواز نکلے گی تو ہوا نکلی تو اندر سے تو کوئی چیز نکل نہیں سکتی اسلئے کہ اندر کیا کوئی میرے اندر ہوا بھری ہے انسان بولتا ہے ہوا کے ذریعہ۔لفظ باہر آیا، باہر آیا ہوا لفظ آپ کا باہر آیا تو فنا ہوا اللہ اگر بول دے لفظ باہر آئے تو وہ فنا ہو جائے ، اللہ کیلئے فنا نہیں ہے اگر اس نے آپکی آواز سن لی تو آواز اسکے اندر گئی اسکے اندر کوئی چیز جاتی نہیں **اللہ الصَّمد** صمد کے معنی ہیں ایسا موتی جس میں سوراخ نہ ہو گول موتی یعنی کوئی چیز اس میں جانہ سکے نہ سوئی جا سکے نہ تا گا اسلئے کہا میں صمد ہوں صمد میں کوئی چیز جاتی نہیں۔آپ دعائیں مانگ رہے ہیں وہ نہیں سنتا سنتا ہی نہیں سنے گا تو رب نہیں اگر سن لیا تو خدا نہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ حاجی جمع ہو رہے ہیں خانہ کعبہ میں وہ نظر رحمت ڈال رہا ہے جو چیز ڈال دی تو آنکھ کی روشنی دیکھنا ہے جب دیکھنا ہے جب دیکھنا ہے تو روشنی اللہ کی آنکھ سے نکلی اور حاجیوں پر پڑی یعنی کوئی چیز نکلی اور ضائع ہوگئی اللہ کی ایک کرن آنکھ سے نکلی اور ضائع ہوگئی آپ نے دیکھا روشنی گئی ایک نگاہ کسی نے ڈالی وہ نگاہ ختم ہوئی اب دوسری نگاہ وہ بھی ختم ہوئی اب تیسری نگاہ جتنی نگاہیں ڈالیں فنا ہو رہی ہیں اور نئی نگاہ پڑتی جارہی ہے تو اسکی نگاہ کو فنا نہیں اسلئے وہ دیکھتا نہیں تو اس نے کہا میں نے ایسے حاکم مقرر کر دیئے وہ دیکھیں تو میں نے دیکھا وہ سنیں تو میں نے سنا وہ بولیں تو میں بولا۔صلوٰت۔

میں نے مقرر کیا اتنی سی بات مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔اگر وہی رب کائنات ہے اور وہی کائنات کا مالک ہے اور ہر کائنات کا کام وہی کر رہا ہے تو

مجھے جواب دیں سارے فرقے کہ روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت کو کیوں بھیجتا ہے وسیلہ کیوں بنا رہا ہے خود کیوں نہیں آرہا ہے مارتا انسانوں کو ملک جائے روح لائے خود ہوا کیوں نہیں چلاتا محمود ملک سے کیوں کہتا ہے کچھ میکائیل سے کہتا ہے کچھ عزرائیل سے کہتا ہے کچھ دردائیل سے کہتا ہے کچھ اسرافیل سے کہتا ہے تو جبرائیل کو کیوں وحی لے کر بھیجتا ہے خود کیوں نہیں محمدؐ سے کہتا ہے میں نہیں بولتا میں کہیں جاتا نہیں اسلئے جبرئیل جا رہا ہے تو جب جبرئیل میکائیل سارے فرشتے مل کر اس کا کام کر رہے ہیں تو شرک نہیں ہوتا اب شرک نہیں ہو رہا لاکھوں فرشتے اسکے کاموں میں شریک ہیں پھر بھی کوئی نہیں کہتا کہ شرکت میں شرک ہو گیا کروڑوں فرشتے تو اسکا کام کر سکتے ہیں اسکا محمدؐ اسکا ولی کچھ نہیں کر سکتا۔ صلوٰت۔

پھر فرشتے جب موجود تھے اور سارے کام کر رہے تھے تو پھر آدمؑ کو کیوں بنایا اس سے کیا کام لے گا یہ مٹی کا پتلا کیا کام کرے گا یہ کیا کام کرے گا تبھی فرشتوں نے کہا سارے کام تو ہم کر رہے ہیں تیرے۔ تیرے مددگار تو ہم ہیں روحیں ہم قبض کریں ہوا ہم چلائیں پانی ہم بہائیں بادل ہم لائیں عبادتیں ہم کریں تسبیح ہم کریں تقدیس ہم کریں کام سارے تیرے ہم کر رہے ہیں خلیفہ اس کو بنا رہا ہے۔ تو آواز دی جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے پتہ چلا یہ وہ نہیں جانتے جو وہ جانتا ہے تو جو اللہ جانتا ہے اور جو کوئی اس کے جاننے کو نہیں جانتا وہ خلیفہ نہیں بنایا جاتا وہ بنایا جائے گا جو یہ جانتا ہے کہ وہ کیا جانتا ہے۔ صلوٰت۔

آدمؑ جانتے ہیں آدمؑ وہ جانتے ہیں جو ہم جانتے ہیں اسلئے ہم آدمؑ کو بنا رہے ہیں تو پھر اے رسولؐ اسکو بنایئے جو یہ جانتا ہے کہ ہم کیا جانتے ہیں اور اس کے لئے آپ کو چاہئے کہ مجمع ہو تو ۹۰ ہزار تو مدینہ سے نکلے اور یمن سے مصر سے عراق سے آ کر مل گئے اب تو ایک لاکھ چالیس ہزار ہو گئے بعض نے کہا ڈیڑھ لاکھ بعض نے کہا دو لاکھ آخری حد تھی مجمع کی اور جب یہ اعلان ہوا کہ حج میں خود جا رہے ہیں سرکار تو لوگ خوشی خوشی گھروں سے نکل پڑے اسلئے کہ پہلا حج تھا جو نبیؐ کے ساتھ ہوگا ۲۳ برس ہو گئے اسلام کو آئے ہوئے ۱۰ ہجری میں سب کی تمنا پوری ہوئی۔ آج ہم حج کریں گے نبیؐ کے ساتھ کیا بڑا عظمت والا کام ہونے جا رہا تھا کہ ہر ایک خوش تھا کہ نبیؐ کے ساتھ حج کریں گے آپ یہ بات سوچ نہیں سکتے کہ انکی خوشیوں کا کیا عالم تھا کہ ہم خانۂ کعبہ میں اسکے ساتھ جا رہے ہیں جو اس گھر کا نمائندہ ہے وہ اس یقین کے ساتھ جا رہے ہیں کہ اللہ کا محبوب جا رہا ہے ہم اس کے ساتھ چلیں گے تو کون گھر میں بیٹھا ہوگا یہ بتایئے۔ کون نہیں جانے کو تیار ہوا ہوگا ارے وہ بھی جانے کو تیار ہوئے ہونگے کہ جو میدان میں جانے سے آنا کانی کرتے تھے کہ وہاں لڑنا پڑے گا۔ سر کٹنے کا خطرہ نہیں تھا وہاں پہ جانا ہے اب اس موقع پر تو سب کو جانا ہے۔ اور خطوط لکھے گئے کہ جو جہاں ہے وہ آ کے مل جائے خانۂ کعبہ میں۔ علیؑ یمن میں تھے اور یمن میں جانشین بنا کے نبیؐ کے بھیجے گئے تھے اور کہہ کے بھیجا تھا سب سے خالد بن ولید سے بھی علیؑ تمہارے سردار ہیں جا رہے ہیں سب لوگ علیؑ تمہارے سردار ہیں علیؑ کا حکم میرا حکم ہوگا یمن

میں۔غدیر کو اس کے پردے میں چھپایا کہ من کنت مولا اس لیے کہا کہ یمن میں علیؑ نے مال غنیمت میں سے تصرف کیا تھا اپنی خدمت کیلئے کنیز لے لی تھی تو شکایت کی گئی پیغمبرؐ سے کہ علیؑ نے ایسا کیا۔جلال اور غصے میں کہا علیؑ تمہارے حاکم ہیں وہ جو کچھ کریں کبھی ان پر اعتراض نہ کرنا ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے۔انھوں نے کہا نہیں چونکہ علیؑ کی شکایت تھی اسلیئے علیؑ کا دل رکھنے کے لئے کہا کہ **من کنت مولا فھٰذ علیؑ مولیٰ** جسکا میں دوست ہوں اسکا علیؑ دوست ہے کیسے کیسے پردے میں غدیر چھپاتے گئے جیسے جیسے چھپاتے گئے ویسے ویسے آفتاب غدیر طلوع ہوتا گیا۔کسی چیز کو جب زیادہ چھپایا جاتا ہے تو وہ زیادہ ابھرتی ہے یاد رکھئے گا یہ ایک فارمولا ہے کائنات کا جس چیز کو دبایا جائے گا ایسا نہیں ہے کہ انسان جانتا نہ ہو جب حکم دیا بادشاہ نے یحییٰؑ کو قتل کر دو جب قتل کرنے کیلئے دربار میں لایا گیا تو کہا گیا زمین پر قتل نہ کرنا طشت لایا گیا کہ اگر خون زمین پر گر گیا تو عذاب آجائے گا یعنی چھپانا چاہا خونِ یحییٰؑ کو اور ایک ٹیلے پر پھینک دی لاش ایک قطرہ زمین پر گر گیا پھر جو پہاڑ سے اُبلا لہو تو اتنی مٹی ڈالی کہ پہاڑ اونچا ہوتا چلا گیا اور جتنا پہاڑ اونچا ہوتا چلا گیا وہیں سے خون کے نالے جاری ہو گئے کتنا چھپانا چاہا یحییٰؑ کا خون۔بخت نصر نے جب تک ستر ہزار یحییٰؑ کے خون کے انتقام میں قتل نہ کر لئے تب تک خون نہیں رکا ستر ہزار قتل یہ بتا رہا ہے کہ یحییٰؑ کے قصہ کو اللہ عام کرنا چاہ رہا ہے اور پھر مشہور ہو گیا اور سب کو معلوم ہے آج کیا یحییٰؑ کا قتل چھپا ہوا ہے وجہ ظاہر ہو گئی کہ کیوں قتل ہوا کن لوگوں نے قتل کروایا۔اگر چپ ہو

کے بیٹھ جاتے تو چیز ختم ہو جاتی ہے یہی مسئلہ آپ کے ساتھ ہے۔ یہ جو آپ کی تہذیب آپ کی عزاداری۔ آپ کا کلچر یا آپ کا رونا۔ دنیا میں پھیلتا جا رہا ہے۔ پھیلتا جا رہا ہے۔ اگر مسلمان چپ ہو کے بیٹھ جاتے ارے کون ہے رونے والا رونے دو تو ہم مر گئے ہوتے یلغار چاروں طرف سے ہوگئی کہ روکو جتنا روکا جا رہا ہے سیلاب ہے کہ بڑھتا جا رہا ہے۔ ابھی دنیا کی سمجھ میں یہ فارمولہ آئیگا نہیں۔ قدرت چاہتی ہے چاروں طرف سے بندھ باندھ دو لیکن ہم جس چیز کو چاہتے ہیں ابھارتے جاتے ہیں۔ غدیر پر پردے ڈالے گئے۔ کیسے چھپاتے، کہاں تک چھپاتے، کوئی مورخ اہلسنّت، شیعہ، یا کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ سب کو لکھنا پڑا۔ غدیر، غدیر، غدیر۔ نام رکھ دیا گیا۔ یہ سب قدرت کا انتظام دیکھئے کہ بدر، احد، خیبر، حنین، فتح مکہ کہ کسی جنگ کے واقعہ میں اتنے چشم دید گواہ موجود نہیں جتنے غدیر میں موجود تھے۔ ایک لاکھ چالیس ہزار راوی کس کس کی زبانیں کاٹی جائیں گی کس کس کا قلم روکا جائیگا کوئی کسی دیہات میں گیا کوئی کہیں گیا کوئی کہیں گیا۔ اب مدینہ میں کوئی عقیدہ پھیلایا جائے جانے والے تو جا چکے۔ اس لئے کہ لفظ تھا بلغ پہنچا دو۔ جو حاضر نہیں ہے اس تک پہنچا دو۔ جو جو یہاں سے جائے اپنی اولاد کو، اپنے گھر والوں کو جا کے بتا دو جب تک جب تک روکتے جانے والے گھروں میں پہنچا چکے تھے۔ اب کہاں سے روکا جائے۔ کتابیں جلا دو، کتابیں چھپا دو، کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ پیغمبرؐ خطبہ دے رہے تھے ابھی غدیر پڑھ نہیں رہا ہوں پڑھوں گا اس لئے کہ ولایت علیؑ کا شباب ہے غدیر۔ دیکھئے

واقعات کا نام پڑ جاتا ہے یہ بڑی عجیب تاریخ ہے۔ کہ جہاں بدر کی لڑائی ہوئی وہاں کنواں اسکا نام بدر احد کی لڑائی جہاں ہوئی وہاں کے پہاڑ کا نام احد خندق کی لڑائی جہاں ہوئی خندق کھودی گئی۔ خیبر کی لڑائی جہاں ہوئی وہاں قلعہ خیبر۔ حنین کی لڑائی جہاں ہوئی اس وادی کا نام حنین۔ مکہ فتح ہوا تو ''فتحِ مکہ'' نام پڑا۔ غدیر اگر کسی unknown جگہ پر ہو جاتی تو نام کہاں سے آتا اگر پھر مکہ میں غدیر ہو تو مکہ کا لفظ استعمال ہو جاتا۔ اور وہ اللہ کی عبادت تھی اور حج ہو رہا تھا اور اس میں خطبہ دے دیا اور خطبہ دیا تھا مسجد نمرہ میں بھی خطبہ دیا تھا۔ یہ تیسرا خطبہ تھا۔ دو خطبہ پہلے دے چکے تھے۔ یہ آخری خطبہ تھا اور مدینہ میں اگر ہو جاتا تو لفظ مدینہ۔ ٹھہریئے! یہاں ٹھہریئے! مکہ سے ۱۳ ارمیل دور ایک صحرا میں اس جگہ کا نام ہے وہاں تھا ایک تالاب اس تالاب کا نام تھا غدیر۔ پاس کی زمین ریتیلی تھی، ریت لہروں میں تھی ایسی جیسے ریت میں ہوا کے اڑنے کے ساتھ لہریں بنتی ہیں۔ اسے کہتے ہیں خم۔ دونوں لفظ علیؑ نے ملا لیئے۔ تالاب اور ریت۔ ساحل اور تالاب۔ غدیر خم۔ خم کا غدیر۔ یعنی ریت کے کناروں کے ٹیلے کے تالاب وہاں پہ کچھ ہوا۔ کیا ہوا۔ یہ لفظ پکار رہا ہے بتاؤ تو وہاں ہوا کیا۔ یہ غدیر خم میں سرشاری ہے کہ لفظ آیا غدیر خم انھوں نے کہا بیان کرو لفظ تقاضا کر رہا ہے بولو میں ہوں لفظ غدیر خم۔ میں یہ نہیں کہہ رہا فیور Favour میں بولو خلاف بولو۔ یہی کہو گے نہیں ہوا۔ کیوں ہوا یا نہیں ہوا منزل یہی ہے کہ الیوم آج کے دن یہ دن کہاں آیا، مرے کنارے آیا وہ دن ال لگا دیا۔ جب ال لگا دیا جائے تو مخصوص ہو جاتا

ہے۔ اگر کہتا یوم۔ کوئی سا بھی دن۔ الیوم۔ یہ ال راز ہے۔ یہ نہیں کیا اللہ نے کہ مری حمد، الحمد، یہ ال کے کیا معنی ہیں۔ یعنی جتنی بھی حمد ہے وہ سب مرے لئے ہے۔ الیوم، ہر ہر یوم کا سردار ایک دن ہے۔ وہ بار بار دن نہیں آیا بس ایک بار آیا تھا ۱۰ھ میں۔ وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا وہ دن۔ دین کامل ہوا **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا**۔ (سورۂ مائدہ آیت ۳)

ہم نے نعمت کو کامل کیا۔ جبرئیل تھے وہیں موجود منبر پہ اور وحی آ رہی تھی اور خطبہ دیتے جا رہے تھے خطبہ کوئی بنایا نہیں تھا معاذ اللہ لکھ کے نہیں لے گئے تھے۔ جو بول رہے تھے پیغمبرؐ وہ وحی ہو رہی تھی۔ نہ دیکھنے پر بھی دیکھ رہا تھا نہ سننے پر بھی سن رہا تھا۔ کچھ نہیں سمجھ رہے ہیں آپ یہ دیکھتے ہیں تو وہ دیکھتا ہے۔ یہ سنتے ہیں تو وہ سنتا ہے وہ تو منبر پہ تھا۔ یہ بول رہا تھا۔ یہ سن رہا تھا۔ یہ دیکھ رہا تھا اور وحی آ رہی تھی اور ایک ایک لفظ وحی کا تھا۔ ہم کہتے جاتے ہیں تم بولتے جاؤ۔ ۲۶/ذیقعد، ذی الحجہ سے پہلے مہینہ کی ۲۶/تاریخ ہفتہ کا دن، دوپہر ظہر کی نماز پڑھ کے مدینہ سے نکلے ایک سفید چادر اوڑھی۔ ایک سفید چادر باندھی، سفید لباس میں ننگے پیر گھر سے نکلے۔ لوگ انتظار میں تھے اب جو سواری چلی اک کارواں چلا اور ایک ایسا کارواں کہ اونٹوں کی قطاریں تھیں۔ نظر رحمت اس کارواں پر تھی۔ دس روز میں مکہ سے مدینہ پہونچے حج کیا واپسی ہوئی۔ واپسی دسویں روز جمعرات کا دن ۱۸/ذی الحجہ انگریزی حساب سے ۲۱/مارچ دن

جمعرات کا۔ اور بس کارواں ٹھہر جائے۔ باتیں بہت ہو رہی تھیں جبرئیل بار بار آرہے ہیں کہیئے۔ کیسے کہوں نہیں کہہ سکتا، پھر کہا گیا کہیئے۔ جبرئیل امین جا کے میرے معبود سے کہہ دو کہ اس کام کیلئے مجھے معاف رکھا جائے۔ کیا یہ کام ٹل نہیں سکتا۔ مجھے معافی نہیں مل سکتی۔ میں نہیں کر سکتا اب میں خطبہ غدیر پڑھتا ہوں۔

بسم اللّٰہِ الرحمن الرحیمُ

ساری تعریف اس اللہ کیلئے ہے جو اپنی یکتائی میں بلند ہے اور اپنی انفرادی شان کے باوجود قریب ہے وہ سلطنت کے اعتبار سے جلیل ہے اور ارکان کے اعتبار سے عظیم ہے وہ اپنی منزل پر رہ کر بھی اپنے علم سے ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اپنی قدرت اور اپنے برہان کی بناء پر تمام مخلوقات کو قبضے میں رکھے ہوئے ہے ہمیشہ سے بزرگ ہے اور ہمیشہ قابل حمد رہیگا بلندیوں کا پیدا کرنے والا فرش زمین کا بچھانے والا آسمانوں اور زمین پر اختیار رکھنے والا۔ بے نیاز، پاکیزہ صفات، ملائکہ اور روح کا پروردگار، تمام مخلوقات پر فضل و کرم کرنے والا اور تمام ایجادات پر مہربانی کرنے والا، وہ ہر آنکھ کو دیکھتا ہے اگر چہ کوئی آنکھ اسے نہیں دیکھتی، وہ صاحب حلم و کرم ہے اسکی رحمت ہر شے کیلئے وسیع ہے، اسکی نعمت کا احسان ہر شئے پر قائم ہے، انتقام میں جلدی نہیں کرتا۔ مستحقین عذاب کو عذاب دینے میں عجلت سے کام نہیں لیتا، مخفی امور کو جانتا ہے اور چیزوں سے باخبر ہے، پوشیدہ چیزیں اس سے اس پر مخفی نہیں ہوتیں اور مخفی امور اس پر مشتبہ نہیں ہوتے، وہ ہر شے پر محیط اور ہر چیز پر غالب ہے، ہاں اسکی قدرت ہر شئے میں

اور اسکی قوت ہر چیز میں ہے، وہ بے مثل ہے، اور شئے کو شئے بنانے والا ہے، ہمیشہ رہنے والا انصاف کرنے والا ہے۔ اسکے علاوہ کوئی خدا نہیں وہ عزیز و حکیم ہے نگاہوں کی رسائی سے بالاتر ہے اور ہر نگاہ کو اپنی نظر میں رکھتا ہے، کہ وہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے۔ کوئی شخص اسکے وصف کو پا نہیں سکتا اور کوئی اسکے ظاہر و باطن کا ادراک نہیں کر سکتا، مگر اتنا ہی جتنا اس نے خود بتا دیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا خدا ہے جس کی پاکیزگی زمانے پر محیط ہے، اور جس کا نور ابدی ہے اسکا حکم نافذ ہے، نہ اسکا کوئی مشیر ہے نہ کوئی اسکا شریک ہے۔ نہ اسکی تقدیر میں کوئی فرق ہے اس نے جو کچھ بنایا وہ بغیر کسی نمونے کے بنایا، اور جسے بھی خلق کیا بغیر کسی کی اعانت یا فکر ونظر کی زحمت کے بنایا۔ جسے بنایا وہ بن گیا اور جسے خلق کیا وہ خلق ہو گیا وہ خدا ہے لاشریک ہے جسکی صفت محکم اور جسکا سلوک بہترین ہے۔ وہ ایسا عادل ہے جو ظلم نہیں کرتا اور ایسا بزرگ و برتر ہے کہ ہر شئے کی بازگشت اس کی طرف ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر شئے اسکی قدرت کے آگے متواضع اور ہر چیز اسکی ہیبت کے سامنے خاضع ہے وہ تمام ملکوں کا مالک تمام آسمانوں کا خالق، شمس و قمر پر اختیار رکھنے والا، ہر ایک کو معین مدت کیلئے چلانے والا ہے۔ دن کو رات اور رات کو دن پر حاوی کرنے والا، ظالموں کی کمر توڑنے والا شیطانوں کو ہلاک کرنے والا، نہ اسکی کوئی ضد ہے نہ مثل، وہ یکتا ہے۔ بے نیاز ہے، نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ ہمسر نہ بیٹا۔ خدائے واحد اور رب مجید ہے جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے پورا کر دیتا ہے۔ جاننے والا،

احصاء کرنے والا، موت وحیات کا مالک، فخر وغنا کا صاحبِ اختیار، ہنسانے والا، رلانے والا، قریب لانے والا، دور ہٹانے والا، عطا کرنے والا، روک لینے والا ہے۔ ملک اسی کے اختیار میں ہے اور حمد اسی کے لئے زیبا ہے، اسی کے قبضہ میں، وہ ہر شئے پر قادر ہے رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اس عزیز وغفار کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا، عطاؤں کو بکثرت دینے والا، سانسوں کا شمار کرنے والا اور انسانوں اور جنّات کا پروردگار ہے، اس کے لئے کوئی شئے مشتبہ نہیں وہ فریادی کی فریاد سے پریشان نہیں ہوتا، اور اسے گڑگڑانے والوں کا اصرار خستہ حال نہیں کرتا، نیک کرداروں کو بچانے والا، طالبانِ فلاح کو توفیق دینے والا اور عالمین کا مولا اور حاکم ہے، اس کا حق ہر مخلوق پر یہ ہے کہ رات میں تسبیح اور نرم وگرم میں اسکی ثنا کرے اور اسکی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے۔ میں اس پر اور اس کے ملائکہ اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اس کے حکم کو سنتا ہوں اور اطاعت کرتا ہوں۔ اسکی مرضی کی طرف سبقت کرتا ہوں اور اسکے فیصلہ کے سامنے سراپا تسلیم ہوں، اسلئے کہ طاعت میرا فرض ہے اور اس کے طاعت کے خوف کی بناء پر اسلئے کہ نہ کوئی اسکی تقدیس سے بچ سکتا ہے اور نہ کسی کو اسکے ظلم کا خطرہ ہے میں اپنے لئے بندگی اور اسکے لئے ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں اور اس کے پیغام وحی کو پہنچانا چاہتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوتاہی کی شکل میں وہ عذاب نازل ہو جائے جسکا دفع کرنے والا کوئی نہ ہو۔ (اگر غدیر رک جاتی تو عذاب آتا)۔ اس خدائے وحدہٗ لاشریک

نے مجھے بتایا کہ اگر میں نے اسکے پیغام کونہیں پہنچایا تو اسکی رسالت کی تبلیغ نہیں کی اور اس نے میرے لئے حفاظت کی ضمانت لی ہے (مسئلہ یہ تھا۔ میں شرح کروں گا اور آپ کو بتاؤں گا کہ خطرہ کیا تھا اور کتنا سامنے خطرہ تھا اور پیغمبر بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ میں اعلان تبھی کروں گا جب تک تو ضمانت نہیں لے گا اس لئے کہ غدیر میں اک لڑائی چھڑتی اور اس لڑائی میں غدیر دب کے رہ جاتی۔ لڑتے تو علیؑ اور سب مارے جاتے لیکن غدیر کا مجمع رہ جاتا اور پیغمبر قتل ہو جاتے۔ میں سمجھاؤں گا آپ کو کہ کیا ہونے والا تھا اور کس بلا کو اللہ نے ٹالا اور پیغمبر سے وعدہ کیا کہ میں اس بلا کو ٹالوں گا آپ اطمینان رکھئے جو ہونے والا ہے اسکو روک لوں گا)۔

اس خدائے وحدہ لاشریک نے مجھے بتایا کہ اگر میں نے اس پیغام کی تبلیغ نہیں کی تو اسکی رسالت کی تبلیغ نہیں کی اور اس نے میرے لئے حفاظت کی ضمانت لی ہے اس خدائے کریم نے حکم دیا کہ اے رسولؐ جو حکم تمہاری طرف علیؑ کے بارے میں نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسالت کی تبلیغ نہیں کی اور اللہ تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (وہ شر کیا تھا؟)۔

یَا ایھا النّاس میں نے حکم کی تعمیل میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور میں اس آیت کا سبب واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جبرئیل بار بار میرے پاس یہ حکم پروردگار لیکر نازل ہوئے کہ میں اسی مقام پر ٹھہر کر ہر کالے اور گورے کو یہ اطلاع دے دوں کہ علی ابن ابی طالبؑ مرے بھائی، وصی، جانشین اور میرے بعد امام ہیں۔ انکی منزل میرے لئے ویسی ہے جیسے موسیٰؑ کیلئے ہارونؑ۔ فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی رسولؐ نہ ہوگا اور رسولؐ کے بعد یہ تمہارے حاکم ہیں اور اس کا اعلان خدا نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ (محمدؐ کہہ رہے ہیں کتاب میں اعلان کیا ہے کہ

بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اسکا رسول **انمــا ولیّکم اللّٰہ** بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اسکا رسولؐ اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ آیت نازل ہو چکی مدینہ میں اور ایک غدیر ہو چکا وہاں۔ اب یہ سارا مال اپنے قبضہ میں کر و ایک انگوٹھی تم نے زکوٰۃ میں دی اب نبوتوں کی انگوٹھی میں تمہیں دے رہا ہوں۔ نہیں سمجھے وہ جو نبوتوں کی انگوٹھی علیؑ کو ملنے والی تھی اس کی زکوٰۃ علیؑ نے پہلے نکال دی تھی) صلوٰت

(آیت قرآن میں نازل ہوئی) پیغمبرؐ فرماتے ہیں علی ابن ابی طالبؑ نے نماز قائم کی ہے اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے وہ ہر حال میں رضائے الٰہی کے طلبگار ہیں۔ میں نے جبرئیل کے ذریعہ سے گذارش کی کہ اسوقت تمہارے سامنے اس پیغام کو پہنچانے سے معذور رکھا جائے ہمکو اس لئے کہ متقین کی قلت ہے اور منافقین کی کثرت ہے۔ (کل بھی آج بھی)۔ میں نے جبرئیل سے کہا کہ مجھے معذرت چاہئے اس پیغام کے اعلان سے اسلیئے کہ متقین اقلیت میں ہیں اور منافقین اکثریت میں ہیں۔ فساد کرنے والے بدعمل اور اسلام کا مذاق اڑانے والے منافقین کی مکاری کا بھی خطرہ ہے۔ (غدیر میں آواز گونج رہی ہے)۔ جن کے بارے میں خدا نے صاف کہہ دیا ہے کہ یہ اپنی زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو انکے دل میں نہیں ہے اور یہ اسے معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ پیش پروردگار یہ بہت بڑی بات ہے ان لوگوں نے بارہا مجھے اذیت پہنچائی ہے یہاں تک کہ مجھے کان کہنے لگے ہیں۔ (یہ بھی قرآن کی آیت ہے شرح کروں گا آج تو صرف میں خطبہ پڑھ رہا ہوں اسلیئے کہ غدیر سے پہلے مسلسل یہ عالم تھا جب رات و دن پیغمبرؐ اور علیؑ میں کان میں کچھ باتیں ہوتی تھیں تو علیؑ کا نام رکھ دیا کہ یہ تو پیغمبرؐ کے کان ہو کے رہ گئے ہیں دونوں بھائی جانے

کیا باتیں کرتے رہتے ہیں تو اللہ نے آیت اتاری۔ کان کہہ رہے ہو ان کے جملوں کو آیت بنا کے رکھ دیا قرآن نے۔ یہ جو مذاق اڑانے والی بات کہی کہ منافقین اسلام کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ یزید نے بعد میں اڑایا ہوگا۔ ارے جملہ لے لو جو کچھ چھپ گیا تھا مدینہ میں جو خطبہ میں رسولؐ نے کہا تھا یزید نے سب ظاہر کر دیا۔ کیوں لائے یزید کو:-

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(وہ نہ آتا تو سب دبارہ جاتا ہاں ایسا ہوا۔ پیغمبرؐ کہہ رہے ہیں ایسا ہوا) **مجھے کان کہتے ہیں کہ وہ تو فقط کان ہیں (آیت کا ترجمہ) تو پیغمبرؐ کہہ دیجئے کہ اگر ایسا ہے تو** تمہارے حق میں یہی خیر ہے ورنہ میں چاہوں تو ایک ایک کا نام بھی بتا سکتا ہوں اور اسکی طرف اشارہ بھی کر سکتا ہوں اور لوگوں کے لئے نشاندہی بھی کر سکتا ہوں لیکن میں ان معاملات میں کرم اور بزرگی سے کام لیتا ہوں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مرضیٔ خدا یہی ہے کہ میں اس حکم کی تبلیغ کر دوں لہٰذا لوگوں ہوشیار ہو کہ اللہ نے علیؑ کو تمہارا ولی اور امام بنا دیا ہے اور ان کی اطاعت کو تمام مہاجرین، انصار، اور ان کے تابعین اور ہر شہری، دیہاتی، عربی، عجمی، آزاد، غلام، سیاہ، سفید پر واجب کر دیا ہے۔ (ولایت علیؑ واجب۔ عقیدہ نہیں واجب جیسے نماز واجب جیسے روزہ واجب جیسے حج واجب جیسے زکوٰۃ واجب پانچویں چیز ولایت علیؑ واجب۔ واجب یعنی ہر واجب کے اوپر جو واجب ہے)۔ توحید پرست کے لئے ان کا حکم جاری ان کا امر نافذ اور ان کا قول اطاعت ہے۔ ان کا مخالف ملعون ہے اور انکا پیرو مستحق رحمت ہے۔ جو ان کی تصدیق کرے گا اور ان کی

بات سن کر اطاعت کرے گا اللہ اسکے گناہوں کو بخش دے گا۔ (اطاعت علیؑ تو کرو تا کہ گناہ بخش دیئے جائیں)۔ **ایھاالناس** اس مقام پر میرا آخری قیام ہے لہٰذا میری بات سنو اور اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کے حکم کو تسلیم کرو اللہ تمہارا رب ولی اور پروردگار ہے۔ اسکے بعد تمہارا رسول محمدؐ تمہارا حاکم ہے جو آج تم سے خطاب کر رہا ہے اس کے بعد علیؑ تمہارا ولی اور بحکم خدا تمہارا امام ہے اسکے بعد امامت میری ذرّیت اور اسکی اولاد میں بروز قیامت باقی رہے گی۔ (کیا کہنا میرے پیغمبر کا تا قیامت باقی رہے گی)۔

حلال وہی ہے جسکو اللہ نے حلال کیا ہو حرام وہی ہے جسکو اللہ نے حرام کیا ہو یہ سب اللہ نے مجھے بتایا تھا۔ (دیکھئے یہ حلال حرام نہیں گنائے ہیں غدیر کے خطبہ میں یہ نہیں کہا یہ حلال یہ حرام یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا جتنا حلال و حرام ہے سب میں نے علیؑ کو بتا دیا ہے علیؑ سے پوچھنا اگر پوچھ لیتے تو آج یہ بحث فقہوں میں نہ ہوتی کہ خرگوش حلال ہے یا حرام کوا حلال ہے کہ حرام۔ رسولؐ سے نہیں علیؑ سے پوچھو)۔ میں نے سارے علم کو علیؑ کے حوالے کر دیا **ایھا الناس** کوئی علم ایسا نہیں ہے جو اللہ نے مجھے عطا نہ کیا ہو اور جو کچھ خدا نے مجھے عطا کیا تھا اس کو میں نے علیؑ کے حوالے کر دیا ہے۔ یہ امام المتقینؑ بھی ہے اور امام المبینؑ بھی ہے **ایھا النـاس** علیؑ سے بھٹک نہ جانا ان سے بیزار نہ ہو جانا اور انکی ولایت کا انکار نہ کر دینا کہ وہی حق کی طرف ہدایت کرنے والے حق پر عمل کرنے والے، باطل کو فنا کر دینے والے اور اس سے روکنے والے ہیں انہیں اس راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ

نہیں ہوتی۔ وہ سب سے پہلے اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے اور اپنے جی جان سے اللہ ورسولؐ پر قربان تھے ہمیشہ خدا کے رسولؐ کے ساتھ رہے جبکہ رسولؐ کے علاوہ کوئی عبادت خدا کرنے والا نہ تھا۔ **ایھا الناس** افضل قرار دو جنہیں اللہ نے فضیلت دی ہے۔ (اب مت کہنا کہ ہم بڑھا رہے ہیں پیغمبر کہہ رہے ہیں کہ اللہ نے بڑھایا علیؑ کو یہ دلیل رکھ دی سب سے افضل بنایا۔ انہیں قبول کرو کہ انھیں اللہ نے امامؑ بنایا ہے۔ **ایھــاالنــاس!** یہ اللہ کی طرف سے امامؑ ہیں اور جو ان کی ولایت سے انکار کرے گا نہ اسکی توبہ قبول ہوگی اور نہ اسکی بخشش کا کوئی امکان ہے بلکہ اللہ کا حق ہے کہ وہ اس امر پر مخالفت کرنے والے پر ہمیشہ ہمیشہ کیلیے بدترین عذاب نازل کردے لہٰذا تم ان کی مخالفت سے بچو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس جہنم میں داخل ہوجاؤ جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جس کو کفار کیلیے مہیا کیا گیا ہے۔ **ایھــاالنــاس!** خدا گواہ ہے کہ سابق کے تمام انبیاء اور مرسلین کو میری بشارت دی گئی ہے اور میں خاتم الانبیاء اور مرسلین اور زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کیلیے حجت پروردگار ہوں جو اس بات میں شک کرے گا وہ گذشتہ جاہلیت جیسا کافر ہوجائیگا اور جس نے میری کسی ایک بات میں بھی شک کیا اس نے گویا میری تمام باتوں کو مشکوک قرار دیا اور اس کا انجام جہنم ہے۔ ایک چیز پر بھی شک، کیا تو جہنم اسکا انجام ہے۔ **ایھـاالناس!** اللہ نے جو مجھے یہ فضیلت عطا کی ہے یہ اس کا کرم اور احسان ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ تا ابد اور ہر حال میں میری حمد کا حقدار ہے **ایھاالناس!** علیؑ کی فضیلت کا اقرار کرو

کہ وہ میرے بعد ہر مرد و زن سے افضل و برتر ہے اللہ نے ہمارے ہی ذریعہ رزق کو نازل کیا ہے اور مخلوقات کو باقی رکھا ہے جو میری اس بات کو رد کردے وہ ملعون ہے۔ملعون ہے اور مغضوب ہے جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ پروردگار کا ارشاد ہے کہ جو علیؑ سے دشمنی کرے گا اور انھیں اپنا حاکم تسلیم نہ کرے گا اس پر میری لعنت اور میرا غضب ہے لہٰذا ہم سب کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کیلئے کیا مہیا کیا ہے اسکی مخالفت کرتے وقت اللہ سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قدم راہ حق سے پھسل جائیں اور اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔**ایھاالناس!** علیؑ وہ جنب اللہ ہے جس کے بارے میں قرآن میں کہا گیا کہ ظالمین افسوس کریں گے کہ انہوں نے جنب اللہ کے بارے میں کوتاہی کی۔**ایھاالناس!** قرآن میں فکر کرو اسکی آیات کو سمجھو محکمات کو نگاہ میں رکھو متشابہات کے پیچھے نہ پڑو خدا کی قسم قرآن مجید کے احکام اور اسکی تفسیر کو اس کے علاوہ کوئی واضح نہ کر سکے گا اسکا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جسکا بازو تھام کر میں نے بلند کیا ہے اور جس کے بارے میں میں یہ بتا رہا ہوں کہ جس کا میں مولا ہوں اسکا یہ علیؑ مولا ہے یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ میرا بھائی ہے میرا وصی بھی ہے اسکی محبت کا حکم اللہ کی طرف سے ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔**ایھاالناس!** علیؑ اور میری اولاد طیبین ثقل اصغر ہے اور قرآن ثقل اکبر ہے ان میں ہر ایک دوسرے کی خبر دیتا ہے اور اس سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر وارد ہوں۔ یہ میری اولاد مخلوقات میں احکام خدا کی امین اور زمین میں ملک خدا کے حکام ہیں آگاہ ہو جاؤ میں نے تبلیغ کردی میں نے پیغام

پہنچادیا میں نے بات سنادی میں نے حق کو واضح کر دیا آگاہ ہو جاؤ کہ جو اللہ نے کہا وہ میں نے دہرا دیا پھر آگاہ ہو جاؤ کہ امیرالمومنینؑ میرے اس بھائی کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور اسکے علاوہ یہ منصب بھی کسی کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ (اسکے بعد علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر اتنا بلند کیا کہ ان کے قدم رسولؐ کے گھٹنوں کے برابر ہو گئے اور فرمایا) **ایھا الناس!** یہ علیؑ میرا بھائی اور وصی اور میرے علم کا مخزن اور امت پر میرا خلیفہ ہے جو خدا کی طرف دعوت دینے والا اسکی مرضی کے مطابق عمل کرنے والا اسکے دشمنوں سے جہاد کرنے والا اسکے رسولؐ کا جانشین مومنین کا امیر امام ہادی اور بیعت شکن ظالم اور خاطی افراد سے جہاد کرنے والا ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ حکم خدا سے کہہ رہا ہوں میری کوئی بات بدل نہیں سکتی خدایا علیؑ کے دوست کو دوست رکھنا اور ان کے دشمن کو دشمن قرار دینا۔ ان کے منکر پر لعنت کرنا اور ان کے حق کا انکار کرنے والے پر غضب نازل کر دے۔ پروردگار تو نے یہ وحی کی تھی کہ امامت علیؑ کے لئے ہے اور تیرے حکم سے میں نے انھیں مقرر کیا ہے جسکے بعد تو نے دین کو کامل کر دیا۔ (اسکے معنی ہیں کہ وحی ہو رہی تھی اور آیت آ رہی تھی **اکملت لکم دینکم** اور خطبہ میں کہتے جا رہے تھے کہ نعمت کو تمام کر دیا گیا)۔ جسکے بعد تو نے دین کو کامل کر دیا نعمت کو تمام کر دیا اور اسلام کو پسندیدہ دین قرار دے دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا وہ دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں خسارے والوں میں ہوگا۔ پروردگار میں تجھے گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں نے تیرے حکم کی تبلیغ کر دی۔

(يَـاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔(سورۂ مائدہ آیت ٦٧) تبلیغ ہوگئی اسے کہتے ہیں تبلیغ۔تبلیغ ایک بار ہوئی اور وہ غدیر میں ہوئی۔اب تبلیغ کے معنی یہ ہیں کہ ولایت علیؑ کا بیان ہوا سے تبلیغ کہتے ہیں تبلیغ کچھ اور نہیں ہے تبلیغ ولایت علیؑ ہے)

ایھاالناس !اللہ نے دین کی تکمیل علیؑ کی امامت سے کی ہے لہٰذا جوعلیؑ اوران کی صلب سے آنے والی میری اولاد کی امامت کا اقرار نہ کرے گا اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے ۔وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس کے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہوگی اور نہ ان پر نگاہ رحمت کی جائے گی۔**ایھاالناس!** یہ علیؑ ہے تم سب سے زیادہ میری مدد کرنے والا۔مجھ سے قریب تر اور میری نگاہ میں عزیز تر ہے اللہ اور میں دونوں اس سے راضی ہیں۔(اب رضی اللہ کی ضرورت نہیں ہے)۔ قرآن مجید میں جو بھی رضا کی آیت ہے وہ اسکے بارے میں ہے اور جہاں بھی **یاایھا الذین آمنو** کہا گیا ہے اس کا پہلا مخاطب یہی علیؑ ہے۔ ہر آیت مدح اسی کے بارے میں ہے **ھَلْ اَتیٰ** میں جنت کی بشارت اسی کے حق میں دی گئی ہے اور یہ سورہ اسکے علاوہ کسی غیر کی مدح میں نہیں نازل ہوا۔**ایھاالناس!** یہ دین خدا کا مددگار،رسولؐ خدا سے دفاع کرنے والا،متقی،پاکیزہ صفت،ہادی اور مہدی ہے۔تمہارا نبیؐ بہترین نبیؐ اور اسکا وصی بہترین وصیؑ ہے اور اسکی اولاد بہترین اوصیاء ہیں۔ **ایھاالناس!** ہر نبی کی ذرّیت اسکے صلب سے ہوتی ہے میری ذریت علیؑ کے صلب سے ہے۔ **ایھاالناس!** ابلیس آدمؑ کے مسئلے میں حسد کا شکار ہوا لہٰزا خبردار تم علیؑ سے حسد نہ کرنا۔(ابلیس بن جاؤ گے)۔علیؑ سے حسد نہ کرنا کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہارے قدموں میں لغزش

پیدا ہو جائے۔ آدمؑ صفی اللہ ہونے کے باوجود ایک ترک اولیٰ پر زمین میں پھینک دیے گئے تو تم کیا ہو اور تمہاری کیا حقیقت۔ (ترک اولیٰ نہ ہو جائے ولایت علیؑ میں پڑھیں کہ نہ پڑھیں کہیں کہ نہ کہیں اذان میں آدمؑ نکالے گئے تم بھی نہ نکالے جاؤ) تمہاری کیا حقیقت تم میں تو دشمنِ خدا بھی پائے جاتے ہیں۔ یاد رکھو علیؑ کا دشمن صرف شقی ہوگا اور علیؑ کا دوست صرف تقی ہوگا اس پر ایمان رکھنے والا صرف مومن مخلص ہی ہوسکتا ہے۔ اور انہی کے بارے میں سورۂ عصر نازل ہوا ہے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔** حق بھی علیؑ صبر بھی علیؑ ایمان بھی علیؑ عمل صالح بھی علیؑ عصر بھی علیؑ علیؑ کا بیٹا عصر امام عصرؑ۔

ایھا الناس! میں نے خدا کو گواہ بنا کر اپنے پیغام کو پہنچا دیا اور رسولؐ کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ **ایھا الناس!** اللہ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک علیؑ کے اطاعت گذار نہ ہو جاؤ۔ **ایھا الناس!** اللہ اور اسکے رسولؐ اور اس نور پر ایمان لاؤ جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے قبل اسکے کہ اللہ اچھے چہروں کو بگاڑ دے اور انھیں پشت کی طرف پھیر دے۔ **ایھا الناس!** نور کی پہلی منزل میں ہوں میرے بعد علیؑ اور ان کے بعد ان کی نسل ہے یہ سلسلہ اس مہدیؑ قائمؑ تک برقرار رہے گا جو اللہ کا حق اور ہمارا حق حاصل کرے گا اسلیئے کہ اللہ نے ہم کو تمام مقصرین، معاندین، مخالفین،

عاصمین، ظالمین کے مقابلے میں اپنی حجت قرار دیا ہے۔**ایہاالناس!** میں تمہیں باخبر کرنا چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے لئے تمہارا نمائندہ ہوں جس سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں تو کیا میں مر جاؤں گا قتل ہو جاؤں گا پھر تم اپنے پرانے دین پر پلٹ جاؤ گے تو یاد رکھو جو پلٹ جائے گا وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دینے والا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ کے صبر اور شکر کی تعریف کی گئی ہے اور ان کے بعد میری اولاد کو صابر و شاکر قرار دیا گیا ہے۔ جو ان کے صلب سے ہے **ایہاالناس!** اللہ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو کہ وہ تم سے ناراض ہو جائے اور تم پر اس کی طرف سے عذاب نازل ہو جائے کہ وہ مسلسل تم کو نگاہ میں رکھے ہوئے ہے۔**ایہاالناس!** عنقریب میرے بعد ایسے رہنما پیدا ہونگے جو جہنم کی دعوت دیں گے اور روز قیامت کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا اللہ اور میں دونوں ان لوگوں سے بری اور بیزار ہیں۔**ایہاالناس!** یہ لوگ اور ان کے تابعین و انصار سب جہنم کے پست ترین درجہ میں ہوں گے اور یہ متکبر لوگوں کا بدترین ٹھکانہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہ لوگ اصحاب صحیفہ ہیں لہٰذا ان کے صحیفہ پر تمہیں نگاہ رکھنی چاہیئے۔ (کہاں ہے صحیفہ کہ نگاہ رکھیں۔ بے صحیفہ ہے) لوگوں کی قلیل جماعت کے علاوہ سب صحیفہ کی بات بھول چکے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں امامت کو امانت اور قیامت تک کیلئے اپنی اولاد میں وراثت قرار دے کر جا رہا ہوں۔ (وراثت یہی تو جھگڑا تھا کہ کیا سب کچھ بنی ہاشم کا رہے گا۔ نبوت بھی انھیں کی خلافت بھی انہیں کی۔ یہی کہہ کے تو لے لیا۔ وراثت میں نہیں چلنے دیں گے۔ کیا نبوتیں

وراثت میں نہیں چلیں۔ آدمؑ کا بیٹا۔ اسکا بیٹا اسکا بیٹا۔ کہیں باہر نبوت بھیج دیتا۔ آدمؑ کے صحابیوں میں بھیج دیتا۔ نوحؑ کے صحابیوں میں دے دیتا۔ کہیں اور بانٹ دیتا۔ ذریت۔ ذریت۔ ذریت خاندان۔ خاندان۔ خاندان۔ تو خاندان کو اللہ کیسے چھوڑ دے۔ جو سارے انبیاء کے خاندان میں رکھا۔ اور جب محبوب کا خاندان آیا تو کہیں اور بٹ جائے)۔ ہاں امامت مری وراثت میں رہے گی اور میری اولاد میں رہے گی۔ مجھے اس امر کی تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا میں نے اس امر کی تبلیغ کر دی تا کہ ہر حاضر و غائب موجود غیر موجود مولود غیر مولود (جو پیدا ہو چکا اور جو پیدا نہیں ہوا اس کو بھی معلوم ہو جائے)۔ سب پر حجت تمام ہو جائے۔ اب حاضر کا فریضہ ہے کہ یہ پیغام غائب تک پہنچائے اور ہر باپ کا فریضہ ہے کہ قیامت تک اس پیغام کو اپنی اولاد کے حوالے کرتا رہے اور عنقریب لوگ اس کو غصبی ملکیت بنالیں گے خدا غاصبین پر لعنت کرے۔ قیامت میں تمام حقیقتیں کھل کر سامنے آجائیں گی اور آگ کے شعلے برسائے جائیں گے۔ جب کوئی کسی کا مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ **ایھاالناس!** اللہ تم کو انھیں حالات میں نہ چھوڑے گا جب تک خبیث اور طیب کو الگ الگ نہ کر دے۔ اللہ تم کو غیب پر باخبر کرنے والا نہیں ہے۔ **ایھاالناس!** کوئی قریہ ایسا نہیں ہے جسے اللہ اس کی تکذیب کی بناء پر ہلاک نہ کر دے اور وہ اسی طرح ظالم بستیوں کو ہلاک کرتا رہا ہے۔ علیؑ تمہارے امام اور حاکم ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ صادق الوعد ہے۔ (یہ جتنے قریہ تباہ ہوئے ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ سب ولایت علیؑ نہ ماننے پر)۔ **ایھاالناس!** تم سے پہلے بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے۔

اللہ نے ان لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ اور وہی بعد کے ظالموں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ **ایھاالناس!** اللہ نے مجھے امرونہی کی ہے اور میں نے اسے علیؑ کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ امرونہی الٰہی سے باخبر ہیں۔ ان کے امر کی اطاعت کروتا کہ سلامتی پاؤ۔ ان کی پیروی کروتا کہ ہدایت پاؤ۔ ان کے روکنے پر رک جاؤ تا کہ راہ راست پر آجاؤ۔ ان کی مرضی پر چلواور مختلف راستوں پر منتشر نہ ہو۔ (فرقے نہ بناؤ)۔ میں صراط مستقیم ہوں جس کے اتباع کا خدا نے حکم دیا ہے۔ پھر میرے بعد علیؑ ہیں ان کے بعد میری اولاد جوان کے صلب سے ہے۔ یہ سب وہ امام ہیں جوحق کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں اور حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ الحمدللہ رب العالمین۔ (سورۂ حمد کی تلاوت کرنے کے بعد پیغمبرؐ نے فرمایا) یہ سورۂ میرے اور میری اولاد کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ اس میں اولاد کے لئے عمومیت بھی ہے اور اولاد کے ساتھ خصوصیت بھی۔ یہی میری اولاد اولیاء اللہ ہیں جن کیلئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حزن۔ یہ حزب اللہ ہیں جو ہمیشہ غالب رہنے والے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دشمنان علیؑ ہی اہلِ تفرقہ اہل تعدی اور برادران شیطان ہیں۔ جن میں ایک دوسرے کی طرف مہمل باتوں کے خفیہ اشارے کرتے رہتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ کے دوست ہی مومنین برحق ہیں جن کا ذکر پروردگار نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ تم کسی ایسی قوم کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو نہ دیکھو گے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے دشمن سے محبت رکھیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ان کے دوست ہی وہ افراد ہیں جن کی توصیف پروردگار نے اس انداز سے کی ہے جو

لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا انھیں کیلئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ان کے دوست ہی وہ ہیں جو جنت میں امن وسکون کے ساتھ داخل ہوں گے اور ملائکہ سلام کے ساتھ یہ کہہ کے ان کا استقبال کریں گے کہ تم طیب و طاہر ہو لہٰذا جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ (پاک کے علاوہ کوئی جنت میں جائیگا نہیں اور پاک انسان جب ہوتا ہے تب ولایت علیؑ پر ہو)۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ان کے دوست ہی وہ ہیں جن کے لئے ارشاد الٰہی ہے کہ وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ (کیسا حساب کتاب۔ پیغمبرؐ نے وعدہ لیا ہے علیؑ کے چاہنے والوں سے کوئی حساب نہیں ہے۔ صرف ولایت علیؑ حساب ہے۔ صرف ولایت علیؑ کے بارے میں پوچھا جائیگا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں پوچھا جائیگا۔ وہ اور ہیں جن سے ایک ایک منٹ کا حساب لیا جائیگا۔ (نعرۂ حیدریؑ) وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے)۔

آگاہ ہو جاؤ کہ ان کے دشمن ہی وہ ہیں جن کے بارے میں خدا کا فرمان ہے کہ جب کوئی گروہ داخل جہنم ہوگا تو جہنم کے خازن سوال کریں گے کہ تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا کیا؟ آگاہ ہو جاؤ کہ ان کے دوست ہی وہ ہیں، جو اللہ سے از غیب ڈرتے ہیں اور انھیں کیلئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔ **ایھاالناس!** دیکھو جنت و جہنم میں کتنا فاصلہ ہے۔ ہمارا دشمن ہے وہ جس کی اللہ نے مذمت کی ہے اس پر لعنت کی ہے ہمارا دوست وہ ہے جس کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ **ایھاالناس!** آگاہ ہو جاؤ کہ میں

ڈرانے والا ہوں۔اور علیؑ ہادی ہیں۔ایھاالناس!میں نبیؐ ہوں اور علیؑ میرے وصیؑ ہیں۔یاد رکھو کہ آخری امام ہمارا ہی قائم مہدیؑ ہے اور ادیان پر غالب آنے والا ہے اور ظالموں سے انتقام لینے والا ہے۔وہی مشرکین اور ہر برے کا قاتل اور اولیاء اللہ کے ہر خون کا انتقام لینے والا ہے۔وہی دین خدا کا مددگار اور ولایت علیؑ کے سمندر سے سیراب کرنے والا ہے۔وہی ہے صاحب فضل اور ہر جاہل پر اس کی جہالت کا نشان لگانے والا ہے۔آگاہ ہو جاؤ کہ وہی اللہ کا منتخب اور پسندیدہ ہے۔وہی ہر علم کا وارث اور اس پر احاطہ رکھنے والا ہے۔وہی پروردگار کی طرف سے جزا دینے والا امر ایمانی کی تنبیہ کرنے والا ہے۔وہی رشید اور وہی صراط مستقیم پر چلنے والا ہے۔اسی کو اللہ نے اپنا قانون سپرد کیا ہے۔(اللہ نے اپنا قانون علیؑ کے سپرد کیا ہے) اور اسی کی بشارت دور سابق میں دی گئی ہے۔وہی حجت باقی ہے۔اور وہی قانون مہدیؑ تک آیگا اور اس کے بعد کوئی حجت نہیں ہر حق اس کے ساتھ ہے ہر نور اس کے پاس ہے۔اس پر غالب آنے والا کوئی نہیں وہ زمین پر خدا کا حاکم اور مخلوق میں اس کی طرف سے حکم خفیہ اور اعلانیہ ہر مسئلہ میں اسکا امین ہے۔ایھاالناس!میں نے سب بیان کر دیا اور سمجھا دیا اور میرے بعد یہ علیؑ تمہیں سمجھائیں گے۔آگاہ ہو جاؤ کہ خطبہ کے اختتام پر میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ پہلے میرے ہاتھ پر ان کی بیعت کا اقرار کرو۔اس کے بعد ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔میں نے اللہ کے ہاتھ اپنا نفس بیچا ہے اور علیؑ نے میری بیعت کی ہے۔اور میں تم سے علیؑ کی بیعت لیتا

ہوں جو اس بیعت کو توڑ دے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ **ایھا الناس!** یہ حج یہ عمرہ، یہ صفا، یہ مروہ یہ سب شعائر اللہ ہیں لہٰذا حج اور عمرہ کرنے والوں کا فرض ہے کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں۔ **ایھا الناس!** خانہ خدا کا حج کرو جو لوگ یہاں آجاتے ہیں وہ بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ **ایھا الناس!** کوئی مومن کسی موقف میں وقوف نہیں کرتا مگر یہ کہ خدا اس وقت تک کے گناہ معاف کر دیتا ہے لہٰذا حج کے بعد اسے ازسرنو نیک اعمال کا سلسلہ شروع کرنا چاہیئے۔ **ایھا الناس!** حجاج خدا کی طرف سے محل امداد ہیں اور ان کے اخراجات کا اس کی طرف سے معاوضہ دیا جاتا ہے اور اللہ کسی کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ **ایھا الناس!** نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو۔ جس طرح کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اگر وقت زیادہ گذر گیا ہے اور تم نے کوتاہیاں اور نسیان سے کام لیا ہے تو علیؑ تمہارے ولی ہیں۔ تمہارے لئے احکام کے بیان کرنے والے ہیں جن کو اللہ نے میرے بعد معین کیا ہے اور میرا جانشین بنایا ہے وہ تمہارے ہر سوال کا جواب دیں گے اور جو کچھ تم نہیں جانتے ہو سب بیان کر دیں گے آگاہ ہو جاؤ کہ حلال و حرام اتنے زیادہ ہیں کہ سب کا احصا اور بیان ممکن نہیں ہے لہٰذا میں تمام حلال و حرام کی امر و نہی اس مقام پر یہ کہہ کر بیان کئے دے رہا ہوں کہ میں تم سے علیؑ کی بیعت لے رہا ہوں اور تم سے یہ عہد لے لوں کہ جو پیغام علیؑ اور انکے بعد کے ائمہ علیہم السلام کے بارے میں لایا ہوں تم ان سب کا اقرار کر لو۔ (بس یہی کافی ہے تمہیں اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ حلال و حرام کیا ہے علی تمہیں سب بتا دیں گے)

یہ سب مجھ سے ہیں اور ان میں ایک امت قیام کرنے والی ہے جن میں سے مہدیؑ بھی ہے جو قیامت تک حق کے ساتھ فیصلہ کرتا رہیگا۔ ایھا الناس! میں نے جس حلال کی رہنمائی کی ہے اور میں نے جس حرام سے روکا ہے کسی سے نہ رجوع کیا ہے اور نہ اسمیں کوئی تبدیلی کی ہے لہٰذا تم اسے یاد رکھو اور محفوظ کرلو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہو اور کسی طرح کی تبدیلی نہ کرنا آگاہ ہو جاؤ کہ میں پھر دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو نیکیوں کا حکم دو برائیوں سے روکو اور یاد رکھو کہ امر بالمعروف کی اصل یہ ہے کہ میری بات کی تہہ تک پہنچ جاؤ۔ اسکے قبول کرنے کا حکم دو اور اسکی مخالفت سے منع کرو اسلئے کہ یہی اللہ کا حکم ہے اور یہی میرا حکم بھی ہے۔ امام معصومؑ کو چھوڑ کر نہ کوئی امر بالمعروف ہوسکتا ہے اور نہی عن المنکر۔ **ایھا الناس!** قرآن نے بھی تمہیں سمجھایا ہے کہ علیؑ کے بعد امام انکی اولاد ہے اور میں نے بھی سمجھایا ہے کہ یہ سب میرے اور علیؑ کے اجزاء ہیں جیسا کہ پروردگار نے فرمایا ہے کہ اللہ نے انھیں اولاد میں کلمہ باقیہ قرار دیا ہے اور میں نے بھی کہا کہ جب تک تم قرآن اور عترت سے متمسک رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ **ایھا الناس!** تقویٰ اختیار کرو قیامت سے ڈرو اسکا زلزلہ بڑی عظیم شئے ہے موت، عذاب، میزان، اللہ کی بارگاہ کا محاسبہ، ثواب اور عذاب سب کو یاد کرو کہ وہاں نیکیوں پر ثواب ملتا ہے اور برائی کرنے والے پر جنت کا کوئی حصہ نہیں ہے (لیکن ہر نیک عمل کی جزا ہے ولائت علیؑ کے ساتھ یہی رسولؐ بار بار کہہ رہے ہیں)
ایھا الناس! تم اتنے زیادہ ہو کہ ایک ایک میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بیعت نہیں

کر سکتے ہو لہٰذا اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہاری زبان سے علیؑ کے امیر المومنینؑ ہونے اور ان کے بعد کے آئمہؑ جو انکی صلب سے اور میری ذرّیت ہیں سب کی امامت کا اقرار لے لوں لہٰذا تم سب مل کر کہو کہ ہم سب آپ کی بات کو سننے والے ہیں اطاعت کرنے والے ہیں راضی رہنے والے ہیں اور علیؑ اور اولاد علیؑ کے بارے میں جو پروردگار کا پیغام پہنچایا ہے اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں۔ (سب نے شور مچا کے کہا پیغمبرؐ کے کلمے دہرائے۔) ہم اس بات پر اپنے دل اپنی روح اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں سے بیعت کر رہے ہیں کہ اسی پر زندہ رہیں گے اسی پر مریں گے اور اسی پر دوبارہ اٹھیں گے نہ کوئی تغیر و تبدیلی پیدا کریں گے اور نہ کسی شک و اریب میں مبتلا ہوں گے اور نہ اپنے عہد سے پلٹیں گے نہ میثاق کو توڑیں گے اور اللہ کی اطاعت کریں گے آپؐ کی اطاعت کریں گے اور علیؑ امیر المومنین اور انکی اولاد آئمہؑ جو آپؐ کی ذرّیت میں ہیں انکی اطاعت کریں گے جن میں سے حسنؑ اور حسینؑ کی منزلت کو اور انکے مرتبے کو اپنے خدا کی بارگاہ میں مَیں نے تمہیں دکھلایا اور پیغام بھی پہنچا دیا کہ یہ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور اپنے باپ علیؑ کے بعد امام ہیں اور میں علیؑ سے پہلے ان دونوں کا باپ ہوں اب تم لوگ یہ کہو کہ ہم نے اس بات پر اللہ کی اطاعت کی حسنؑ حسینؑ کو اولاد رسولؐ مانو اس میں بھی اطاعت ہے۔ آپکی اطاعت کی اور حسنؑ و حسینؑ ائمہ جن کا آپؐ نے ذکر کیا ہے اور جن کے بارے میں ہم سے عہد لیا ہے سب کی دل و جان سے اور دست و زبان سے بیعت کی ہے۔ ہم اسکا کوئی بدل پسند نہیں

کریں گے اور نہ اسمیں کوئی تبدیلی کریں گے اور ہمارا گواہ اور وہی گواہی کیلئے کافی ہے اور آپ ہی ہمارے گواہ ہیں اللہ و رسولؐ کو گواہ بناؤ کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کروگے اور ہر ظاہر و باطن اور ملائکہ اور بندگان خدا سب اس بات کے گواہ ہیں اور اللہ سب سے بڑا گواہ ہے۔ **ایھا الناس!** اب تم لوگ کیا کہتے ہو؟ یاد رکھو کہ اللہ ہر آواز کو جانتا ہے اور ہر نفس کی مخفی حالت سے باخبر ہے جو ہدایت حاصل کرے گا وہ اپنے لئے اور جو گمراہ ہوگا وہ اپنا نقصان کرے گا جو بیعت کرے گا اس نے گویا اللہ کی بیعت کی اور اسکے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ **ایھا الناس!** اللہ سے ڈرو علیؑ کے امیر المومنینؑ ہونے اور حسنؑ و حسینؑ اور ائمہؑ کی کلمۂ باقیہ ہونے کی بیعت کرو جو غداری کرے گا اسے اللہ ہلاک کرے گا اور جو وفا کرے گا اس پر رحمت نازل کرے گا اور جو عہد کو توڑ دے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ **ایھا الناس!** جو میں نے کہا ہے وہ کہو اور علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو اور یہ کہو کہ پروردگار ہم نے سنا اور اطاعت کی ہمیں تیری مغفرت چاہیئے تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے اور یہ کہو کہ شکر پروردگار ہے کہ اس نے ہمیں اس امر کی ہدایت دی ہے ورنہ اسکی ہدایت کے بغیر ہم راہ ہدایت نہیں پا سکتے تھے۔ **ایھا الناس!** علیؑ ابن ابیطالبؑ کے فضائل اللہ کی بارگاہ سے ہیں اور اسکو قرآن میں بیان کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ ہیں اتنے فضائل ہیں کہ میں ایک نشست میں انکا شمار نہیں کروا سکتا لہٰذا جو بھی تمہیں خبر دے اور ان فضائل سے آگاہ کرے اسکی تصدیق کرو اور اسکو زبانی یاد رکھو اور جو رسولؐ علیؑ اور آئمہؑ

مذکورین کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کا مالک ہوگا۔ ایھا النـاس! جو علیؑ کی بیعت اور انکی محبت اور انھیں امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کرنے میں سبقت کریں گے وہی جنت نعیم میں کامیاب ہونگے۔ ایھا النـاس! وہ بات کہو جس سے تمہارا خدا راضی ہو جائے ورنہ تم اور تمام اہلِ زمین بھی منکر ہو جائیں تو اللہ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ پروردگار مومنین اور مومنات کی مغفرت فرما اور کافرین پر سخت سے سخت عذاب نازل فرما۔ (اسکے بعد کیا کہا) الـحـمـد لِلّٰہِ رب العالمین یہ سورہ ہمارے اور علیؑ اور باقی ائمہ کے بارے میں نازل ہوا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ پیغمبرؐ نے غدیر کے خطبہ میں یہ سورہ پڑھا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (۲) اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۳) مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (۴) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۵) اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۶) صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (۷) (اسمیں کہاں محمدؐ کا ذکر ہے کہاں علیؑ کا ذکر ہے۔ لیکن پیغمبرؐ کہہ رہے ہیں تو ہے جب کہہ رہے ہیں تو ہے۔ تو میں ترجمہ کر رہا ہوں کہ اگر پیغمبرؐ نے کہا ہے تو یہی ترجمہ ہے جو میں پڑھ رہا ہوں)۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ عربی میں ب کو کہتے ہیں نا اسم ب کے سم کے ساتھ جو ب ہے اسکے اسم کے ساتھ کہ وہی ب رحمٰن ہے وہی رحیم ہے۔ اسم نام ب جسکا نام ہے ب کے نام کے ساتھ وہی رحمٰن ہے وہی رحیم ہے۔ جو بھیجا جائیگا زمین پر اللہ اسکو اپنا نظیر بنائے گا جیسا رحمٰن میں ہوں ویسا رحمٰن یہ

ہے۔جیسا رحیم میں ہوں ویسا رحیم یہ ہے۔ یہ مسکین کو بھی کھانا کھلائے گا یہ رحمٰن ہے یہ رحیم ہے میں بھی رحیم ہوں۔ یہ رحم کرے گا یہ تلوار نہیں اٹھائے گا یہ ۲۵ سال خاموش رہے گا۔ اسلئے کہ یہ رحمان و رحیم ہے۔ ب کے اسم کے ساتھ شروع کرو ب کے اسم کے ساتھ کون ہے وہ ب بتاؤ کون ہے وہ ب کہو الحمدللہ رب بل وہ ب جو آ گئی حمد اسکے لئے جو ب ہو وہ ب جو آدھا عالمین کی طرف اور آدھا اللہ کی طرف آدھا نور آدھا انسان وہ ب جو بیچ میں ہے آدھا ب اِدھر آدھا ب اُدھر۔ابنِ عباس نے کہا سورۂ الحمد کی تفسیر بتایئے؟ کہنے لگے سُن لو جو قرآن میں ہے وہ سورۂ الحمد میں ہے۔ کیوں پڑھا غدیر کے دن سورۂ الحمد اور کیوں کہا یہ علیؑ کی شان میں ہے سورۂ الحمد۔ جو قرآن میں ہے سورۂ الحمد میں ہے جو سورۂ الحمد میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے جو بسم اللہ میں ہے وہ ب میں ہے اور ب کے نیچے جو نقطہ ہے وہ نقطہ میں ہوں۔صلوٰۃ۔

اقبال نے کہا ہے:۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر

علیؑ بائے بسم اللہ ہے اقبالؔ کی شاعری نقطہ اور ب سے شروع ہو رہی ہے۔ قرآن بھی نقطہ اور ب سے شروع ہو رہا ہے۔محمدؐ کے اعداد ۹۲، علیؑ کے اعداد ۱۱۰ دونوں کو جوڑو تو ۹۲+۱۱۰=۲۰۲۔ ر کے اعداد ۲۰۰، ب کے اعداد ۲۔ دونوں کے اعداد جوڑو تو ۲۰۰+۲=۲۰۲۔محمدؐ اور علی جڑتے ہیں تو رب بنتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِيْنَ ساری تعریف محمدؐ اور علیؑ کی مالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ علیؑ جو محشر کے

دن کا مالک ہے۔ولی ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سوا علیؑ کے اور کسی کو نہ پکارو۔ اِھْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اس لئے کہ صراط مستقیم علیؑ ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اسلیئے کہ میں نے نعمتوں کو اس علیؑ پر تمام کیا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور جو علیؑ کو بھول گئے اس پر میں نے اپنا غضب نازل کیا۔ہم کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وہ کہتے ہیں۔ آمین جو چاہے کہو۔ ترجمہ کے ساتھ کہو اسلیئے کہ صراط مستقیم ملا۔ چہرہ وہ نہیں رکھتا۔آنکھیں وہ نہیں رکھتا۔کان وہ نہیں رکھتا۔اب کہتے رہیں سارے لوگ اللہ میاں غصہ ہو جائیں گے۔اللہ میاں غضبناک ہو جائیں گے ارے کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ ناراض ہے ناراضی اور خوشی کا پتہ چہرے سے چلتا ہے۔ چہرہ لال پیلا ہوتا ہے۔ چہرہ مسکراتا ہے اور اللہ کہہ رہا ہے میں کسی سے ناراض میں کسی سے خوش۔اللہ کو ہم نے دیکھا ہی نہیں ہمیں پتہ ہی نہیں کب ناراض ہوتا ہے کب خوش ہوتا ہے۔کیسے پتہ چلے؟ صحاح ستہ کی کتابیں ملا کے تمام مسلمانوں کے ہر فرقے کی۔ڈھائی سو کتابوں کے نام گنوا سکتا ہوں۔ایک حدیث ایسی ہے کہ ڈھائی سو مورخین نے اسی طرح لکھی اور وہ حدیث یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے منبر سے یہ فرمایا:۔جس نے میری بیٹی فاطمہؑ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور جس نے مجھے غضبناک کیا اس نے اللہ کو غضبناک کیا۔سورہ الحمد یہ کہتا ہے کہ اللہ غضبناک ہے جس نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا تھا اس سے اللہ غضبناک ۔۔۔ہاں ہاں تم نے ہمیں غضبناک کیا (صحیح بخاری، صحیح مسلم) تو میں پیغمبرؐ سے شکایت کروں

گی۔ آج حدیث سمجھ میں آئی جب زہراؑ بی بی نے خود حدیث دھرائی۔ یاد رکھیئے گا۔ سورۂ الحمد کا ایک نام ہے سبع مثانی۔ سات آیتیں میں نے تمہیں دو بار دیں یہ دو بار کیسے ایک بار مکّہ میں اترا سورۂ الحمد دوسری بار غدیر میں اترا۔ یہ سات سات دو بار اُتریں۔ سات سات چودہ یعنی سورۂ الحمد میں چودہ کا ذکر ہے تو بی بی فاطمہؑ کا ذکر ہے۔ تو پیغمبرؐ نے کہا ہم سب کا ذکر ہے اسمیں یہ اُم الکتاب اسی لئے ہے کہ اُمِ ابیہا کا ذکر اسمیں ہے۔ اُم الکتاب زہراؑ کا نام ہے اسلیئے سورۂ الحمد کو اُم الکتاب کہتے ہیں اسلیئے کہ زہراؑ بھی اُم الکتاب ہے۔

ہاں ماں ہیں اسلیئے زہراؑ کو یہ فکر ہے کون میرے بچے پہ روئے گا۔ ہمیں سب منظور ہے حسینؑ کا قتل بھی منظور ہے مگر کون روئے گا حالانکہ پیغمبرؐ سے وعدہ کرادیا اللہ نے۔ اے رسولؐ فاطمہؑ سے کہہ دو اللہ ایک قوم پیدا کرے گا اور اس قوم کو مقرر کرے گا کہ کربلا والوں پہ روئے۔ مگر اس کے بعد بھی کہ قوم پیدا ہو چکی تھی۔ فاطمہؑ کو چین نہ آیا حسینؑ کربلا پہنچے تو ماں بھی آ گئی۔۔ بہت روئی ماں لاشۂ حسینؑ پر اب یہ منزل تھی کہ لاش پہ روئے کہ بے چادر بیٹی کے ساتھ جائے۔۔۔ ہاں کہتے یہی ہیں جب تک لاش حسینؑ دفن نہ ہو گئی زہراؑ نے کربلا نہیں چھوڑا اور اس کے بعد بی بی قافلہ کے پیچھے چلی اور زہراؑ جب شام پہنچی تو بی بیاں زندان میں جا چکی تھیں زندان شام میں ایک درخت تھا وہاں سے رونے کی آواز آتی تھی۔ ایک دن دربان آیا اور کہا سید سجادؑ تمہارے اسیروں میں کوئی بی بی قید خانہ کے باہر جاتی ہے اور رات میں پیڑ کے نیچے جا کر روتی ہے۔ سید سجادؑ نے کہا

دربان تالا لگا ہوا ہے۔ ہماری کوئی بی بی باہر نہیں جاتی۔ کہا جاتی ہے۔ کہا اچھا جب رونے کی آواز آئے تو مجھ کو باہر بلانا میں دیکھوں گا۔ رات آئی دربان آیا کہا دیکھو وہ درخت کے نیچے ایک عورت کھڑی رو رہی ہے۔ ایک بار زینبؑ دروازے پہ آئیں کہا کیا بات ہے دربان نے کہا بی بی دیکھئے کوئی عورت درخت کے نیچے کھڑی رو رہی ہے کہا تجھے کیسے پتہ کہ ہم میں سے کوئی رو رہا ہے تو گھبرا کے کہا بی بی اس کی آواز آپؑ کی آواز سے ملتی ہے ایک بار زینبؑ نے وہیں سے پکارا اماں اے مری ماں۔

ختم شد

❁❁❁

مجلسِ پنجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی پانچویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ولایت علیؑ کے موضوع پر گفتگو آپ کے اذہان میں محفوظ ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی نظر میں یہ کام کتنا اہم تھا اس بات پر ہم سب کو غور کرنا چاہیئے اور ہر وقت سوچنا چاہیئے کہ ولایت علیؑ عقیدہ توحید، عقیدہ نبوت، تمام فروع، تمام اصول، تمام شریعت، قرآن، تفسیر سب سے افضل کیوں ہے۔ جو کچھ اللہ نے اپنے پیغمبرؐ پر اتارا اب دس ہجری میں پیغمبرؐ وہ سب کچھ چھوڑ کر جارہے ہیں۔ اگر اسکا محافظ بنا کر نہیں جا رہے ہیں تو یہ سب چیزیں بے معنی ہیں بے کار ہیں یعنی یہ سب اصلی نہیں تھا اگر اسکا محافظ دے کر نہیں جارہا کسی بھی دنیا کے انسان نے کوئی بڑا کام کیا ہے تو مرنے سے پہلے اس چیز کو محفوظ ہاتھوں میں دینے کی کوشش کی ہے کہ کون اسے صحیح طریقے سے چلا سکے گا۔ پیغمبرؐ کیا اس معاملے میں لاوارث تھے۔ اللہ کے اختیار میں یہ نہیں تھا دین کو عوام کے حوالے کر دیا جائے پھر آگے کیسے چلے گا کون

چلائے گا اور کس طرح سمجھا جائے اس لئے ضروری تھا کہ پیغمبرؐ جو کچھ دے کے جا رہے ہیں اسکا ایک محافظ ہو اسکا ایک سر پرست ہو۔ اسکو کوئی سمجھانے والا ہو۔ بات سامنے آئی اور یہ کہہ دیا گیا کہ ہاں عوام کے سپرد کر دیا تھا۔ ٹھیک ہے اگر عوام کے سپرد کر دیا تھا آپ کیا کہتے ہیں اللہ و رسولؐ نے عوام کے سپرد کر دیا تھا لیکن خود عوام کیا کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہوا اب اگر عوام خود چلالیں تو عوام بھی ٹھیک ہیں اور رسولؐ بھی ٹھیک ہیں اور اگر وہ عوام پھر علیؑ کے پاس جاتے ہیں تو پھر صحیح نہیں ہے جو آپ نے سوچا۔ اب جائیں نا۔ آپ اب ادھر رخ نہ کریں اسلئے کہ تاریخ کو دھوکے میں رکھنا عوام کو ناکام بنا کے رکھنا اذہان کے رخوں کو موڑ دینا یہی کیا پیغمبرؐ نے تم مانو یا نہ مانو اللہ کا کچھ نہیں بگڑے گا یا نبی کا کچھ نہیں بگڑے گا نقصان تو خود تمہارا اپنا ہے اور اب تک نقصان ہو رہا ہے اور پھر یہ کہ مسلمانوں نے بعد نبیؐ کوئی فیصلہ کیا کیسے غدیر کے بعد، اسلئے کہ پیغمبرؐ جو خطبہ دے رہے تھے قسم کھا کر مورّخ یہ بتائے کہ سرکار دو عالمؐ نے مسلمانوں کو مخاطب کیا تھا۔ **ایھا الناس**! اے انسانوں پوری انسانیت کو پکار کر کہہ رہے تھے۔ ولایت علیؑ کو مانو مسلمانوں نے اسلام کو عرب میں محدود کر دیا صرف عرب کیلئے سرکارِ دو عالمؐ نہیں آئے تھے پوری کائنات کے لئے آئے تھے۔ آپ نے حکومت کو عرب کی حکومت بنا دیا۔ **ایھا الناس**! اے انسانوں پوری انسانیت کو خطبہ دے رہے تھے۔ ابراہیمؑ نے جب کعبہ بنالیا اور بن کے تیار ہو گیا سناٹے میں بنا تھا وہاں آبادی کہاں تھی۔ دور دور انسانوں کا پتہ نہیں تھا۔ تو مسلمانوں کا کیا پتہ ہوتا۔

ایک تنہائی میں وادی میں سناٹے میں ایک گھر بنا کون تھا وہاں باپ اور بیٹے نے مل کر ہی تو بنایا تھا کوئی دوسرا معمار اسمیں شریک نہیں ہے۔ باپ اور بیٹے نے بنایا تو اللہ کا گھر جب ابراہیم بنا رہے تھے تو کوئی شکوہ کرتا کہ خاندان ہی کے لوگ مل کر بنائیں گے باہر والے لوگوں کو بھی بلایئے اور لوگوں کو پتہ کیا کہ یہاں کوئی گھر بن رہا ہے۔ باپ اور بیٹے نے مل کر بنایا وراشتاً بنا ہے کعبہ باپ نے بنایا بیٹے نے بنایا ماں کا حصہ ہے خاندان والوں نے مل کر بنایا اسلئے کہا گھر یہ ہے ہمارا تم اہل بیتؑ ہو ابراہیمؑ تم، ہاجرہ تم، اسماعیلؑ تم گھر میرا گھر والے تم تم سے بنوایا تم اسمیں رہو تمہارا گھر ہے اور جب گھر بن گیا تو اللہ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا اسکی چھت پر کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر کہو آؤ حج کیلئے آؤ۔ حج بیت اللہ کیلئے آؤ۔ ابراہیمؑ نے آواز دی کہ تو کیا کہہ رہا ہے کہ میں چھت پر کھڑے ہو کر بس پکاروں؟ یہاں سننے والے کہاں ہیں کہا ابراہیمؑ تم آواز دو گے اور دیکھنا کہ کہاں کہاں سے آواز آئے گی **الھم لبیك الھم لبیك** ادھر ابراہیمؑ نے پکارا اور کائنات کے ذرّے ذرّے سے آواز آئی **الھم لبیك الھم لبیك** ابراہیمؑ نے کہا پروردگار یہ آواز کہاں سے آرہی ہے کہا تمام صلبوں میں ماں کی رحموں میں جو لوگ ہیں وہ جواب دے رہے ہیں اور جس نے آج جواب دیا ہے وہی حج کرنے آئیگا اور جس نے آج جواب نہیں دیا خاموش رہ گیا تو بس رہ گیا۔ ابراہیمؑ تمہاری آواز صلبوں میں ماؤں کے رحموں میں پہنچ گئی۔ قیامت تک جنہیں جنہیں پیدا ہونا ہے وہ سب تمہاری آواز سن چکے ہیں۔ ابراہیمؑ کی آواز باپ کے صلبوں میں

ماؤں کے رحموں میں پہنچ گئی قیامت تک جنہیں جنہیں پیدا ہونا ہے وہ سب تمہاری آواز سن چکے ہیں ابراہیمؑ کی آواز باپ کے صلبوں میں ماؤں کے رحموں میں پیدا ہونے والے سنیں تو یہ تو فخر ابراہیمؑ تھا اس نے کہا علیؑ ہیں ولی اللہ غدیر کی آواز **ایھاالناس**۔صلوٰت۔

یـا ایھاالناس! اے انسانو! سائنس دانوں نے کہا ہم بتا رہے ہیں ایسے ٹیپ ریکارڈر (اک پوری کتاب ہے) اس موضوع پر اور اس سائنس داں کا نام ہے مائیکل کہ وہ جنگلوں میں چلا جاتا ٹیپ ریکارڈر لگا تا ا سکو شوق تھا پرندوں کی آواز ٹیپ کرنے کا شوق تھا وہ اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتا۔ٹیپ ریکارڈر لگا کر شکار وغیرہ کھیلتا۔ پرندوں کی آوازیں ٹیپ ہو رہی ہوتیں گھر لا کر اطمینان سے بیٹھ کے آوازوں کو سنتا پہچاننے کی کوشش کرتا کون کون سے پرندے ہیں۔ ابھی ٹیپ اس نے رات میں لا کر لگایا تھا۔ایک بار اسمیں سے آواز آئی بیٹے میں تیری ماں بول رہی ہوں۔اسکی ماں کو مرے ہوئے عرصہ ہو چکا تھا۔ پتہ چلا کبھی کبھی فضا میں ایریا کٹس میں ایسے، وقت آتے ہیں جو اوپر کی آوازیں نیچے آتیں ہیں اور نیچے کی اوپر جاتی ہیں اور جو جو بولتا جا رہا ہے اسکی آواز فضا میں اٹھتی جا رہی ہے اسکے اوپر ایک اور تہہ ہے آواز کی اسکے اوپر ایک اور اسکے اوپر ایک اور قیامت تک جو کچھ بولا جائے گا اور آدمؑ سے اب تک جو کچھ بولا گیا ہر آواز فضا میں محفوظ ہے اب بہت دور وہ آوازیں جا چکی ہیں مگر کبھی کبھی قریب بھی آجاتی ہیں۔ فضاؤں میں وہ آوازیں اب ٹیپ میں آسکتی ہیں۔گھبراؤ نہ جس دن یہ

ٹیپ ریکارڈر فضاؤں کی آوازوں کو ریکارڈ کر لے گا اس دن رسولؐ کا خطبہ بھی ریکارڈ ہو گا۔ آ رہی ہے سائنس ابھی آ رہی ہے اور پھر خطبہ سننا پھر تو سائنس سنائے گی وہ صاحب غدیر کا بیٹا آنے والا ہے۔ وہ خطبہ سنائے گا اب سنو خطبہ یہ تھا خطبہ۔ انسانوں کو پکارا ولایت علیؑ کو صرف مسلمانوں پر پیش نہیں کیا گیا۔ یہ تو آج پیغمبرؐ نے موجودہ انسانیت پر پیش کیا ہے اور آنے والے انسانوں پر علیؑ کی حکمرانی کو پیش کیا ہے۔ ابھی تو آدمؑ آب و گل میں تھے۔ ابھی تو خلقت آدمؑ کا کوئی منصوبہ بھی نہیں تھا۔ ۲۵ ہزار برس پہلے ۵۰ ہزار برس پہلے کائنات کی خلقت سے پہلے جس چیز کو اللہ نے بنایا جس چیز کو اللہ نے خلق کیا پہلے اس پہ ولایت علیؑ کو پیش کیا۔ آج دنیا پریشان ہے کہ قدرت نے یہ کیا نظام بنا رکھا ہے کوئی زمین زرخیز سے دانہ ڈالو تو اگتا ہے کوئی زمین بنجر ہے۔ پانی بھی ڈالو تو دانہ نہیں اگتا۔ کہیں کنکر ہیں، کہیں پتھر ہیں۔ یہ کیا ہے کہ سمندر اللہ کے بنائے ہیں۔ کہیں کا پانی کھاری ہے کہیں کا نمکین ہے کہیں کا میٹھا۔ کسی دریا کا پانی میٹھا ہے، کسی دریا کا کھاری پانی ہے۔ کسی پھول میں ایسی خوشبو ہے کہ خمار آ جائے کوئی ایسی گھاس کہ توڑنے کے بعد پھر اسکی پتی کو توڑنا نہ چاہے۔ انسان پھر اس سے دور بھاگے یہ کیا ہے کہ ایک پھل اتنا میٹھا اور ایک پھل اتنا کڑوا یہ کیا ہے کوئی اتنا خوش رنگ کہ دیکھتے ہی چلے جاؤ کوئی اتنا بدرنگ کہ دیکھنے کو دل نہ چاہے یہ کیا کہ پرندے کی آواز اتنی اچھی لگے لیکن گدھے کی آواز ناگوار ہو۔ یہ کیا ہے یہ اچھا برا، اچھا برا، اچھا برا کیا ہے جس جس چیز کو خلق کرنا چاہا اس پر ولایت علیؑ کو پیش کیا جس

نے فوراً قبول کیا اسے حسین بنا دیا جس نے نہیں قبول کیا اُسے بدصورت بنا دیا۔صلوٰت۔

سفید قمریوں میں ہنس نے ، ہدہد نے سب سے پہلے قبول کیا۔ہدہد کے سر پہ تاج رکھ دیا۔قمری کے گلے میں گلوبند پہنا دیا ہے۔سفید مگر اچھی لگے پھولوں میں سب سے پہلے گلاب کے پھول نے علیؑ ولی اللہ کہا تو پھولوں کا سرتاج بنا دیا۔ دریاؤں میں فرات اور دجلہ نے سب سے پہلے علیؑ ولی اللہ کہا تو قرآن میں توریت میں انجیل میں فرات اور دجلہ کا ذکر آ گیا۔جس سمندر نے انکار کیا اسکے پانی کو کھاری بنا دیا۔جس سمندر نے اقرار کیا اسکے پانی کو میٹھا بنا دیا۔جس زمین نے اقرار کیا اسے زرخیز بنا دیا۔جس نے انکار کیا اسے بنجر بنا دیا۔سب سے پہلے جس زمین نے قبول کیا وہ زمین کربلا کی زمین تھی۔اسے گوہر دے دیئے۔بہتر گوہر دے دیئے حسینؑ جیسا ہیرا دے دیا جب نجف کی زمین نے قبول کیا تو علیؑ جیسا ہیرا دے دیا۔جب کعبہ کی زمین نے قبول کیا تو اسے اپنے گھر کیلئے منتخب کر لیا۔جب سامرہ کی زمین نے پھر کاظمین کی زمین نے جو جو زمین قبول کرتی گئی اسے عظمتیں دیتا گیا۔پہلے آسمان نے قبول کیا تو اسے لوح وقلم دے دیئے، دوسرے آسمان نے قبول کیا اسکو کرسی سے آراستہ کر دیا، چوتھے آسمان نے قبول کیا اسمیں آفتاب کو ٹانک دیا۔آخری آسمان نے قبول کیا اسمیں ستاروں کو ٹانک دیا۔ترتیب کے ساتھ جو جو ولایت علیؑ قبول کرتا گیا۔کائنات میں پیغمبروں کو پیش کیا ولایت علیؑ آدمؑ نے قبول کیا، نوحؑ نے قبول کیا، ابراہیمؑ نے قبول کیا، اسماعیلؑ

واسحاقؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و شعیبؑ و یحییٰ و زکریاؑ، جرجیسؑ و حزقیلؑ سب نے قبول کیا۔ کچھ وقفہ پلک جھپکنے کا ذرا سا تھا کہ یونسؑ نے دیر لگائی کہنے میں ذرا سا دیر کی۔ امام صادقؑ سے پوچھا گیا صرف یونسؑ کو اللہ نے ماہی کے شکم میں ڈال کر گوشت کا لوتھڑا کیوں بنا دیا۔ کہا دیر لگائی تھی علیؑ ولی اللہ کہنے میں۔ ارے پیغمبرؑ دیر کر دے تو ماہی کے شکم میں گرفتار کر دیا جائے تو پیغمبرؑ کہہ رہے ہیں تمہاری کیا حقیقت ہے۔ مسئلہ توحید کا نہیں ہے کیا ہے توحید کیا ہے رسالت اگر اس سے انکار کر دیا تو رسالت گئی اور توحید بھی گئی تو تم نے تو نقصان پہنچایا رسولؐ کو بھی اور خدا کو بھی اسلئے جو اسمیں داخل ہوا وہ اس میں آیا ہاں قلعہ ہے لیکن قلعہ تنہا نہیں ہوتا۔ اسکو قلعہ کہتے ہی اسلئے ہیں کہ اسکے چاروں طرف مضبوط پتھر کی دیواریں ہوتی ہیں اور اس قلعہ کے گرد شہر پناہ ہے شہر پناہ کی دیوار علیؑ ہیں اور جو بھی حملہ کرے گا وہ شہر پناہ پہ لڑے گا آج تک ولایت علیؑ پر لڑائی ہو رہی ہے۔ علیؑ قلعہ کے قریب کسی کو جانے نہیں دے رہے ہیں۔ علیؑ ولی اللہ۔ صلوٰت۔

مجھے خوشی ہوتی ہے جب کوئی علی ولی اللہ پر لڑتا ہے۔ ہم نے روکا ہوا ہے یہیں ہم لڑ رہے ہیں آؤ کہیں کہ نہ کہیں لڑائی یہیں ہو رہی ہے تاکہ اگر ہم نے تمہیں یہ کہنے دیا کہ نہ کہو تو تم پھر یہ کہہ کر وہاں تک پہنچو گے کہ محمد رسولؐ اللہ بھی نہ کہو۔ ہم تمہیں قلعہ کے قریب جانے کب دے رہے ہیں ہم کسی کو جانے نہیں دیں گے جتنا چاہو لڑو علی ولی اللہ پہ اسلئے کہ بدر و احد و خندق و خیبر و حنین کی لڑائی تھی ایک لڑائی علیؑ لڑ رہے ہیں بغیر ذوالفقار کے اور اسمیں بھی علیؑ فاتح فاتح نہ

ہوتے تو اذان سے علیؑ ولی اللہ نکل چکا ہوتا اب کرتے رہو بحث اذان میں کہیں
کہ نہ کہیں تو یہیں تو رکے ہوئے ہو جب یہاں سے آگے بڑھو گے تب پہنچو گے
نا محمدؐ رسول اللہ تک پہنچ ہی نہیں سکتے اسلیئے کہ لڑائی تو علیؑ ولی اللہ پر ہو رہی ہے۔ کیا
حصار بنایا ہے قدرت نے ،کوئی پریشانی کی بات نہیں معنی سمجھو کلمہ کے معنی جانو
کلمہ تو کہتے ہی اسے ہیں کہ جب تک تین ٹکڑے نہ ہو کلمہ نہیں ہے عربی میں تو
کلمہ اسی کو کہتے ہیں ایک دوسری شرط لگا دی کلمہ وہ ہے کہ تینوں ٹکڑوں میں ایک
بات مستند ہو کلمہ کو کیسے بنائیں گے آپ **لاالٰہ الاّاللہ، محمد رسول اللہ،
علی ولی اللہ** شرط کیا ہے ٹکڑوں کی کہ تینوں ٹکڑوں میں مشترک ہے اللہ ولی
محمدؐ ولی علیؑ ولی اب تینوں مشترک ہو گئیں چیزیں ولایت سے کلمہ توحید سے نہیں
ہے کلمہ رسالت سے نہیں ہے کلمہ ولایت سے ہے ولایت خدا ولایت محمدؐ ولایت
علیؑ اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی ۔ عقل شریف میں نہیں آتی اللہ کہہ رہا ہے میں
ولی محمدؐ ولی علیؑ ولی ایک نام تینوں کیلیئے کیا مطلب ۔ میں ہوں خدا میں حاکم ،محمدؐ
حاکم ،علیؑ حاکم میری حکومت محمدؐ کی حکومت ،علیؑ کی حکومت اسمیں کیا بات ہو گئی
اسمیں کیا پریشانی ہو گئی اور رہ گیا یہ کس حکومت کی بات کرتے ہیں آپ؟ تو آپ
کس حکومت کی بات کرتے ہیں ہمارے سمجھ میں آپکی حکومت نہیں آتی آپکی سمجھ
میں ہماری حکومت نہیں آتی ۔ سمجھاتے رہیں گے قیامت تک سمجھاتے رہیں گے
آپ بھی سمجھایئے ہم بھی سمجھائیں کسی ایک نکتہ پر رک جایئے کون سی حکومت
عرب کی ،شام کی ،نہیں یہ تو قرآن نہیں کہہ رہا ہے حدیں کھینچ دیجیئے کہاں ایران

تک مصر تک اسپین تک کہاں تک جہاں تک بھی لے جایئے کیا ملک سلیمانؑ سے بڑی ہو جائیگی اسلامی حکومت؟ تو اسلامی ملک کو ذرا سلیمانؑ سے بڑا کر کے دکھایئے تو جانوں تو جب آپ سلیمانؑ سے بڑا ملک نہیں کر سکتے تو پھر پیغمبرؐ کی حکومت چھوٹی ہو گئی حضرت سلیمانؑ کی بڑی ہو گئی۔ تو پھر فخر سلیمانؑ کیسے ہیں۔ ایسی حکومت کا ذکر قرآن میں خدا کر رہا ہے کہ ہم نے ملک عظیم دیا۔ جو سلیمانؑ سے بڑا ملک ہے اور اس ملک کے مالک ہیں علیؑ۔ آپ علیؑ کو محدود رکھنا چاہتے تھے۔ زمین کے خطوں میں پوری کائنات الحمدللہ رب العالمین۔ عالمین کا مالک ہے سائنس دانوں نے کہا اس پورے نظام شمسی عالمین کو چھوڑ دیجئے۔ ہمارا نظام شمسی جسے ہم دیکھتے ہیں ہمارا سورج ہمارے نظام شمسی کا حاکم سورج ہے۔ اور اسکا وزیر چاند ہے اور اسکے مشیر اور صحابی وغیرہ ستارے ہیں۔ تو یہ ولی ہمارا نظام شمسی ہے۔ یہ پوری کائنات میں زیرو پاور بلب ہے ہمارا نظام شمسی اور سائنس دانوں نے کہا کہ جیسے کاغذ پر قلم سے ایک نقطہ بنا دیا جائے تو ہماری زمین کی حیثیت پوری کائنات میں یہ ہے ایک چھوٹا سا ڈاٹ ہے یہ زمین اور زمین میں عرب محلہ میں بھی ایک آدمی بیٹھا ہے چھوٹا سا۔ نہیں۔ یہ جتنا بڑا تمہارا نظام شمسی ہے ایسے اللہ نے ۴۳ کروڑ نظام شمسی بنائے ہیں اور ہر نظام شمسی میں ایک ایک جگہ پر کئی سو کہکشائیں ہیں اور ہر کہکشاں میں کئی لاکھ ستارے ہیں اور ہر ستارہ ہمارے سورج سے بڑا ہے علیؑ ہر جگہ کا حاکم ہے۔ صلوٰت۔

ہمارے سمجھ میں یہ نقطہ کے برابر آپکی حکومت نہیں آتی تو آپکی سمجھ میں

ہماری حکومت نہیں آتی۔ آپ کائنات سمیٹیں تو علیؑ میں سمائے اور علیؑ ب کا نقطہ ہے۔ نقطہ ہی سے تو علیؑ سمجھا رہے ہیں۔ اتنا سا نقطہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ تو کائنات کیا سمجھ میں آئیگی یہ نقطوں ہی کی باتیں تو سائنس لے اُڑا اور کمپیوٹر بنا کے بیٹھ گیا۔ سائنس داں نے تو کمپیوٹر بنالیا۔ آپ تو اس چھوٹی سی حکومت کا ایک ونڈو (window) بھی نہیں بنا پائے۔ کہا تھا کہ ایک ونڈو (window) رہ جائے اگر علیؑ کا دروازہ ہے ارے ونڈو اب بناؤ۔ پیغمبرؐ دیکھ رہے تھے پوری کائنات کو ہم نے عالمین پہ آپ کو رحمت بنایا تو جہاں جہاں ہمارے عالمین وہاں وہاں آپؐ رحمت اور جہاں جہاں آپؐ اولیٰ وہاں وہاں علیؑ مولا علیؑ تلوار نکال لیتے تو کیا علیؑ کے نظام شمسی پر کوئی قبضہ ہو گیا تھا؟ علیؑ کے سات آسمانوں پر کوئی قبضہ ہو گیا تھا؟ علیؑ جو رزق بانٹ رہے تھے کیا رزق کے اس اسٹور پر قبضہ ہو گیا تھا؟ کس بات پہ علیؑ لڑتے علیؑ کے جتنے خادم وزراء رعایا جبرئیلؑ، میکائیلؑ جتنے خادم تھے وہ سب کام کر رہے تھے۔ علیؑ کا نظام جاری تھا۔ موت و حیات پر علیؑ کا حکم چل رہا ہے۔ چل رہا تھا۔ علیؑ کس بات پہ لڑتے کیا چیز چھنی تھی؟ کیا چھن گیا تھا اور تھا کیا رسولؐ نے چھوڑا کیا تھا؟ جو چھوڑا تھا پہلے ہی کہہ دیا تھا علیؑ قبضہ کر لو اس پہ علیؑ کا قبضہ تھا علیؑ کو اطمینان تھا اور باغ علیؑ کے نام تھوڑی لکھا تھا۔ وہ تو ایک مظلومہ بیٹی کا تھا۔ نبیؐ کو معلوم تھا میں مر جاؤں گا بیٹی ہو جائیگی یتیم قرآن نے پکار پکار کے کہہ دیا تھا کبھی یتیم کا مال نہ کھانا سن لو جو یتیم کا مال کھاتا ہے ہمیشہ گردش میں رہتا ہے۔ گردشیں دیکھ رہے ہو۔ یہ مسئلہ علیؑ کا نہیں تھا اگر علیؑ ایک باغ کیلئے لڑ لیتے جو بیوی

کا حق تھا وہ باغ بیوی کا لے لیتے تو تاریخ لکھتی کہ جیسے رسولؐ نے خدیجہؑ کا مال کھایا علیؑ نے ساری زندگی اپنی بیوی سیدہؑ کا مال کھایا۔ کہا جائے تو جائے اور جب چار سال کے لئے سکھانے آئے تو مڑ کے بھی اسکی طرف نہیں دیکھا لوگوں نے پیش کیں باتیں اب تو آپؑ حکمراں ہیں لے لیجئے نا کہا مرنے والی پیغمبرؐ کی بیٹی کو مظلوم نہ رہنے دوں اور لے کر ظالم کو مظلوم بنا دوں کہ علیؑ نے چھینا۔ فیصلہ چھوڑ دیا علیؑ نے اگر اس وقت علیؑ لے لیتے تو آج ہماری مجلسوں کا موضوع کیسے ہوتا تم اللہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تم اللہ کے حبیبؐ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ تمہارے فائدہ کی بات ہے تمہیں صحیح قرآن مل جاتا تم ٹکڑوں میں نہ بٹ جاتے سارے انسان تم سے سیکھتے تم نے کیا نقصان سارے انسانوں کا اسلئے کہ سارے انسان اسلام کو مان رہے تھے۔ اب سارے انسان یہ کہنے لگے جب خود ہی بہتر پیوند آپ میں، چھلنی کے سوراخ تو آپ میں ہیں بہتر سوراخ تو آپ میں ہیں اب ہم کاہے کیلئے اس کو مانیں تم نے پوری انسانیت کا نقصان کیا۔ ولایت علیؑ کو نہ مان کے آج بھی سارے مسلمان ولایت علیؑ پر متفق ہو جائیں پوری دنیا مسلمان ہو جائیگی اسلئے کہ وہ گھبراتا یوں ہے کلمہ پڑھنے سے کہ جب وہ آیا تو بہتر لوگ راستہ روکے کھڑے ہیں ہماری طرف اب وہ گھبرایا کہاں جاؤں؟ کیا کروں؟ کہاں جاؤں کیا کروں؟ مجھے تو پتہ تھا کہ اسلام ہے۔ اسلام کس کی مسجد میں جاؤں؟ کون سے مدرسے میں جاؤں؟ کون سا کلمہ پڑھوں؟ کون سی کتابیں پڑھوں؟ کاہے کیلئے آئے گھبراہٹ؟ کیوں آئے عیسائی ہے

ایک ہے ایک پیغمبرؑ ہیں حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ بات ختم ہے یہاں آؤ یہ بھی ہیں وہ بھی ہیں پریشان یہودی پریشان ہندو پریشان کافر پریشان ہندو کہتا ہے کہ اتنے تو دیوی دیوتا ہمارے نہیں ہیں جتنے تمہارے فرقے ہیں کریں تو کیا کریں۔ دروازے بند کردیئے راستے روک دیئے تبلیغ کا راستہ روک دیا اب جب غیروں میں تبلیغ نہیں تو آپس ہی میں کرلو۔ **یا ایھاالرسول بلغ** آپس میں کرلو بلغ کہہ کے ولایت علیؑ کی تبلیغ ہو جائے سب کررہے ہیں تو ہم بھی کررہے ہیں اور اس لئے نہیں کررہے ہیں کہ مانو سمجھا رہے ہیں کہ اس کے فوائد کیا ہیں نہ ماننے کے نقصانات کیا ہیں اگر مان لیا ہوتا تو یہ ساری سائنسی ایجادیں مسلمان کررہے ہوتے۔ علیؑ کو اطمینان ہوتا۔ سب بتا رہے ہوتے یہ یوں بنالو یہ یوں بنالو یہ یوں کرلو یہ یوں کرلو گئے اور جا کے کہیں بتا آئے انھوں نے قبول کیا۔ کبھی یہاں ہوتے کبھی وہاں کبھی وہاں اور وہ یہ جانتے ہی نہیں کہ علیؑ دشمنی کیا چیز ہوتی ہے ان میں علیؑ دشمن نہیں ہوتا جہاں پہ یہ آپ کا نظام شمسی ہے اسکے جواب میں کروڑوں نوری سال میں اس طرف کائنات میں بالکل اسی طرح کا ایک اور آباد ہے نظام ہے وہاں بھی ایک زمین جیسا گولہ وہ اسکا جواب ہے اللہ نے ہر چیز کا جواب بنایا تو اس دنیا کا ایک جواب اس طرف ہے جیسے دو قطب ستارے ہیں آمنے سامنے ایک اِدھر کا قطب ہے ایک اُدھر کا ایک جنوبی ایک شمالی اِدھر والے قطب میں ایک دنیا ہے اور وہ اسکی ٹکر کی دنیا ہے یہاں دشمنی علیؑ کی باتیں ہوتی ہیں وہاں رات و دن دوستی علیؑ کی باتیں ہوتی ہیں۔ اب پہنچیں گے کبھی سائنس داں ابھی تو

بنجر زمینوں میں مریخ میں سوچ رہے ہیں پانی ہے نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے سواری گذر رہی تھی۔ تو میں ایسی زمینوں سے گذرا جو زمرد جیسی زمینیں تھیں اور وہاں میں نے آبادیاں دیکھیں جو مجھے سلام کرتے جا رہے تھے میں نے سنہری زمینیں دیکھیں تو معراج میں وہ سارا علیؑ کا پورا نظام دیکھ کے آئے تھے۔ چیکنگ (checking) کرنے گئے تھے کہاں کہاں ولایت علیؑ ہے دیکھ کے آ گئے پھر جب غدیر کا خطبہ دے رہے تھے تو کیا تصور میں صرف مکہ مدینہ تھا نہیں پوری معراج تصور میں تھی اور وہ سب سن رہے تھے خطبۂ غدیر۔ اور ان کو دیکھ کر پیغمبرؐ کہہ رہے تھے وہ تو مان رہے ہیں تم نے نہ مانا تو کیا تم اپنا نقصان کرو گے وہ فائدے میں رہیں گے اب تک پیغمبرؐ پکار رہا ہے اور اسکے بعد پیغمبرؐ نے خطبہ پڑھتے پڑھتے جب اس منزل پر آ کر کہا۔ **ایھا الناس!** عنقریب میرے بعد ایسے رہنما پیدا ہونگے جو جہنم کی دعوت دیں گے اور روز قیامت کوئی ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ سورۂ فرقان میں پڑھ لو وہ اپنی انگلیوں کو دانتوں سے کاٹیں گے اور ایک دوسرے سے کہے گا کاش میں اسکے کہنے پہ نہ چلا ہوتا تو وہ کہے گا بس اپنی اپنی مصیبت دیکھو تم کیوں بیٹھتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے سے بیزاری کریں گے۔ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اللہ اور میں ان دونوں سے بری اور بیزار ہیں۔ **یا ایھا الناس!** یہ لوگ اور انکے تابعین اور انصار سب جہنم کے پست ترین درجہ میں ہونگے اور یہ متکبر لوگوں کا بدترین ٹھکانہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ خطبہ ہے نا آپ کے پاس (اسی لئے تو بٹوایا ہے ساتواں صفحہ دیکھئے خطبوں کے ٹکڑوں کی شرح ہوتی رہے

گی) آگاہ ہو جاؤ کہ یہ لوگ اصحاب صحیفہ ہیں۔ لہٰذا ان کے صحیفے پر تمہیں نگاہ رکھنا چاہیئے۔ لوگوں کی قلیل جماعت کے علاوہ سب صحیفے کی بات بھول چکے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں امامت کو امانت اور قیامت تک کیلئے اپنی اولاد میں وراثت قرار دے کے جا رہا ہوں۔ ہاں میں وراثت بنا کے جا رہا ہوں۔ صحیفہ لکھا گیا نوشتہ لکھا گیا۔ قیام تھا رسولؐ کا مکّہ میں ۲۶ ذیقعدہ کو پہنچے تھے۔ واقعہ ۱۸/ذی الحجہ کا ہے جحفہ کے مقام پر غدیر خم کے مقام پر پیغام آچکا تھا۔ مدینہ میں بار بار کہہ چکے تھے۔ سب کو یاد تھا۔ دعوت ذوالعشیرہ میں کہا تھا۔ دعوت ذوالعشیرہ ہے ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔ اسلئے کہ وعدہ ہوا تھا پیغمبرؐ نے کھل کر ایک بات کہی تھی۔ آج جو میری مدد کا وعدہ کرے گا میں اکیلا ہوں تنہا ہوں کام شروع ہو رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کوئی میری مدد کرنے کا وعدہ کرے سب کو آواز دی تھی سب کو پکارا تھا۔ تم میں کون میری مدد کا وعدہ کرتا ہے؟ وہ ایک لڑکا اٹھا بارہ برس کا۔ میں یا رسولؐ اللہ میں بھائی کہتے تھے بھائی۔ چالیس برس تک پیغمبرؐ رشتوں میں ہی پکارے گئے۔ جتنی چچازاد بہنیں ہیں وہ بھائی کہتی ہیں۔ جتنے چچازاد بھائی ہیں وہ بھائی کہتے ہیں۔ چچا بیٹا کہتے ہیں۔ واہ رے رسولؐ کا خاندان ادھر محمدؐ نے کہا میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ کیا چچا کیا پھوپھیاں کیا بہنیں کیا بھائی۔ سب نے پکار کے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ بھی بھائی کہتے تھے۔ وہ بڑا بھائی جو بھائی کو کھلائے بیٹے کی طرح وہ بڑا بھائی باپ بھی ہوتا ہے اور بھائی بھی ہوتا ہے۔ لیکن آج جیسے ہی کہا میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اسی بارہ برس کے لڑکے نے کہا یا رسولؐ اللہ میں آپؐ

کی مدد کا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ کلمہ سب سے پہلے علیؑ کی زبان سے ادا ہوا یا رسولؐ اللہ پوری دنیا محمدؐ رسولؐ اللہ جو کہہ رہی ہے سنت علیؑ پر عمل کر رہی ہے۔ محمد رسولؐ اللہ کہنا سنت علیؑ ہے سنت نبوی نہیں ہے سنت نبویؐ کیا ہے لا الٰہ اللہ کہنا جو لا الٰہ کہہ رہا ہے سنت نبویؐ پر عمل کر رہا ہے علیؑ نے کہا محمد رسولؐ اللہ اب جو محمد رسولؐ اللہ کہے گا وہ سنت علیؑ پر عمل کر رہا ہے۔ غدیر میں محمدؐ نے کہا علی ولی اللہ یہ ہے سنت محمدؐ۔ صلوٰت

تمام مسلمان سنت علیؑ پر عمل کر رہے ہیں۔ سنت رسولؐ پر عمل نہیں کر رہے ہیں۔ آپ نے دیکھا علیؑ اپنے آپ کو کیسے منوا لیتے ہیں۔ اب جو مسلمان سنت علیؑ پہ عمل کرے اور سنت محمدؐ پر عمل نہ کرے تو محمدؐ سے علیؑ کو بڑھا رہے ہیں کہ نہیں بڑھا رہے ہیں علیؑ آگے ہو گئے علیؑ کا کہا سب مان رہے ہیں۔

کہا جو میری مدد کرے گا وہ میرا خلیفہ ہو گا وہ میرا جانشین ہو گا۔ وہ میرا وصی ہو گا۔ وہ میرا وزیر ہو گا۔ اتنے بہت سے لفظ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس طرح تمہارے عقل شریف میں آجائے آج ہی بتا دوں کہ میں علیؑ کو کیا کیا بناؤں گا آسان نہیں تھا۔ مدد کرنا اسی لیئے تو اتنی بہت سی آفر کر دی یہ بھی دوں گا یہ بھی دوں گا کسی نے بھی نہ چاہا اس لئے کہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا وصی کیا ہوتا۔ وزیر کیا ہوتا ہے۔ خلیفہ کیا ہوتا ہے۔ وارث کیا ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہے محمدؐ کے پاس کیا ہے۔ چچا پال رہا ہے۔ چچا کا دسترخوان پر کھا رہے ہیں تو دیں گے کہاں سے یہ وزارتیں کہاں سے بانٹ رہے ہیں۔ پہلا دن ہے۔ ۱۲ برس کا بچہ یہ کیسے سمجھ گیا کہ اسکے پیچھے کیا کیا ہے۔ اسلئے سمجھ گیا کہ رسالتؐ کا حصہ ہے وہیں سے طے

کر کے بھیجا تھا یہ کہے گا یہ تم کہنا یہ تو شاید علی نے پوچھا ہو کہ اس وقت تو میں ۱۲
برس کا ہوں گا تو اللہ نے کہا ہوگا میرے یہاں عمر کی قید نہیں ہے تو علیؑ نے کہا ہوگا
کیوں تیرے یہاں عمروں کی قید کیوں نہیں ہے تو اللہ نے کہا ہوگا آدمؑ کو جیسے ہی
پیدا کیا ویسے خلیفہ بنا دیا تم تو ۱۲ برس کے ہو وزیر بھی ہیں ہم تو ادھر پیدا کرتے
ہیں نبی بنا دیتے ہیں۔ عیسیٰؑ خود ہی بول پڑے مریمؑ کی گود میں بول پڑے میں اللہ
کا رسولؐ ہوں تو جب ایک دن کا بچہ بول سکتا ہے تو تم تو ۱۲ برس کے ہو تو جب
عیسیٰؑ بچپن میں بول سکتے ہیں اور آدمؑ ابھی چلے نہیں پیروں سے اور نبی بن سکتے
ہیں تو یہ کیا بحث ہے کہ بچوں میں فلاں ایمان لایا اور جوانوں میں فلاں اور
بوڑھوں میں فلاں یہ کیا بات ہے یہ بچہ اور بوڑھا کیا ہوتا ہے۔ بس اللہ کی مرضی تم
بولو قبول ہے سب کچھ، تو علیؑ کھڑے ہو گئے تو گبن نے رومن امپائر کا مصنف اور
دیگر لکھنے والے انگریزوں نے خوب ہائی لائٹ (highlight) کیا۔ کہا دعوت
ذوالعشیرہ پہلا دن اہم تھا وہ جس دن محمدؐ کا کوئی مددگار نہیں تھا اور محمدؐ پکار رہے تھے
کون میری مدد کرے گا اور ایک لڑکا اُٹھا اور اس نے کہا میں مدد کروں گا تو انگریز
کہتے ہیں پیکٹ (pact) تھا پیکٹ (pact) ایک چالیس برس کا ایک ۱۲ برس کا
اُدھر سے آفر (offer) تھی اِدھر سے قبول کیا گیا۔ شرطیں دونوں طرف سے
برابر تھیں انہوں نے کہا جو مدد کرے گا تو یہ دوں گا یہ دوں گا اس نے کہا میں مدد
کروں گا تو اب جو (offers) ہیں وہ اسکے لئے ہیں گبن نے کہا یہ بتاؤ اب
میں ہسٹری (history) لکھتا ہوں اسلام کی۔ علیؑ نے ۱۲ برس کی عمر میں جو وعدہ

کیا وہ وعدہ پورا کیا یا نہیں۔ اس نے لکھنا شروع کیا اس نے کہا بارہ برس کی عمر میں علیؑ نے وعدہ کیا تھا میں آپؐ کی مدد کروں گا آپؐ کہیئے لا الہ آپؐ گلیوں چلئے میں بچوں کو ماروں گا پتھروں سے بچاؤں گا، شبِ ہجرت میں بستر پر سو جاؤں گا آپؐ چلے جایئے گا، بدر میں میں آؤں گا، احد میں میں آؤں گا اور خندق میں میں آؤں گا۔ علیؑ نے وعدہ پورا کیا اس نے سوال کیا اب بتاؤ محمدؐ نے جو وعدہ کیا تھا پورا کیا یا نہیں۔ صلوٰت۔

اب آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے علیؑ نے تو اپنا وعدہ پورا کیا اس نے تو کہیں کوتاہی کی نہیں یہ تو کوئی لکھ نہیں سکتا یہی لکھ دو احد سے چلے گئے، خندق سے چلے گئے لکھ دو۔ خیبر سے چلے گئے تھے جانے والوں کا حال الگ فتح کرنے والے کا حال الگ، گواہیاں اوراق کے لفظ لفظ گواہ کہ علیؑ نے مدد میں کوئی کمی نہیں کی۔ اب بتایئے آپ کا ارادہ کیا ہے گبّن پوچھ رہا ہے اگر محمدؐ وعدہ کو نبھائے بغیر چلے گئے تو کیا ہوگا۔ نہیں سمجھے اللہ نے کہا وعدہ آپ نے یہ کیا ہوا ہے اگر آپ نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا تو رسالت چھن جائے گی یہ کیوں کہا اللہ نے کہ رسالت چھین لوں گا اسلیئے کہا کہ وہ وعدہ تمہارا نہیں تھا تم تو بولتے ہی نہیں بغیر وحی کے وہ وعدہ ہمارا تھا۔ صلوٰت۔

پیغمبرؐ نے کہا جبرئیل امینؑ جا کے اللہ سے کہہ دو ہمیں اس اعلان سے معذور رکھا جائے۔ اللہ اور نبیؐ میں اگر کوئی پرائیویٹ (private) بات ہو تو کیا ضروری ہے کہ پبلک کو بھی معلوم ہو جائے۔ اگر وہ کہہ رہا تھا نبیؐ سے پہنچا دیجئے

اور نبیؐ جبرئیلؑ سے کہہ رہے تھے جا کے کہہ دو مجھے معذور رکھا جائے میں پہنچا نہیں
سکتا تو یہ بات عوام سے بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ نبیؐ نے کیوں بتایا اسلئے بتایا
کہ یہ باتیں ہو رہی تھیں اتنا اہم مسئلہ تھا لیکن میں نے انکار اسلئے کیا کہ ان
منافقین کی وجہ سے۔ بتایا کہ تمہاری وجہ سے یہ باتیں ہوئیں ہیں اتنا خطرہ تھا کہ
آپؐ نے معذرت چاہی کہ میں یہ سب نہیں کر سکتا۔ میں یہ اعلان نہیں کر سکتا کے
علیؑ کو اپنے بعد حاکم بنا رہا ہوں یہ کام موقوف کر دیا جائے۔ نہیں ہم چاہتے ہیں
اعلان ہو اور پھر آیت میں کہا گیا ہم آپؐ کو انکے شر سے محفوظ رکھیں گے۔ اچھا
اب سمجھ میں آئی بات پیغمبرؐ اس بات کو آیت بنا کے قرآن میں رکھوانا چاہتے تھے۔
پھر وہیں سے چلئے جہاں سے بات شروع ہوئی تھی۔ دعوت ذوالعشیرہ میں اعلان
کیا یہ ہے میرا خلیفہ۔ عمرو ابن عبدود آیا سامنے کہا اسے جو آج قتل کرے گا وہ ہے
میرا خلیفہ۔ علم دیا عمامہ اپنا پہنا دیا۔ علیؑ نے انگوٹھی دے دی زکوٰۃ میں۔ جشن ہوا
حسّانؔ نے قصیدہ پڑھا آیۂ ولایت نازل ہوئی۔ رسولؐ نے اعلان کیا علیؑ میرے
بعد خلیفہ میرے بعد حاکم مباہلہ میں اعلان ہوا فتح مکہ پر اعلان ہوا۔ سورۂ برأت
سنایا اعلان ہوا سب کو معلوم ہے کہ خلیفہ جانشین، وارث علیؑ ہیں ایک ایک آدمی
جانتا ہے مدینے سے چلتے وقت کیا کہا کہ میرا آخری سال ہے۔ جبرئیلؑ نے ہر
بار مجھے ایک بار قرآن سنایا اس بار مجھے دو بار قرآن سنایا۔ یہ میرا آخری سال ہے
سب کو پتہ چل گیا جا رہے ہیں ابھی تک اطمینان تھا زندہ ہیں علیؑ ہیں خلیفہ ہیں۔
۱۰ ہجری اب وہاں کہا کہ اب ہم جا رہے ہیں پتہ چل گیا کہ اب تو علیؑ بنیں گے تو

جب سے کہہ رہے تھے علیؑ ہیں تب سے کچھ پلان تھا یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ایک پارٹی مضبوط ہوتی ہے کیا حزب اختلاف نہیں ہوتا اسمیں لڑائی کی کیا بات ہے نبیؐ اپنا کام کررہے تھے۔حزب اختلاف اپنا کام کررہی تھی۔اب یہ دوسری بات ہے کہ اپوزیشن جو کچھ کرتی رہتی ہے حکمراں پارٹی کو پتہ چلتا رہتا ہے۔پیغمبرؐ کو پتہ ہے۔اپوزیشن پارٹی اپنا کام کررہی ہے بھئی۔ہاں تو صدارت کیسے ملے گی بھئی دیکھو یہ سب طے کرلو کہ صدر کون ہوگا لیکن اب یہ ہے کہ وزیر کا معاملہ اب یہ دونوں چیزیں طے ہو جائیں تو پھر منسٹری پھر گورنریاں پھر ووٹ اچھا اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ۱۰ ہجری ہے آخری سال ہے وہ جا رہے ہیں تو پھر اب اس تمام گفتگو کو تحریر میں لاؤ انھوں نے کہا ٹھیک ہے تحریر میں لایا جائے تو اب کہاں بیٹھیں بھئی دیکھو وہاں بیٹھیں گے تو وہ کوئی نہ کوئی جاسوس اور یہ اتنے چالاک جاسوس ہیں کہ نماز بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ کہاں کون ہے جاسوس ارے یہی سلمان فارسیؓ یہ مقدادؓ نے عاجز کیا ہوا ہے یہ عمارؓ نے عاجز کیا ہوا ہے یہ ابوذرؓ نے عاجز کیا ہوا ہے یہ حذیفہؓ نے ناک میں دم کیا ہوا ہے جہاں جاؤ یہ پیچھے جہاں جاؤ یہ پیچھے ایسی جگہ بیٹھو جہاں یہ شک ہی نہ ہو کہ یہ کام ہوسکتا ہے۔کہاں بیٹھیں خانۂ کعبہ کے اندر عبادت میں۔اچھا اچھا عبادت کررہے ہیں کعبہ میں۔نوشتہ لکھو، صحیفہ لکھو، لکھ کے ایک نقل رہے انکے پاس اور ایک نقل یہیں دفن کردو اس لیے کہ اسمیں وصیت بھی تو ہے آگے تک کیا کرنا ہے وہ تحریر وہاں گاڑ دی۔نبیؐ کے پاس آئے نبیؐ نے کہا کہاں تھے۔کہا اللہ کے گھر میں کہا جبرئیلؑ نے

خبر دی ہے تم نے صحیفہ لکھا ہے۔ جبرئیلؑ نے خبر دی ہے تم نے وہاں کعبہ میں گاڑا ہے اور ایک نقل فلاں کے پاس ہے۔ لیکن سن لو پانچ آدمی کے اس پر دستخط ہیں لیکن پانچ میں سے پانچوں کو نہیں ملے گی۔ دو ہی کو مل پائے گی تین مر جائیں گے۔ بس اب میں تمہیں بتا دوں کہ صحیفہ لکھا گیا ہے۔ لیکن اکثریت بھول چکی صحیفہ والی بات لیکن اقلیت میں کچھ لوگ ہیں جنہیں صحیفہ کا راز معلوم ہے۔ پیغمبرؐ آج خطبہ سنا رہے ہیں۔ صرف اقلیت کو معلوم ہے کہ صحیفہ کیا ہے۔ دو ہزار کتابوں میں یہ خطبہ موجود ہے۔ پوچھو اس خطبہ سے صحیفہ کیا چیز ہے کیا ہے وہ کعبہ کا نوشتہ؟ اسلئے پیغمبرؐ نے جبرئیلؑ سے کہا اب میں نہیں کروں گا اعلان علیؑ کی خلافت کا اللہ سے کہو معذرت۔ کیونکہ ان کا ہے پلان کچھ اور یہ ماننے ہی کو تیار نہیں پیغمبرؐ یہ کہہ رہے تھے ہم اعلان تو کریں گے یہ مانیں گے نہیں اللہ نے کہا ہم آپؐ سے یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ آپؐ منوایئے بس اعلان کر دیجئے۔ پیغمبرؐ نے کہا اچھا یہ بات ہے تو پھر اعلان کیا اللہ کا نقصان نہیں ہے۔ اب تم جو جی چاہے کرلو اور کل انشاء اللہ منظر نامہ غدیر کا پیش کروں گا تقریر میں۔ آج کی حد تک کہ جس وقت پیغمبرؐ پالانِ شتر کے منبر پر آئے کہتے یہ ہیں کہ یہ عالم تھا پیغمبرؐ کا کہ جس وقت فضائل پڑھ رہے تھے علیؑ کے تو پیغمبرؐ پہ ایک ایسی کیفیت طاری تھی کہ جو ولایت علیؑ میں ہر علیؑ کے چاہنے والے پر طاری ہو جاتی ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ یہ کیسی دیوانگی ہے۔ علیؑ علیؑ کے نعرے لگاتے ہیں یہ علیؑ علیؑ کہتے ہیں یہ سلام کے جواب میں بھی علیؑ علیؑ کہتے ہیں دیوانے لوگ ہیں یہ جنونی لوگ ہیں ہے نا آپ یہ الزام یہ آپ پہ الزام

نہیں ہے۔سلمان فارسیؒ اور علیؑ میں گفتگو ہو رہی ہے ابھی ابھی پیغمبرؐ کو دفن کر کے آئے ہیں کہا کیا ہوا سلمانؓ کہا یہ ہوا کہا میں تم سے یہ پوچھ رہا ہوں سب سے پہلے کون آیا سلمانؓ نے کچھ نام لئے کہا نہ یہ جو چار نام تم لے رہے ہو یہ نہیں سب سے پہلے منبر کے پاس کون آیا سلمانؓ نے یاد کیا کہا یا علیؑ مسجد کے دروازے سے ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے اونچے کپڑے پہنے، پیشانی پہ سجدے کا نشان گھٹا نکلا ہوا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا اسکے آگے پیچھے کچھ لوگ اور وہ آیا منبر کے پاس اور اس نے کہا شکر ہے پروردگار کا کہ ہم نے آپ کو اس منبر پر دیکھ لیا اور اب دنیا فلاح پا جائے گی اور یہ کہہ کے وہ باہر گیا کچھ لوگ اور اس کے ساتھ ہو گئے پھر ہنسی مذاق ہونے لگا اور بڑے میاں ہنسنے کودنے لگے اور اسکے بعد بڑے میاں نے سب کی طرف مڑ کے کہا اسکے پہلے بھی میں قوموں میں موسیٰؑ کے بعد عیسیٰؑ کے بعد یحییٰؑ کے بعد سارے کام کرا چکا۔سب کو ہر نبی کی قوم کو پھروا دیا نبی سے مگر اب کی صرف پھروایا نہیں ہے کفر بانٹ کے جا رہا ہوں۔علیؑ نے کہا سلمانؓ یہ کہا تھا میرے پیغمبرؐ نے یہی میں تم سے پوچھنا چاہ رہا تھا مجھے رسولؐ اللہ بتا گئے تھے لیکن سلمان کچھ یاد کرو اس کے پہلے بھی اس کو کہیں دیکھا یا علیؑ دیکھا آپؑ نے اچھا یاد دلایا اب یاد کرو کہاں دیکھا کہا یا علیؑ یاد آیا جب پیغمبرؐ نے آپؑ کو اپنے ہاتھ پہ بلند کیا تو میرے پیغمبرؐ پر ولایت علیؑ کا ایک سماں تھا ایسے میں یہ بوڑھا کہہ رہا تھا ارے دیکھو محمدؐ کو جنون ہو گیا یہ علیؑ کی محبت میں دیوانہ ہو گیا۔اپنے ساتھیوں سے مڑ مڑ کے کہہ رہا تھا ذرا انکی آنکھیں تو دیکھو کیسے آنکھیں گھما رہا

ہے۔ یہ تو علیؑ کا جنون تھا۔ ہے یہی الزام محمدؐ پہ لگا تھا یہی الزام تو تم پر لگایا جا رہا ہے۔ صلوٰت۔

کہا سلمانؓ تمہیں پتہ ہے پھر کیا ہوا جب کہا پیغمبرؐ نے **من کنتُ مولاہُ فھٰذا علی مولاہ** تو اسکی چیخ نکل گئی اور یہ کہتا ہوا مجمع سے نکلا آج کے بعد میں انسانوں کو بہکا نہ سکوں گا۔ میں یہ فرمان جاری نہیں ہونے دوں گا میں مدینہ جا رہا ہوں۔ اللہ نے کہا تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اک بار آواز دی آدمؑ کو سجدہ کرو اس نے کہا نہیں کروں گا کیوں نہیں کیا اسکو مٹی سے بنایا مجھے آگ سے بنایا ہے میں افضل ہوں نکل جا مردود ابلیس دو نام رکھے اللہ نے اصل نام ہے حارث، اللہ نے نام رکھا ابلیس، ابلیس کے معنی مایوس ہو جانا، کس چیز سے مایوس ہو جانا، بخشش سے مایوس ہو گیا، جنت سے مایوس ہو گیا، اسے کہتے ہیں مایوسیٔ گناہ کہ ہم بخشے نہیں جائیں گے تو آپ شیطان بن گئے۔ مردود نکل جا یہاں سے اور ایک بار کہا اچھا نکال رہا ہے اپنی بزم سے نکال رہا ہے یاد رکھو جب کوئی کسی محفل سے نکالا جاتا ہے تو غصہ میں یہ کہتا ہوا جاتا ہے دیکھ لیں گے سمجھ لیں گے نپٹ لیں گے یہ جو بنایا ہے نا تو کیا کیا کرے گا، سب کو بہکاؤں گا اللہ کہتا ہے نہیں کہنے لگا بائیں سے آؤں گا دائیں سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا آگے سے آؤں گا۔ آیا کہ نہیں آیا مسجد کے دروازے سے آیا۔ بس پوری کوشش کروں گا کہ بہکا لوں۔ تو اب کیا بولے اللہ، اللہ کو کہنا چاہئے کہ تیری کیا مجال کہ اولادِ آدمؑ کو بہکا لے میں نے بنایا ہے۔ واہ رے اللہ میاں وہ تو چیلنج پہ چیلنج کر رہا ہے صراط مستقیم پر بیٹھ

جاؤں گا کسی کو صراط مستقیم پر چلنے نہیں دوں گا وہ بیٹھا ہوا ہے اسی لئے تو سب کہہ رہے ہیں مل جائے صراط مستقیم کہاں ہے اٹھا لے گیا غائب ہوگئی صراط مستقیم اللہ نے کہا جا جا بہکا لے جسکو جسکو بہکائے گا میں جہنم کو بھرتا جاؤں گا۔ سورۂ اعراف پڑھو، سورۂ بقرہ پڑھو، سورۂ فجر پڑھو، ایک بار نہیں اللہ نے بار بار یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ بہکالے میں جہنم میں بھرتا جاؤں گا تو بہکائے گا میں جہنم میں بھرتا جاؤں گا تب کہتا ہے اچھا انکے اوپر کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا ہے کہتا ہے سب کو بہکاؤں گا مگر تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکا پاؤں گا پوچھا گیا تیرے مخلص بندے کون ہیں کہا جو ولایت کو مانتے ہیں وہ مخلص بندے ہیں۔ صلوٰت۔

اچھا اب سمجھا پہلے تو کہا اس کو مٹی سے بنایا مجھے آگ سے بنایا اب جب جانے لگا کہا مخلص کو نہ بہکا سکوں گا تب کہا سمجھ گیا تو نے آدمؑ کو فروع بنا کے پیش نہیں کیا تو نے آدمؑ کو عقیدہ بنا کے پیش کیا میں عقیدہ میں نکالا گیا تو اب وہی لوگ بچے رہیں گے جو عقیدہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں عقیدہ والوں کو بہکا نہیں سکتا نماز میں بہکاؤں گا روزہ میں بہکاؤں گا زکوٰۃ میں بہکاؤں گا حج میں بہکاؤں گا۔

آج ولایت علیؑ والے پکار پکار کے شیطان سے کہہ رہے ہیں کل تو نے ہمارے معبود سے بدتمیزی کی تھی آ، اگر بہکا سکتا ہے تو ہمیں ولایت علیؑ سے بہکا کر دیکھ۔

بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے جس کے منہ میں جو آئی کہہ دی کربلا کی لڑائی اس لیے ہوئی اس لیے ہوئی بتاؤں کس لئے ہوئی صرف علیؑ ولی اللہ کیلئے ہوئی۔

واقعہ کربلا ولایت علیؑ کیلئے ہوا آج نہ سہی تو کل سمجھا دوں گا۔ دو جملے کہہ دوں صلح نامہ میں یہ لکھا تھا حسنؑ نے کہ تجھ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کا حق نہ ہوگا خلافت حسینؑ کی طرف آئے گی اور کیوں صلح ہوئی تھی علیؑ ولی اللہ کی وجہ سے آپ کہیں گے ثبوت۔ ثبوت سُنیے حسینؑ کا سر کاٹ کے سب نے نماز پڑھی اور سارے لشکر نے سلام پھیرا اور تشہد پڑھا **اشھدان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ** جیسے ہی محمدؐ کے نام پر آئے ایک آواز فضا میں گونجی **اشھدا ان امیرالمومنین علیاً ولی اللہ** سب نے مُڑ کے دیکھا یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے نماز تمام کر کے دیکھا تو حسینؑ کے کٹے ہوئے سر سے یہ آواز آ رہی ہے۔ حسینؑ نے بتایا کہ لڑائی کس بات پہ ہوئی ہے شیخ صدوق کی کتاب ہے علی اکبرؑ پہ تین شعر ہیں علی اکبرؑ کے رجز میں پہلا شعر یہ ہے جن کے شجرے خراب ہیں وہ لوگ ہم پہ حکومت نہیں کر سکتے یہ تھا مسئلہ اسلئے علیؑ کو حاکم بنایا تھا کہ اگر علیؑ کو حاکم نہیں بنایا تو ایسے لوگ برسرِاقتدار آ جائیں گے اور وہ عوام کو تکلیف دیں گے علی اکبرؑ نے کہا یہ حاکم نہیں ہو سکتا اب سمجھ میں آئی بات حسینؑ نے بیٹے کا نام علیؑ کیوں رکھا اب سمجھ میں آئی بات کہ صبح کو اذان کیوں دلوائی تا کہ علی اکبرؑ کو دیکھ کر محمد رسولؐ اور علیؑ ولی اللہ کے ساتھ محمد اور علیؑ دونوں یاد آ جائیں۔ بابا میں نے رات خواب میں دیکھا ہے وہاں باپ نے خواب دیکھا تھا بیٹے کو بتایا تھا یہاں بیٹے نے خواب دیکھا باپ کو بتایا۔ بابا! آپؑ اکیلے ہیں صحرا میں اور درندے آپؑ پر حملہ کر رہے ہیں اور آپؑ خون کے دریا میں کھڑے ہیں آپؑ کا ایک ہاتھ کٹا آپؑ کا دوسرا ہاتھ کٹا آپؑ کے سینے پر

دار ہوااک بار انگلی اٹھا کے دہن پہ رکھی کہا علی اکبرؑ بس چپ ہو جاؤ ماں دروازے پر کھڑی ہے۔ اُمّ لیلیٰ درِ خیمہ پر کھڑی ہیں۔ ہاتھ پکڑ کے کہا ذرا خیمہ کے پیچھے آؤ میں خواب کی تعبیر بتادوں۔ جو ایک ہاتھ مرا قطع تمہارا چچا عباسؑ ہے اور سینہ کا گھاؤ علی اکبرؑ تم ہو ماں کھڑی تھی اسلئے نہیں بتایا۔ بیٹا، دس محرم کو اس صحرا میں عباسؑ بھی مجھ سے جدا ہو جائیں گے اور میرے لال تم بھی جدا ہو جاؤ گے اتنا پیار تھا اتنی محبت ماں سے کہ آخری جملہ چلتے چلتے یہی تھا، بابا میری ماں بڑی غیرت دار ہے میرے بعد میری ماں کے پردے کا خیال رہے میری ماں کی چادر۔ ہاں ماں جب علی اکبرؑ کی لاش پر بے ردا آئی ہوگی۔ وہ حسین چہرہ وہ سیاہ زلفیں وہ علی اکبرؑ کا چاند جیسا چہرہ۔ حکم دیا گیا جو بیٹا جس ماں کا ہے اسکی عماری کے سامنے اس شہید کا سر لے کے چلا جائے۔ قیامت ہوگئی اب جو لیلیٰؑ کے سامنے نیزہ آیا اس پر علی اکبرؑ کا سر تھا اور بے اختیار لیلیٰؑ نے صرف ایک شعر پڑھا "اے میرے چاند! تو چودھویں کا ہونے سے پہلے ڈوب گیا۔ مرے چاند! ابھی تو تم کامل بھی نہ ہوئے تھے۔ کیا گذر گئی مظلوم ماں اُم لیلیٰؑ پر خاموش ہے تاریخ کہ قید خانہ میں اُم لیلیٰؑ نے کیسے گذاری زندگی خاموش ہے تاریخ شام کے بازاروں میں لیلیٰؑ کہاں تھی کچھ پتہ نہیں کچھ پتہ نہیں مورخ کو، ہاں جب مدینہ آیا تو مورخ کو کچھ کچھ پتہ چلا اور وہ بھی کب پتہ چلا جب عید کا دن آیا تو تمام دشمنانِ اہلِ بیتؑ محلہ بنی ہاشم کے پاس آگئے دیکھیں تو سہی یہ کربلا والے عید کیسے منائیں گے۔ صبح ہوئی تمام بیبیاں کالی چادروں میں نکلیں اور روضۂ رسولؐ پر پہنچیں اور ضریح کو گھیر لیا اور قبر نبیؐ

یہ جا کے آواز دی یا رسولؐ اللہ آج عید ہے آج کربلا کے بعد عید آئی ہے تعزیت لیجئے گھر اُجڑ گیا راوی نے لکھا ہے کہ راوی نے دیکھا ایک بلند قامت بی بی روضہ رسولؐ سے باہر آئی اسکے پیچھے کنیز چل رہی تھی راستے میں چلتے چلتے وہ بی بی اک بار اپنے سینہ کو پکڑ کے زمین میں بیٹھ گئی اور چیخ کے رونے لگی۔ آگے بڑھا راوی نے کنیز سے پوچھا یہ کون ہے کنیز نے کہا وائے ہو تجھ پر یہ علی اکبرؑ کی ماں اُمّ لیلیٰؑ ہے۔ کہا یہ کیا کہہ رہی ہے۔ کہا جب یہ باہر نکلی تو اس نے جوانوں کو عید ملتے ہوئے دیکھا تو یہ پکار کے کہہ رہی ہے ''ارے میرا علی اکبرؑ اگر آج ہوتا تو اپنے دوستوں سے آج عید ملتا کہاں ہے میرا جوان علی اکبرؑ''۔

مجلسِ ششم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ اور آل محمدؐ پر''

عشرۂ چہلم کی چھٹی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ولایت علیؑ کے موضوع پر۔ یہ موضوع چونکہ تمام موضوعات کا سرتاج ہے اسلئے اس موضوع میں وسعتیں ہیں چودہ سو سال سے یہی ایک موضوع ہر موضوع کا محور ہے یعنی جتنے بھی موضوع ہیں سب اس موضوع کے گرد ہیں اصل چیز ہے ولایت علیؑ، علیؑ کی حکمرانی کائنات پہ علیؑ کی حکومت کل بعد مجلس کچھ حضرات کا اصرار تھا کہ میرے اہلسنّت دوست پوچھتے ہیں کہ کن کتابوں میں لکھا ہے تو اگر میں کتابیں بتا بھی دوں تو کیا انھیں کتابوں کے نام معلوم ہیں کیا وہ کتابیں ڈھونڈ لیں گے کیا وہ کتابیں پڑھ لیں گے کتابیں تو چودہ سو سال سے ہیں آج یہ پوچھنا بتا رہا ہے کہ جب چودہ سو سال سے کتابیں نہ دیکھیں تو اب کیا دیکھیں گے۔ کوئی نئی چیز پیش کی جا رہی ہو تو آپ کہیے کہاں لکھی ہے۔ یہ تو دس ہجری کی بات ہے تو دس ہجری سے یہ چودہ سو پچیس ہجری ہوگئی تو چودہ سو پچیس برس میں کہاں کہاں نہ لکھا گیا ہوگا۔ سینوں پہ لکھا ہے، دل پہ لکھا ہے، آنکھوں پہ لکھا ہے، پیشانی پہ لکھا ہے، ہاتھ

ملایا تو علیؑ کہاں کہاں نہیں لکھا۔ چاند پہ لکھا، سورج پہ لکھا، تاروں پہ لکھا، عرش پہ لکھا، کرسی پہ لکھا، لوح پہ لکھا، جبرئیل کے پروں پر لکھا ہے، میکائیل کے پروں پہ لکھا ہے، دردائیل کے پروں پر لکھا ہے، کہاں نہیں لکھا ہے جو یہ بتاؤں کہ کہاں لکھا ہے کون سی کتاب بتاؤں کون سا حوالہ دوں اسکے علاوہ اور کیا کہوں کہ جب یہ زندہ کتاب نہیں سمجھ میں آرہی ہے اس عہد کی کتاب میں ہوں سینہ پہ لکھا ہے غدیر خم۔ لیکن آپ کا اصرار ہے کہ مردہ کتابوں سے ہی حوالے دے دوں رسولؐ بول رہا ہے رسولؐ کی آواز آرہی ہے۔ نہیں سنائی دے رہی ہے۔ حسنؑ بول رہے ہیں۔ حسینؑ بول رہے ہیں۔ گیارہ اماموں کی آواز نہیں سنائی دے رہی ہے تو ہم کیا کریں پھر کان بند ہیں آنکھوں میں کتابیں نظر نہیں آرہی ہیں ایک واقعہ سنا دوں یہ پاکستان کا یہ والا دور شروع ہوا جسے تاریک دور کہتے ہیں جو کہ نور سے شروع ہوا ضیاء سے شروع ہوا مگر تاریک، روشنی سے شروع ہوا مگر اندھیرا دور تو اس دور میں تمام یورپ میں امریکہ میں آڈرس (orders) تھے کہ ہر کتاب میں یہ لکھ دیا جائے کہ اسلام کی سب سے جھوٹی حدیث **من کنت مولا** ہے لکھا لوگوں نے لکھا چودہ سو سال سے جسکی سچائی کی دلیلیں خود اہلسنّت علماء دیتے آئے تھے اب لکھایا گیا ۲۰ سال میں تو ورجینیا میں ۱۴ یونیورسٹیاں ہیں اسمیں ایک یونیورسٹی اسلامی ہے اسکا وائس چانسلر عراق کا شیخ ہے وہاں بڑے بڑے اسکالرز پڑھتے ہیں۔ ایک اسکالر آیا وہاں اس نے یونیورسٹی میں پیپر پڑھا غدیر خم تو تمام اسکالرز لڑکے اور لڑکیاں چیخنے لگے کہا یہ تو جھوٹ ہے۔ اسکالر نے کہا وہ سامنے

الماری میں امام احمد بن حنبل کی مسند بن حنبل رکھی ہے وہ کھولئے صفحہ فلاں کھولئے اور دیکھئے کیا لکھا ہے۔ سب دوڑ کر گئے اُٹھا کر لائے اسمیں دیکھا لکھا تھا کہ حضرت عمر فرماتے ہیں غدیر میں، میں تھا اور رسولؐ نے علیؑ کو ہمارا مومنین کا مومنات کا سب کا مولا بنایا ہاتھوں پہ بلند کیا، ولی بنایا، جانشین بنایا اور وصی بنایا میں نے مبارک باد دی سب کہنے لگے ہزار بار یہ کتاب پڑھی اس سے پہلے تو یہ روایت نظر نہیں آئی تو کیا اس اسکالر نے کوئی جادو کر دیا نہیں بات یہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے جب علیؑ سے محبت ہوتی ہے تو جہاں علیؑ کا نام نہ بھی ہو تو پڑھنے میں نظر آتا ہے جہاں دشمنی ہو تو جہاں جہاں لکھا ہے نظر نہیں آتا کیا کتابوں کے نام بتاؤں۔ اگر اسلام میں غدیر، ولایت علیؑ، خطبۂ رسولؐ اگر یہ سب سچ نہیں ہے تو پورا اسلام جھوٹا ہے، پورا دین جھوٹا ہے، اگر غدیر غلط تو ساری رسالت غلط، یہ اللہ نے کہا، قرآن نے کہا، توحید غلط، عقائد غلط، کیا بات ہے اور سن لو پوری تاریخ اسلام میں قرآن میں، تفسیر میں جتنے بھی واقعات ہیں لاکھوں ہوں گے سب سے مستند واقعہ غدیر خم ہے۔ جتنی گواہیاں غدیر پر ہیں کسی واقعہ پر نہیں ہیں۔ اگر کوئی ہم سے غدیر کا حوالہ مانگے تو ہم یہ پوچھیں گے ایک حوالہ ہمیں سقیفہ کا دکھاؤ۔ (صلوٰت)

قرآن میں دکھاؤ حدیث میں دکھاؤ تاریخ میں دکھاؤ مسند میں دکھاؤ کہ صحیح تھا یہ دکھاؤ کہ صحیح تھا تو ہم سے کیا کوئی حوالہ مانگے گا حوالے ہم مانگ رہے ہیں حوالہ ہم مانگ رہے ہیں اور ایسے بھی نہیں کہ کوئی کچھ مانگے اور ہم اسے دیں نہ سخی

کا دربار ہے لیکن جب ہم دینے لگیں تو ذرا دامن مضبوط رکھنا پھٹ نہ جائے اور یہاں سے لاد کے لے جاؤ اور یہ نہ کہنا صبح ہوگئی جلدی کرو ختم کرو۔

دوں حوالے ایک حوالہ شیعہ نہیں دوں گا سب اہلسنّت کے بڑے بڑے محدثین، علماء وہ بعد کی بات ہے تمام اہلسنّت کا جن صحابہ پر اعتبار ویقین ہے انکے قول سناؤں گا سُن سکو گے۔ اس سے پہلے کہ میں غدیر کے حوالے پیش کروں کہ کہاں کہاں کیا لکھا ہے ایک بات کہہ دوں ایک محاورہ ہے اردو میں ضرب المثل ہے وہ پوچھوں گا جب تک اسکے معنی نہیں بتائیں گے ہم تقریر آگے نہیں بڑھائیں گے۔ محاورہ ہے الم نشرح سنا ہے یار تم نے تو پوری بات ہی الم نشرح کردی ارے صاحب آپ اس واقعہ کے بارے میں کیا پوچھ رہے ہیں۔ سب یہ الم نشرح ہے اب پوچھوں تمام عالم اسلام سے کہاں سے یہ محاورہ آیا ہے۔ یہ کہاں سے مشہور ہوگیا کہ جس چیز کو کھول کے بیان کرنا ہے۔ جو چیز بیان کردی گئی ہے اور اس کے بارے میں کوئی پوچھے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا تو کہا جاتا ہے آپ کو نہیں پتہ یہ چیز تو الم نشرح ہے اور آپ کو نہیں پتہ۔ یہ قرآن کا ہے سورہ، **الم نشرح لك صدرك** یہی سورہ سب سے پہلے غدیر کیلئے مکہ میں اُترا غدیر سے پہلے اسلئے کہا گیا ہے کہ وہ کئی مہینہ سے کہا جارہا تھا اور یہ سورہ آرہا تھا اور اس میں بار بار کیا کہا جارہا تھا **فاذا فرغت فانصب** جیسے ہی آپ پورے رسالت کے کاموں سے فرصت پالیں تو نصب کریں کیا نصب کریں اللہ پیغمبرؐ سے کہہ رہا ہے جیسے ہی آپؐ کو فراغت ہوجائے سارے کاموں سے آخری سال

ہے آپکی زندگی کا دس ہجری فارغ ہو گئے آپؐ سارے کام کر لیئے فانصب نصب کیجئے مجھے بتاؤ کیا کیا چیزیں نصب کی جاتی ہیں، ہمیں تو نہیں پتہ ہم تو ایک چیز جانتے ہیں صرف علم نصب کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ ہمیں نہیں معلوم تو جب نصب کر دیجئے تو کیا کیجئے والٰی ربك فارغب تو ہماری طرف آنے کی رغبت کیجئے۔ دو کام ہیں اب پیغمبرؐ کے کوئی چیز نصب کر دیں اور اسکے بعد ہماری طرف جانے کی رغبت کریں اس سے پہلے کیا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ وزرک کیا ہے جب تک وزرک سمجھ میں نہ آیگا فانصب کیا سمجھ میں آیگا۔ وزرک کہتے ہیں پشت کے بوجھ کو جو مزدور بوری اٹھالے کہ سائنس میں لیور ہے۔ لیور مشین کی وہ ایجاد ہے کہ چھوٹی سی مشین بھاری چیز اٹھا سکتی ہے۔ کریں کیا ہے یعنی اللہ نے کہنی کے ذریعہ ہاتھ کو لیور بنایا ہے تو یہ کُہنیاں اس لیے بنائی ہیں کہ زیادہ وزن اُٹھا سکیں اگر ہاتھ بالکل سیدھا ہوتا اور کہنی سے نہ مڑتا تو وزن نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ جتنی مڑتی جائے گی اتنا وزن اٹھا اٹھا کے رکھتی جائے گی۔ یہ ہے سائنس کی ایجاد۔ جسم میں لیور کیا ہے پورے جسم کو اُٹھائے ہوئے ہے کون ہے وہ، مزدور نے دو من اٹھانا چاہا کاندھے پر یا سر پہ پیر ڈگمگا گئے وہ گر گیا لیکن وہی دو من کی بوری جیسے ہی یہ لیور بنا اس نے اٹھالیا۔ یعنی جہاں جھکاؤ آیا تو اللہ نے کمر کو لیور بنایا تو کمر میں خم رکھا جتنا جھکتا جائے گا اتنا اٹھاتا جائے گا کمر یہ وزن اُٹھانے کو عربی میں کہتے ہیں وزرک وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ اپنا بوجھ اُتار دیجئے کچھ چھپا نہ رہے غدیر کو کہتے ہیں الم نشرح یعنی

غدیر کے علاوہ کوئی چیز اس طرح نہیں پھیلائی گئی سورۂ قرآن میں ہے یہ غدیر کا سورہ ہے **یا ایھاالرّسول بلغ** سے پہلے **اتممت علیکم نعمتی** سے پہلے آیا۔ **سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ** سے پہلے آیا، سب سے پہلے یہ آیا، اسمیں خبر دی گئی کہ اب آجایئے اور نصب کر دیجئے اور بوجھ کو اُتار دیجئے **وزرک** کمر کا بوجھ جس پہ اُتارا جائے بوجھ اُسے کیا کہیں گے وزیر، وزیر کو وزیر اسلیئے کہتے ہیں کہ وہ پوری سلطنت کا بوجھ اپنی کمر پہ آسانی سے اٹھالیتا ہے۔ اب ایک قول دہراؤں تو بات سمجھ میں آجائے گی جعفر طیارؑ کی شہادت ہوئی موتہ میں تو علیؑ نے سن کر کہا بھائی جعفرؑ آپ کے مرنے سے میری کمر ٹوٹ گئی اسکا کیا مطلب ہے۔ یہ بھائی کے مرنے سے کمر کیوں ٹوٹتی ہے۔ مصائب کے جملے میں نے نہیں دہرائے کربلا میں یہی جملہ دوبارہ دہرایا حسینؑ نے باپؑ کا جملہ اسلیئے کہ جعفرؑ علیؑ کے وزیر اعظم بننے والے تھے۔ اسلیئے چونکہ اس خلافت کو قدرت نہیں چاہتی تھی کہ یہ انسانوں میں رائج ہو اس لئے وزیر کی شہادت پہلے ہوگئی۔ کربلا بھی وزارت ہے۔ عباسؑ حسینؑ کے وزیر ہیں اگر وزیر نہ رہے تو بادشاہ کی کمر ٹوٹ جاتی ہے اسلیئے کہ کمر کا بوجھ وزیر کی کمر پہ ہوتا ہے۔ بس آپ اپنی پوری رسالت کا بوجھ دین کا قرآن کا رسالت کا شریعت کا فقہ کا اُتاریئے علیؑ کی کمر پہ اب نصب کر دیجئے۔ کیا نصب کر دیجئے لیو نصب کر دیجئے۔ سب واپس آئے علیؑ نے کہا کہ کیا ہوا۔ کیسے کہا انہوں نے کہا کہ ہم رشتہ دار ہیں رسولؐ کے اسلیئے انصار کو نہ ملی انھیں ملی انصار چپ ہوگئے۔ وہ رشتہ دار تو نہیں تھے انہوں نے کہا ہم رشتہ دار ہیں ہم

رسولؐ کے شجرہ میں ہیں اسلیئے ہم لیں گے۔ ملی شجرہ ہی کیوجہ سے تو علیؑ نے کہا اچھا اچھا شجرہ یادرہا شجر کو بھول گئے شجر سے شجرہ ہے علیؑ کا ذرا اطمینان تو دیکھئے آپ، کتنی محکم دلیل ہے شجر تو ہم ہیں شجر سے شجرہ بنے گا نا شجرہ میں آپ آ بھی رہے ہیں یا نہیں کہاں آ رہے ہیں بہت سے لوگوں نے آل محمدؐ کے شجرہ میں آنا چاہا رشتہ داریاں لگائیں لیکن سسرالیوں کو شجرہ میں نہیں لیا جا سکتا۔ یا علیؑ رسولؐ نے اپنے بعد کیا چھوڑا علیؑ نے کہا کتاب اور علم قائم، اس نے کہا کتاب تو سمجھ میں آ گئی علم قائم کیا چیز ہے۔ کہا وہ میں ہوں قائم رہنے والا علم دیکھئے علیؑ اور علم کے ایک ہی معنی ہیں علیؑ کے معنی بھی بلند علم کے معنی بھی بلند۔ زید شہیدؒ نے اپنے والد سیّد سجادؑ سے پوچھا ''یہ غدیر کے دن بلند کیوں کیا ہاتھوں پہ جہاں بیٹھے تھے وہیں اشارہ کرکے کہہ دیتے۔ یہ اُٹھایا کیوں؟'' کہا ''بیٹے! رسولؐ نے غدیر کے دن علیؑ کو علم بنایا تھا؟'' کہا ''علم کیوں بنایا تھا'' کہا ''علم کا کام ہے کہ جب یہ اونچا ہوتا ہے، دور سے نظر آتا ہے تو بھٹکے ہوئے کو راستہ ملتا ہے علیؑ بلند ہے''۔ علیؑ کو علم بنا کے نصب کر دیجئے غدیر میں۔ علیؑ غدیر کا علم ہے اور وہ علم بلند ہے وہ علم کا علم ہے وہ امامت کا علم ہے وہ رسالتؐ کا علم ہے وہ اسلام کا علم ہے وہ توحید کا علم ہے علمدار بھی اور خود ہی علم بھی۔ یہ ہے غدیر کہ جس کے لئے میں نے کہا یہ الم نشرح ہے اسکے لئے حوالہ کیا جو چیز قرآن میں الم نشرح ہے قرآن کو آپ مان نہیں رہے ہیں تاریخی کتابیں چاہیئے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے عظیم تصنیف ''عبقات الانوار'' ہے جس کی پہلی اور

دوسری جلد فقط حدیثِ غدیر سے متعلق ہے اور اٹھارہ سو صفحات میں سید حامد حسین موسوی نیشاپوری ثم لکھنوی نے وہ تحقیقی مواد اور مستحکم دلائل جمع کر دیئے ہیں کہ ان کا مطالعہ کر کے علمائے حق نے صاحب عبقات کے قلم کو ذوالفقارِ حیدر کرار کا پرتو قرار دیا ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور اس سے استفادہ کر کے علامہ احمد امینی نجفی نے عربی زبان میں بیس جلدوں پر مشتمل کتاب ''الغدیر'' مرتب کی ہے جو بار بار چھپ چکی ہے۔

دوسری صدی ہجری

دوسری صدی ہجری میں جن راویوں اہلسنت نے غدیر کا واقعہ لکھا ان کے نام سنیئے۔ ۱۔ محمد بن مسلم ابوبکر قریشی زہری۔ ۲۔ یحییٰ بن سعید کوفی مدنی۔ ۳۔ محمد بن اسحاق مدنی۔ ۴۔ سفیان بن سعید ثوری ابوعبداللہ الکوفی۔ ۵۔ سفیان بن عینیہ ابومحمد الہلالی الکوفی۔

تیسری صدی ہجری

۱۔ محمد بن ادریس ابوعبداللہ شافعی۔ ۲۔ اسحٰق بن ابراہیم حنظلی مروزی۔ ۳۔ قتیبہ بن سعید بغلانی۔ ۴۔ احمد بن حنبل ابوعبداللہ شیبانی مروزی۔ ۵۔ محمد بن عیسیٰ ابوعیسیٰ ترمذی۔ ۶۔ محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ بخاری۔

چوتھی صدی ہجری

۱۔ احمد بن شعیب حافظ ابوعبدالرحمٰن نسائی۔ ۲۔ محمد بن جریر ابوجعفر طبری۔ ۳۔ علی بن عمر دارقطنی بغدادی۔ ۴۔ سلیمان بن احمد ابوالقاسم طبرانی۔ ۵۔ علی بن

حسین مسعودی۔

پانچویں صدی ہجری

۱۔ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری۔۲۔احمد بن موسیٰ حافظ ابن مردویہ اصفہانی۔۳۔احمد بن محمد ابواسحاق ثعلبی نیشاپوری۔۴۔احمد بن حسین حافظ ابوبکر بیہقی۔۵۔احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی۔

چھٹی صدی ہجری

۱۔محمد بن محمد ابوحامد غزالی طوسی۔۲۔یحییٰ بن عبدالوہاب اصفہانی۔۳۔محمود بن عمر ابوالقاسم جاراللہ زمخشری۔۴۔عبدالکریم بن احمد ابوسعد سمعانی مروزی۔ ۵۔علی بن حسن ابوالقاسم دمشقی معروف بہ حافظ ابن عساکر۔

ساتویں صدی ہجری

۱۔محمد بن عمر ابوعبداللہ معروف بہ فخر الدین رازی۔۲۔یاقوت بن عبداللہ معروف بہ یاقوت حوی۔۳۔علی بن محمد سیبانی معروف بہ ابن اثیر جزری۔ ۴۔یوسف بن عبداللہ معروف بہ ابن جوزی۔۵۔عبداللہ بن عمر ناصر الدین بیضاوی۔

آٹھویں صدی ہجری

۱۔ ابراہیم بن سعدالدین شیخ الاسلام جوینی خراسانی۔۲۔محمد بن احمد حافظ شمس الدین ذہبی۔۳۔عبداللہ بن اسعد ابوالسعادات یافعی شافعی۔۴۔علی بن

شہاب الدین ہمدانی۔ ۵۔ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی۔

نویں صدی ہجری

۱۔ عبدالرحمٰن بن محمد مغربی معروف بہ ابن خلدون۔ ۲۔ علی بن محمد ابوالحسن حسینی معروف بہ میر سید شریف جرجانی۔ ۳۔ محمد بن محمد بخاری معروف بہ خواجہ پارسا۔ ۴۔ احمد بن علی مقریزی تقی الدین حسینی۔ ۵۔ احمد بن علی معروف بہ حافظ ابن حجر عسقلانی۔

دسویں صدی ہجری

۱۔ عبدالرحمٰن بن کمال الدین حافظ جلال الدین سیوطی مصری۔ ۲۔ علی بن عبداللہ نور الدین سمہودی مدنی۔ ۳۔ علی بن حسام الدین معروف علی متقی ہندی ساکن مکہ معظمہ۔ ۴۔ احمد بن محمد حافظ شہاب الدین معروف بہ ابن حجر ہیتمی۔ ۵۔ عطاء اللہ بن فضل اللہ حسینی جمال الدین شیرازی۔

گیارہویں صدی ہجری

۱۔ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ ملا علی قاری حنفی۔ ۲۔ عبدالرؤف حدادی زین الدین مناوی مصری۔ ۳۔ احمد بن فضل مکی شافعی۔ ۴۔ احمد بن محمد شہاب الدین خفاجی مصری۔ ۵۔ عبدالحق بخاری دہلوی۔

بارہویں صدی ہجری

۱۔ محمد بن عبدالرسول حسینی شافعی۔ ۲۔ صالح بن مہدی ضیاء الدین عقیلی

صنعانی۔۳۔محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی مصری۔۴۔محمد بن معتمد خاں بدخشی۔
۵۔حامد بن علی بن ابراہیم دمشقی معروف بہ عمادی۔

تیرھویں صدی ہجری

۱۔محمد بن محمد زبیدی حسینی۔۲۔محمد بن علی بن صبان شافعی۔۳۔محمد بن علی شوکانی صنعانی۔۴۔محمود بن عبداللہ حسینی آلوسی بغدادی۔۵۔سلیمان بن ابراہیم معروف بہ خواجہ کلاں حسینی بلخی۔

چودھویں صدی ہجری

۱۔احمد بن زینی دحلان مکی شافعی۔۲۔مومن بن حسن شبلنجی۔۳۔قاضی بہلول بہجت شافعی۔۴۔محمد محمود رافعی مصری۔

اب ان اشخاص کے نام جنہوں نے تفصیل سے خطبۂ رسولؐ غدیر خم **من کنت مولا** کو اسلامی کتابوں میں رچ رچ کے جھوم جھوم کے لکھوایا۔حروف تہجی کے حساب سے۔وہ صحابۂ کرام جنہوں نے خطبۂ غدیر کی روایت کی ہے۔

صحابہ کے نام

(۱)ابوہریرہ الدوسی۔(۲) ابولیلی انصاری (۳) ابوزینب بن عوف انصاری (۴) ابوفضالۃ انصاری (۵) ابوقدامہ انصاری (۶) ابوعمرۃ بن عمرو انصاری (۷) ابوالہیثم بن التیہان انصاری (۸) ابورافع القبطی (۹) ابوذویب خویلد (یاخالد) (۱۰) ابوبکر بن ابی قحافہ تیمی (۱۱) اسامہ بن زید کلبی (۱۲) اُبیّ بن کعب انصاری (۱۳) اسعد بن زرارہ انصاری (۱۴) اسماء بنت عمیس

(۱۵) اُمّ سلمہ، اُمّ المومنین (۱۶) اُمّ ہانی بنت ابی طالبؓ (۱۷) ابوحمزہ انس بن مالک انصاری (۱۸) براء بن عازب انصاری (۱۹) بریدہ بن حطیب (۲۰) ابوسعید ثابت بن ودیعہ انصاری (۲۱) جابر بن سمرہ (۲۲) جابر بن عبداللہ انصاری (۲۳) جبلہ بن عمرو انصاری (۲۴) جبیر بن مطعم عدی (۲۵) جریر بن عبداللہ بجلی (۲۶) ابوذر غفاری (۲۷) ابوجنیدہ انصاری (۲۸) حبّہ بن جوین ابوقدامہ عرنی (۲۹) حبشی بن جنادہ (۳۰) حبیب بن بدیل خزاعی (۳۱) خذیفہ بن اسد غفاری (۳۲) خذیفہ بن یمان (۳۳) حسان بن ثابت (۳۴) امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام (۳۵) امام حسین شہید علیہ السلام (۳۶) ابوایوب خالد بن زید انصاری (۳۷) ابوسلیمان خالد بن ولید مخزومی (۳۸) خزیمہ بن ثابت انصاری (۳۹) ابو شریح خویلد خزاعی (۴۰) رفاعہ بن عبدالمنذر انصاری (۴۱) زبیر بن عوام (۴۲) زید بن ارقم انصاری (۴۳) ابوسعید زید بن ثابت (۴۴) زید بن شراحیل انصاری (۴۵) زید بن عبداللہ انصاری (۴۶) ابواسحٰق سعد بن ابی وقاص (۴۷) سعد بن عبادہ انصاری (۴۸) ابوسعید بن مالک انصاری (۴۹) سعید بن زید (۵۰) سعید بن سعد بن عبادہ انصاری (۵۱) ابو عبداللہ سلمان فارسی (۵۲) ابومسلم سلمہ بن اکوع (۵۳) ابوسلیمان سمرہ بن جندب فزاری (۵۴) سہل بن حنیف (۵۵) ابوعباس سہل بن سعد انصاری (۵۶) ابوامامۃ الصدی بن عجلان باہلی (۵۷) ضمیرۃ الاسدی (۵۸) طلحہ بن عبیداللہ تمیمی (۵۹) عامر بن عمیر نمیری (۶۰) عامر بن لیلی بن ضمرد (۶۱) عامر

بن لیلی غفاری (٦٢) ابوطفیل عامر بن واثلہ (٦٣) عائشہ بنت ابی بکر (٦٤)
عباس بن عبدالمطلبؑ (٦٥) عبدالرحمٰن بن عبدرب انصاری (٦٦) ابومحمد
عبدالرحمٰن بن عوف (٦٧) عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی (٦٨) عبداللہ بن ابی
عبدالاسد مخزومی (٦٩) عبداللہ بن بدیل (٧٠) عبداللہ بن بشیر (٧١) عبداللہ
بن ثابت انصاری (٧٢) عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ (٧٣) عبداللہ بن
حنطب مخزومی (٧٤) عبداللہ بن ربیعہ (٧٥) عبداللہ بن عباس (٧٦) عبداللہ
بن ابی اوفی علقمہ (٧٧) ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب (٧٨) عبداللہ
بن مسعود ہذلی (٧٩) عبداللہ بن یامیل (٨٠) عثمان بن عفان (٨١) عبید بن
عازب انصاری (٨٢) ابوطریف عدی بن حاتم (٨٣) عطیعہ بن بسر مازنی
(٨٤) عقبہ بن عامر جہنی (٨٥) امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ (٨٦) ابوالیقظان
عمار بن یاسر (٨٧) عمارہ انصاری (٨٨) عمر بن ابی سلمہ مخزومی (٨٩) عمر بن
الخطاب (٩٠) عمران بن حصین خزاعی (٩١) عمر بن الحمق خزاعی (٩٢) عمرو بن
شراحیل (٩٣) عمرو بن العاصی (٩٤) عمرو بن مرہ جہنی (٩٥) سیدہ فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا (٩٦) فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلبؑ (٩٧) قیس بن ثابت
انصاری (٩٨) قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (٩٩) ابومحمد کعب بن عجرہ
انصاری (١٠٠) ابوسلیمان مالک بن الحویرث (١٠١) المقداد بن عمرو کندی
(١٠٢) ناجیہ بن عمرو خزاعی (١٠٣) ابوبرزہ فضلہ بن عتبہ (١٠٤) نعمان بن
عجلان انصاری (١٠٥) ہاشم بن مرقال زہری (١٠٦) ابووسمہ وحشی بن حرم الجشی

حمصی (۱۰۷) وہب بن حمزہ (۱۰۸) ابومرازم یعلی بن مرہ ثقفی (۱۰۹) ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ۔

تابعین کے نام

(جن سے حدیث غدیر کی روایت کی گئی ہے)

(۱) ابوصالح السمان مدنی (۲) ابولیلی کندی (۳) سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطّاب (۴) سعید بن جبیر اسدی (۵) سعید بن مسیّب مخزومی (۶) الضحاک بن مزاحم ہلالی (۷) طاوس بن کیسان یمانی (۸) عامر بن سعد بن ابی وقاص (۹) عبداللہ بن شریک عامری (۱۰) عدی بن ثابت انصاری (۱۱) علی بن زید بصری (۱۲) عمر بن عبدالعزیز (نواسے حضرت عمر ابن خطّاب کے)

منتخب کتابیں

(جن میں اصحاب کرام اور تابعین سے حدیث غدیر کی روایت کی گئی ہے)

نمبر شمار	کتاب	مؤلف
۱	احیاء المیت	سیوطی
۲	اخبار الدول	قرمانی
۳	اربعین الطوال	ابن عساکر
۴	الاستیعاب	ابن عبدالبر
۵	أسد الغابہ	ابن الاثیر الجزری
۶	اسنی المطالب	جزری

۷	الاصابہ	ابن حجر عسقلانی
۸	اکتفا	وصابی الشافعی
۹	الاوسط	طبرانی
۱۰	البدایہ والنہایہ	ابن کثیر
۱۱	البیان والتعریف	ابن حمزہ حنفی
۱۲	تاریخ آل محمدؐ	---
۱۳	تاریخ الکبیر	ابن عساکر
۱۴	تاریخ بغداد	خطیب بغدادی
۱۵	تاریخ الخلفاء	سیوطی
۱۶	تذکرۃ الحفاظ	ذہبی
۱۷	تذکرۃ خواص اُمتہ	ابن الجوزی
۱۸	تفسیر	قاضی شوکانی
۱۹	تفسیر الطبری	ابن جریر الطبری
۲۰	تفسیر الکبیر	فخر الدین رازی
۲۱	تفسیر المنار	محمد عبدہ
۲۲	تفسیر نیشاپوری	حسن نیشاپوری
۲۳	التقریب	ابن حجر
۲۴	تلخیص	ذہبی

۲۵	تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	ابوحجاج مزّی
۲۶	تہذیب التہذیب	ابن حجر
۲۷	جامعہ الصغیر	سیوطی
۲۸	جمع الجوامع	سیوطی
۲۹	جواہر العقدین	سمہودی
۳۰	حدیث الولایۃ	حافظ ابن عقدہ
۳۱	حلیۃ الاولیاء	ابونعیم
۳۲	الخصائص العلویہ	حافظ ابو فتح محمد بن علی نطنزی
۳۳	خصائص	نسائی
۳۴	الخطط	مقریزی
۳۵	خلاصۃ التہذیب	صفی الدین
۳۶	خلاصۃ الخزرجی	ـــــ
۳۷	درمنشور	سیوطی
۳۸	دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ	حاکم الحسکانی
۳۹	ذخائر العقبیٰ	محب الدین طبری
۴۰	روح المعانی	آلوسی
۴۱	الروضۃ الندیہ شرح التحفہ العلویۃ	محمد بن اسمٰعیل یمنی
۴۲	ریاض الصالحین	نودی

۴۳	ریاض النضرۃ	محب الدین طبری
۴۴	سنن ابنِ ماجہ	----
۴۵	زین الفتیٰ	حافظ ابو محمد العاصمی حلیبی
۴۶	سیر الحلبیہ	حلیبی
۴۷	شرح دیوان امیر المومنینؑ	میبذی
۴۸	شرح المواہب	حافظ زرقانی مالکی
۴۹	شمس الاخبار	قریشی
۵۰	صحیح ترمذی	----
۵۱	صواعقِ محرقہ	ابن حجر مکی
۵۲	عمدۃ القاری	بدر الدین محمود الشہیر بابن العینی حنفی
۵۳	فرائد السمطین	حموینی
۵۴	فضول المہمہ	ابنِ صباغ مالکی
۵۵	فضائل الصحابہ	ابونعیم
۵۶	کتاب الغدیر	منصور رازی
۵۷	کتاب الولایۃ	حافظ ابو سعید مسعود بن ناصر سجستانی
۵۸	کشف والبیان	ثعلبی
۵۹	کفایۃ الطالب	سیوطی
۶۰	کفایۃ المطالب	حافظ گنجی شافعی

۶۱	کنز العمال	متقی الہندی
۶۲	الکنی والاسماء	دوالبی
۶۳	مجمع الزواید	حافظ ہیثمی
۶۴	محاسن الازہار	علامہ حمید محلی
۶۵	مستدرک	الحاکم
۶۶	مسند	احمد بن حنبل
۶۷	مسند	بزاز
۶۸	مشکاۃ المصابیح	محمد بن الخطیب
۶۹	مشکل الآثار	حافظ طحاوی
۷۰	مطالب السؤل	ابن طلحہ شافعی
۷۱	معارج العلی	شیخ محمد صدر العالم
۷۲	معارف	ابن قتیبہ دینوری
۷۳	معجم الکبیر	طبرانی
۷۴	مفتاح النجا	بدخشی
۷۵	مناقب الثلاثہ	----
۷۶	مقتل الامام السبط الشہید	الخطیب الخوارزمی
۷۷	مناقب	خوارزمی
۷۸	مناقب	حافظ ابن مغازلی

۷۹	موالاۃ	ابن عقدہ
۸۰	الموجز فی فضائل الخلفاء الاربعہ	ابوفتوح اسعد عجلی
۸۱	مودۃ القربیٰ	الہمدانی
۸۲	میزان الاعتدال	ذہبی
۸۳	نخب المناقب	ابی بکر جعابی
۸۴	نزل الابرار	البدخشی
۸۵	نظم درر السمطین	جمال الدین زرندی
۸۶	نوادر الاصول	حکیم ترمذی
۸۷	وسیلۃ المآل	شیخ احمد بن فضل شافعی
۸۸	ینابیع المودۃ	سلیمان قندوزی حنفی

مورخین اسلام

نمبر شمار	مورخ	تاریخ
۱۔	ابن قتیبہ (وفات ۲۷۶ھ)	المعارف والامامہ والسیاستہ
۲۔	بلاذری (وفات ۲۷۹ھ)	انساب الاشراف
۳	ابن زوالاق اللیثی المصری (وفات ۲۸۷ھ)	تاریخ
۴۔	طبری (وفات ۳۱۰ھ)	کتاب مفرد
۵	خطیب البغدادی (وفات ۴۶۳ھ)	تاریخ بغداد
۶	ابن البر (وفات ۴۶۳ھ)	الاستیعاب

۷	شہرستانی (وفات ۵۴۸ھ)	الملل والنحل
۸	ابن عساکر (وفات ۵۷۱ھ)	تاریخ
۹	یاقوت الحموی	معجم الادبا ج ۱۸ ص ۸۳
۱۰	ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ)	اسد الغابہ
۱۱	ابن ابی الحدید (وفات ۶۵۶ھ)	شرح نہج البلاغۃ
۱۲	ابن خلکان (وفات ۶۸۱ھ)	وفیات الاعیان
۱۳	یافعی (وفات ۷۶۸ھ)	مرآۃ الجنان
۱۴	ابن شیخ البلوی	الف باء
۱۵	ابن کثیر شامی (وفات ۷۷۳ھ)	البدایہ والنہایہ
۱۶	ابن خلدون (وفات ۸۰۸ھ)	مقدمہ تاریخ
۱۷	شمس الدین ذہبی	تذکرہ الحفاظ
۱۸	النویری (وفات فی حدود ۸۳۳ھ)	لغایۃ الارب فی فنون الادب
۱۹	ابن حجر عسقلانی (وفات ۸۵۲ھ)	الاصابہ وتہذیب التہذیب
۲۰	ابن صباغ مالکی (وفات ۸۵۵ھ)	الفصول المہمہ
۲۱	مقریزی (وفات ۸۴۵ھ)	الخطط
۲۲	جلال الدین سیوطی (وفات ۹۱۰ھ)	غیر واحد من کتبہ
۲۳	قربانی دمشقی (وفات ۱۰۱۹ھ)	اخبار الدول
۲۴	نور الدین حلبی (وفات ۱۰۴۴ھ)	السیرۃ الحلبیہ

مفسرینِ قرآن

نمبر شمارہ	مفسّر	تفسیر
۱	طبری (وفات ۳۱۰ھ)	تفسیر
۲	ثعلبی (وفات ۴۲۷/۴۳۷ھ)	تفسیر
۳	واحدی (وفات ۴۶۸ھ)	اسباب النزول
۴	قرطبی (وفات ۵۶۷ھ)	تفسیر
۵	ابوسعود	تفسیر
۶	فخر الدین رازی (وفات ۶۰۶ھ)	التفسیر الکبیر
۷	ابن کثیر شامی (وفات ۷۷۴ھ)	تفسیر
۸	نیشاپوری (آٹھویں صدی ہجری)	تفسیر
۹	جلدل الدین سیوطی	تفسیر
۱۰	خطیب شربینی	تفسیر
۱۱	آلوسی بغدادی	تفسیر

متکلّمینِ اسلام

نمبر شمار	مؤلف	تالیف
۱	قاضی ابی بکر باقلانی بصری (وفات ۴۰۳ھ)	التمہید
۲	بیضاوی (وفات ۶۸۵ھ)	طوالع الانوار

۳	قاضی عبدالرحمٰن ایجی شافعی وفات ۷۵۶ھ	المواقف
۴	تفتازانی (وفات ۷۹۲ھ)	شرح المقاصد
۵	السید شریف جرجانی (وفات ۸۱۶ھ)	شرح المواقف
۶	قاضی النجم محمد شافعی (وفات ۸۷۶ھ)	بدیع المعانی
۷	شمس الدین اصفہانی	مطالع الانظار
۸	قوشجی المولی علاؤالدین	شرح التجرید
۹	جلال الدین سیوطی	اربعین
۱۰	مفتی الشام حامد بن علی العمادی	الصلاۃ الفاخرہ بالاحادیث المتواترہ
۱۱	الآلوسی بغدادی	نثر اللئالی

ارباب لغت

نمبر شمار	مصنف	لغت
۱	ابنِ درید محمد بن الحسن	جمہرۃ اللغہ
۲	ابنِ اثیر	النہایۃ
۳	حموی	معجم البلدان
۴	زبیدی حنفی	تاج العروس
۵	نبہانی	مجموعہ نبہانیہ

واقعۂ غدیر اور حدیث غدیر پر علمائے اسلام کی مستقل تالیفات:

غدیر کے انتہائی اہم تاریخی واقعے پر ہر دور کے جید علماء نے مستقل کتابیں

لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔ان مؤلفین میں اسلام کے ہر فرقے کے علماء شامل ہیں۔ خاص طور سے حنفی مذہب کے علماء بڑی تعداد میں ہیں۔

۱۔الولایۃ فی طرق حدیث: تالیف محمد ابن جریر طبری۔(ولادت ۲۲۴ھ، وفات ۳۱۰ھ) اس کتاب میں طبری نے پچھتر[۷۵] روائتی سلسلوں سے حدیث غدیر کی سند دی ہے۔

۲۔الولایۃ فی طرق حدیث الغدیر: تالیف حافظ ابن عقدہ (وفات ۳۳۳ھ) اس کتاب میں حدیث غدیر کی روایت اصحاب پیغمبرؐ کے ایک سو پانچ (۱۰۵) سلسلوں سے کی گئی ہے۔

۳۔من روی حدیث غدیر خم: تالیف ابوبکر محمد بن عمر بغدادی معروف بہ جعابی۔(وفات ۳۵۵ھ) اس کتاب میں اٹھتر[۷۸] صحابیوں کی زبانی حدیث غدیر کی سند پیش کی گئی ہے اور ایک سو پچیس[۱۲۵] روائتی سلسلے درج کئے گئے ہیں۔

۴۔طرق حدیث الغدیر: تالیف عبیداللہ ابن احمد انباری

۵۔احمد ابن محمد زراری (وفات ۳۶۸ھ) اس عالم نے خطبۂ غدیر کا ایک جز سند کے طور پر درج کیا ہے۔

۶۔من روی حدیث غدیر خم: محمد ابن عبداللہ شیبانی (وفات ۳۷۲ھ)

۷۔حافظ علی ابن عمر دار قطنی بغدادی (وفات ۳۸۵ھ) نے حدیث غدیر سے روائتی سلسلوں پر ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔

۸۔ بیان حدیث الغدیر، تالیف شیخ محسن نیشاپوری۔

۹۔طرق خبر الولایۃ، تالیف علی ابن عبدالرحمٰن قناتی (وفات ۴۱۳)

۱۰۔کتاب یوم الغدیر، ابوعبداللہ الغظائری (وفات ۴۱۱ھ)

۱۱۔ الہدایہ فی حدیث الولایۃ ، حافظ ابو سعید۔ مسعود سجستانی (وفات ۴۷۷ھ) اس کتاب کے سترہ (۱۷) حصّے تھے اور اس کتاب میں ایک سو بیس[۱۲۰] صحابیوں کی زبانی حدیث غدیر کی روایت کی گئی ہے۔

۱۲۔غدۃ البصیر فی حج یوم الغدیر، تالیف محمد بن علی بن عثمان کراجکی (وفات ۴۴۹ھ) اس کتاب کا قلمی نسخہ جو موجود ہے چار سو صفحے کا ہے۔

۱۳۔حدیث الغدیر، تالیف علی بن بلال۔

۱۴۔حدیث الغدیر، تالیف شیخ منصور رازی۔ اس کتاب میں راویوں کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے درج ہیں۔

۱۵۔کتاب الولایہ، تالیف شیخ علی بن حسن کوفی۔

۱۶۔دُعاۃ الہداۃ الٰی اداء حق الموالاۃ، تالیف عبیداللہ حسکانی۔

۱۷۔طریق حدیث الولایۃ ۔تالیف شمس الدین محمد ذہبی (وفات ۷۴۸ھ)

۱۸۔ اسنی المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالبؑ: تالیف شمس الدین محمد دمشقی شافعی (وفات ۸۳۳ھ)

اس کتاب میں منتخب کردہ اسّی[۸۰] روائتی سلسلوں سے حدیثِ غدیر کی سند دی گئی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جو شخص اس حدیث کا منکر ہو اس کے انکار کا سبب جہل

اور تعصب ہی ہوسکتا ہے۔

۱۹۔الرّسالۃ الغدیر: تالیف عبداللہ ابن شاہ منصور قزوینی طوسی۔

۲۰۔ حدیث الغدیر (بزبان اُردو) تالیف سید سبط حسن جائسی لکھنوی۔ (وفات ۱۳۰۶ھ)

۲۱۔عبقات الانوار: تالیف السیّد میر حامد حسین ابن سید محمد قلی موسوی لکھنوی۔ (وفات ۱۳۰۶) یہ کتاب مطبوعہ نسخے کے ایک ہزار اسّی (۱۰۸۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلے ہندوستان میں دوجلدوں میں چھپی تھی۔اوراب اصفہان میں تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک مثالی کارنامہ ہےاور تمام عالمِ اسلام بلکہ علمی دنیا میں مشہور ہے۔

۲۲۔ حدیث الولایۃ فی حدیث الغدیر: تالیف سید مہدی ابن سید علی عریضی نجفی ۔(وفات ۱۳۴۳ھ)

۲۳۔فیض القدیر فی حدیث الغدیر: تالیف الحاج شیخ عباس قمی (وفات ۱۳۵۹ھ) یہ تین سو صفحے کی کتاب ہے۔

۲۴۔تفسیر التکمیل ،تالیف سید مرتضیٰ حسین خطیب فتحپوری۔

۲۵۔الغدیر فی الاسلام: تالیف شیخ محمد رضا نجفی۔

۲۶۔امداد الحقیر فی معنی حدیث الغدیر: تالیف الحاج السید مرتضیٰ تبریزی۔

۲۷۔غزالی کے اُستاد امام الحرمین کے بارے میں شیخ سلیمان حنفی نے اپنی مشہور کتاب ینابیع المودۃ میں لکھا ہے کہ انہوں نے بغداد میں ایک جلد ساز کے

پاس ایک کتاب دیکھی تھی جس کی اٹھائیسویں جلد حدیث غدیر کی روایات پر تھی اور انتیسویں جلد کا موضوع بھی یہی تھا۔

۲۸۔الغدیر: تالیف علاّمہ محقق امینی حسینی مدظلہٗ (معاصر محقق)

یہ کتاب جو عصر حاضر میں اپنے موضوع پر بین الاقوامی شہرت کی مالک ہے۔محترم مولّف نے بیس جلدوں میں تالیف فرمائی ہے۔جن میں سے گیارہ جلدیں شائع ہوچکی ہیں اوران کی اشاعت تیسرے ایڈیشن تک پہنچ چکی ہے۔

حدیثوں تاریخوں اور کتب شعروادب میں موجود ہے کہ اب اس کے بعد بھی کوئی اس سے انکار کرے تو کہا جاسکتا ہے کہ اگر حدیث غدیر ثابت نہیں تو عہدِ رسالت محمد مصطفیٰؐ کا کوئی بھی واقعہ ثابت نہیں اور اگر واقعہ غدیر سے انکار کی گنجائش ہے تو دنیا کے ہر مشہور اور متواتر واقعہ سے انکار ممکن ہے!

اسنادِ غدیر: دنیا کا قاعدہ ہے کہ ثبوت بذمّہَ مُدعی اس لئے عُلمائے شیعہ نے یہ ثبوت برادرانِ اہلِ سُنّت کی مستند کتابوں سے یکجا کر کے منکرین وِلایت علیؑ اور امامتِ حیدرِ کرارؑ سے انکار کرنے والوں کے لئے راہِ فرار بالکل بند کردی ہے! اس سلسلہ میں سب سے عظیم تصنیف عبقات الانوار فی امامۃ ائمۃ الاطہار ہے جس کی پہلی اور دوسری جلد فقط حدیث غدیر سے متعلق ہے اور اٹھارہ سو صفحات میں علامہ سید حامد حسین موسوی نیشاپوری رحمتہ اللہ نے وہ تحقیقی مواد اور مستحکم دلائل جمع کر دیئے ہیں کہ ان کا مطالعہ کر کے علمائے حق نے صاحب عبقات کے قلم کو ذوالفقار حیدرِ کرارؑ کا پرتو قرار دیا ہے یہ کتاب فارسی زبان میں

ہے اور اس سے استفادہ کر کے علامہ احمد امینی نجفی نے عربی زبان میں (۱۴) جلدوں پر مشتمل کتاب الغدیر مرتب کی ہے جو بار بار چھپ چکی ہے اور جس کی عظمت وحقانیت کا اعتراف عرب ممالک کے حکمرانوں، دانشوروں اور تمام علمی حلقوں نے کیا ہے اور یہ اعتراف تحریری ہے جو الغدیر کی مجلدات کے ساتھ شائع بھی کر دیا گیا ہے۔

ہم نے اپنے عشرے کو مختلف موضوعات پر تقسیم کر دیا ہے اور انہی موضوعات کے ذیل میں آج کی تقریر ہوگی۔

(۱) غدیر اور قرآن مجید

الف۔ آیات قرآنی جو غدیر سے متعلق نازل ہوئیں۔ تعداد (۳) آیات

ب۔ جن کتابوں میں ان آیات کی شانِ نزول کا تذکرہ ہے (۷۵) کتب اہلِ سنت

(۲) حدیثِ غدیر کے راوی

الف۔ صحابۂ رسولؐ	(۱۱۰) مشہور صحابی
ب۔ تابعین	(۴) مشہور تابعی
ج۔ کبار علمائے مسلمین	(۳۶۰) کتابیں
د۔ حدیث غدیر پر مستقل کتابیں	(۳۰) کتابیں

ھ۔ عہدِ نبوی سے عہد طباعت کتب تک چند عربی شعراء جن کے کلام میں غدیر کا تذکرہ ہے (سینکڑوں شعرا)

و۔ مورخین	(۲۴) مورخ
ز۔ آئمہ علم حدیث	(۲۷) محدثین
ح۔ آئمہ علم تفسیر	(۱۱) مفسرین
ط۔ آئمہ علم کلام	(۱۴) متکلمین
ی۔ آئمہ علم لغت	(۵) لغویین

ک۔ علمائے حدیث جو حدیثِ غدیر کو متواتر مانتے ہیں۔ (۴۳) محدثین

(۳) حدیث غدیر سے استدلال اور احتجاج:

علیؑ کے احتجاجات۔ جناب فاطمہؑ کا احتجاج۔ امام حسنؑ کا احتجاج۔ امام حسینؑ کا احتجاج۔ عبداللہ بن جعفرؓ کا احتجاج۔ عمار یاسرؓ کا احتجاج۔ اصبغؓ بن نباتہ کا احتجاج۔ جابرؓ کا احتجاج۔ قیسؓ بن سعد کا احتجاج۔ دارامیہؓ کا احتجاج۔ عمر والادوی کا احتجاج۔ عمرو بن العاص کا اقرار۔ ابوھریرہ کا اقرار۔ زید بن ارقم کا اقرار۔ عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ بنواُمیہ کا اقرار۔ مامون خلیفۂ بن عباس کا اقرار۔

(۴) دست رسولؐ سے علیؑ کی تاج پوشی۔

(۵) تاریخ اسلام میں عید غدیر کی اہمیت۔

غدیر اور قرآن:

(پہلی آیت) یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ (۶۷۔ سورۂ مائدہ)

اے رسول پہنچادے جو تجھ پر اترا تیرے ربّ کی طرف سے اور اگر ایسا نہ

کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ تجھ کو بچالے گا لوگوں سے

(اردو ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن۔ کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ یہ آیت ۱۸؍ذی الحجہ ۱۰ھ کو دن کے پانچ گھنٹے گزرنے کے بعد غدیر خم میں نازل ہوئی جس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ میں علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بارے میں وہ فرمایا جو حدیث غدیر میں مذکور ہے۔ حسب ذیل علمائے اہل سنت نے بھی شان نزول نقل کی ہے:

(۱) حافظ ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے کتاب الولایۃ فی طرق حدیث الغدیر میں شان نزول نقل کی ہے اس عبارت میں آنحضرتؐ کا یہ قول بھی شامل ہے۔ علی بن ابیطالبؑ میرے بھائی میرے وصی میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں۔

(۲) حافظ ابن ابی حاتم ابومحمد الحنظلی الرازی (متوفی ۳۲۷ھ) نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت آنحضرتؐ پر علیؑ بن ابیطالبؑ کے بارے میں روز غدیر خم نازل ہوئی۔ (تفسیر درمنثور و فتح الغدیر)

(۳) حافظ ابوعبداللہ المحاملی (متوفی ۳۳۰ھ) نے اپنی کتاب امالی میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت روز غدیر خم نازل ہوئی۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۳ وغیرہ)

(۴) حافظ ابوبکر الفارسی الشیرازی (متوفی ۴۰۷ھ) نے اپنی کتاب ما نزل من القرآن فی امیر المومنینؑ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یوم غدیر خم علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۵) حافظ ابن مردویہ (متوفی ۴۱۶ھ) نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یوم غدیر خم علیؑ بن ابیطالبؑ کے متعلق نازل ہوئی۔ دوسری روایت حضرت ابن مسعود سے نقل کی ہے۔ تیسری حضرت ابن عباسؓ کی روایت اور چوتھی حضرت زید بن علیؑ کی
(درمنثور سیوطی جلد۲ص ۲۹۸ و فتح الغدیر شوکانی و کشف الغمہ ص ۹۴)

(۶) ابو اسحاق ثعلبی نیشاپوری (متوفی ۴۲۷ھ) تفسیر الکشف والبیان۔ روز غدیر نازل ہوئی: کتاب العمدہ ابن بطریق ص ۴۹۔ مناقب ابن شہر آشوب ج ۱ص ۵۲۶۔

(۷) حافظ ابو نعیم الاصفہانی (متوفی ۴۳۰ھ) کتاب مانزل من القرآن فی علیؑ (الخصائص ص ۲۹)

(۸) ابو الحسن الواحدی (متوفی ۴۶۸ھ) کتاب اسباب النزول ص ۱۵۰۔ آیہ بلّغ روز غدیر نازل ہوئی۔

(۹) حافظ ابو سعید السجستانی (متوفی ۴۷۷ھ) کتاب الولایت آیہ بلّغ روز غدیر نازل ہوئی۔ (الطرائف)

(۱۰) حافظ الحاکم الحسکانی الحنفی (متوفی ۴۹۰ھ کے بعد) کتاب شواہد التنزیل لقواعد التفصیل والتاویل آیہ بلّغ روز غدیر نازل ہوئی۔
(مجمع البیان ج ۲ص ۲۲۳)

(۱۱) حافظ ابو القاسم ابن عساکر الشافعی (متوفی ۵۷۱ھ) آیہ بلّغ علیؑ کے بارے میں روز غدیر نازل ہوئی۔ (درمنثور ج ۲ص ۲۹۸ فتح القدیر ج ۲ص ۵۷)

(۱۲) ابوالفتح نطنزی (مولود ۴۸۰ھ) کتاب الخصائص العلویہ آیہ بلّغ علیؑ کے بارے میں روز غدیر نازل ہوئی۔ (ضیاء العالمین)

(۱۳) امام فخر الدّین رازی الشافعی (متوفی ۶۰۶ھ) فضیلت علیؑ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۳۶)

(۱۴) ابوسالم النصیبی الشافعی (متوفی ۶۵۲ھ) روایت حضرت ابوسعید الخدری (اسباب النزول واحدی)

(۱۵) حافظ عزّ الدین الرسعینی الموصلی الحنبلی (متوفی ۶۶۱ھ) کتاب التفسیر علیؑ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (مفتاح النجاۃ بدخشانی و کشف الغمہ ص ۹۲)

(۱۶) شیخ الاسلام ابواسحاق الحموینی (متوفی ۷۲۲ھ) یہ آیت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (فرائد السمطین)

(۱۷) سید علی الھمدانی (متوفی ۷۸۶ھ) یہ آیت روز غدیر علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (مودۃ القربیٰ)

(۱۸) ابن العینی الحنفی (متوفی ۸۵۵ھ) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا **من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔**
(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۵۸۴)

(۱۹) ابن الصباغ المالکی (متوفی ۸۵۵ھ) روایت واحدی
(الفصول المھمہ ص ۲۷)

(۲۰) نظام الدین قمی (تفسیر النسائر الدائر ج ۶ ص ۱۷۰) روایت ابن عباس

(۲۱) کمال الدین المیبندی (متوفی بعد ۹۰۸ھ) روایت ثعلبی

(شرح دیوان امیر ص ۴۱۵)

(۲۲) جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) رواحسن

(۲۳) عبدالوہاب بخاری (متوفی ۹۳۲ھ) کتاب تفسیر بخاری۔ ابونعیم و ثعلبی روز غدیر علیؑ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابونعیم و ثعلبی)

(۲۴) جمال الدین شیرازی (متوفی ۱۰۰۰ھ) روز غدیر در شان علیؑ آیہ بلّغ نازل ہوئی۔ (کتاب اربعین)

(۲۵) محمد محبوب العالم کتاب تفسیر شاہی یوم غدیر در شان علیؑ نازل ہوئی۔

(۲۶) میرزا محمد بدخشانی کتاب مفتاح النجاص ۲۲۱ یوم غدیر در شان علیؑ نازل ہوئی۔

(۲۷) قاضی شوکانی تفسیر فتح الغدیر ج ۳ ص ۵۷ یوم غدیر در شان علیؑ آیہ بلّغ نازل ہوئی۔

(۲۸) شہاب الدین آلوسی شافعی بغدادی روح المعانی ج ۲ ص ۳۴۸ یہ آیت یوم غدیر در شان علیؑ نازل ہوئی۔

(۲۹) شیخ سلیمان قندوزی حنفی۔ ینابیع المودۃ ص ۱۲۰ یہ آیت یوم غدیر در شان علیؑ نازل ہوئی۔

(۳۰) شیخ محمد عبدہ مصری۔ تفسیر المعارج ج ۶ ص ۴۶۳ آیہ بلّغ یوم غدیر در شان علیؑ نازل ہوئی۔

طبری نے حضرت عائشہ وغیرہ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ: آنحضرتؐ

کی حفاظت کے لئے لوگ پہرہ دیتے تھے تا اینکہ یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے قبّہ خیمہ سے سر نکال کے فرمایا اے لوگو! چلے جاؤ اس لئے کہ اللہ نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

دوسری آیت جو روز غدیر نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً ۝

آج میں نے پورا کر دیا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔

(ترجمہ: از شیخ الہند مولانا محمد حسن، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

تمام آئمہ و علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ روز غدیر اعلان ولایت و وصایت امیر المومنینؑ کے بعد یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہوئی یہ امامت امیر المومنینؑ کی ایسی جلی نص ہے اور ایسا حکم الٰہی ہے جس کو صحابۂ رسولؐ اور تمام سننے والے بخوبی سمجھ گئے تھے۔

علمائے اہلِ سنت میں سے بھی بہت سے علمائے تفسیر و حدیث نے بھی یہی شان نزول اپنی کتابوں میں لکھی ہے (سوائے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے جن میں ان کا نزول یوم عرفہ لکھا ہے۔ مگر اس شان نزول سے روایت کا دوسرا حصّہ غلط ہو جاتا ہے یعنی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ فقط (۸۱) دن زندہ رہے اور ۱۲ ربیع الاوّل کو آپؐ کی وفات ہوئی)

جن علمائے عظام اہلِ سنت نے اس آیت کا روز غدیر نازل ہونا لکھا ہے ان میں یہ بھی شامل ہیں:-

(۱) حافظ ابو جریر طبری در کتاب الولایۃ

(۲) حافظ ابن مردویہ بروایت حضرت ابو سعید الخذری الصحابی و حضرت ابوھریرہ کتاب تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۴ تفسیر درّ منثور سیوطی وغیرہ۔

(۳) حافظ ابو نعیم اصبہانی کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ۔

(۴) حافظ ابوبکر خطیب بغدادی تاریخ بغداد ج ۸ ص ۲۹۰۔

(۵) حافظ ابو سعید ابن بجستانی کتاب الولایت۔

(۶) حافظ ابن المغازلی الشافعی۔ کتاب العمدہ ص ۵۲۔

(۷) حافظ ابوالقاسم الحاکم الحسکانی روایت حضرت ابو سعید الخذری

(۸) حافظ ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی کتاب درمنثور ج ۲ ص ۲۵۹۔

(۹) اخطب الخطباء الخوارزمی۔ کتاب المناقب وفرائد السمطین۔

(۱۰) ابوالفتح نطنزی۔ کتاب الخصائص العلویہ۔

(۱۱) سعد الدین الصالحی۔ کتاب توضیح الدلائل۔

(۱۲) سبط ابن الجوزی الحنفی البغدادی۔ کتاب تذکرہ ص ۱۸

(۱۳) شیخ الاسلام حموینی۔ کتاب فرائد السمطین باب دوازدہم۔

(۱۴) ابن کثیر دمشقی۔ کتاب ابن کثیر و تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۱۰

(۱۵) جلال الدین سیوطی شافعی کتاب درمنثور ج ۲ ص ۲۵۹ و کتاب

الاتقان ج ا ص ۱۳۱

(۱۶) میرزا محمد البدخشی کتاب مفتاح النجا۔

ان سب نے یہ روایت نقل کی ہے اور متعدد طریقوں سے کہ یہ آیت روز غدیر نازل ہوئی۔ نیز یہ کہ حضرت امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی اور یہ الفاظ بھی لکھے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ اکبر اکمال دین اتمام نعمت پر خدا میری رسالت اور علیؑ بن ابی طالبؑ کی ولایت سے رضامند ہوا (تفسیر کشف الغمۃ) بعضوں نے حدیث غدیر نقل کر کے حضرت عمر بن الخطاب کا مبارک باد دینا بھی لکھا ہے۔

تیسری آیت

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ① لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ② مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ③

مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا آئے اللہ کی طرف سے جو چیز

(اردو ترجمہ از ترجمہ قرآن شیخ الہند مولانا محمود حسن مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

روز غدیر جب آنحضرتؐ نے حکم خدا پہنچایا اور حضرت امیرؑ کو اپنا جانشین بنایا تو واپسی کے وقت مدینہ منورہ کی راہ میں آنحضرتؐ کے پاس ایک مسجد میں آ کر حارث بن نعمان فہری اور بقولے جابر بن نضر بن حارث عبدری نے کہا اے محمدؐ ہم نے آپؐ کے حکم سے توحید اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی پھر نماز اور روزہ

حج زکوٰۃ کا حکم دیا ہم نے سر جھکایا مگر آپؐ راضی نہ ہوئے اوراب اپنے چچازاد بھائی کو ہم پر فضیلت دے کر یہ کہا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں، اس کے علیؑ بھی مولا ہیں تو کیا یہ آپؐ کا حکم ہے یا خُدا کا حکم ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا خُدائے واحد کی قسم یہ اُسی کا حکم ہے! یہ سُن کر وہ شخص اپنی سواری کی طرف بڑھا اور دُعا مانگی کہ یا اللہ اگر محمدؐ سچ کہہ رہے ہیں تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا عذاب نازل کر! دُعا مانگتے ہی اُس کے سر پر ایک پتھر گرا جو اُس کے جسم کے نیچے سے نکل گیا جس سے وہ مر گیا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ روایت حسب ذیل علمائے اہلِ سنت نے بھی نقل کی ہے:

(۱) حافظ ابوعبید ھروی (متوفی ۲۲۳ھ، کتاب تفسیر غریب القرآن)

(۲) ابوبکر نقاش موصلی بغدادی (متوفی ۳۵۱ھ) کتاب تفسیر شفاء الصدور۔

(۳) ابواسحاق ثعلبی (متوفی ۴۳۷ھ) کتاب تفسیر الکشف والبیان

(۴) حاکم ابوالقاسم حسکانی۔ کتاب دعاۃ الھداۃ

(۵) ابوبکر یحییٰ القرطبی (متوفی ۵۶۷ھ) کتاب تفسیر قرطبی

(۶) سبط ابن الجوزی (متوفی ۶۵۴ھ) کتاب تذکرہ

(۷) شیخ ابراہیم بن عبداللہ الیمنی کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء ص ۲۴۰

(۸) شیخ الاسلام حموینی (متوفی ۷۲۲ھ) کتاب فرائد السمطین باب ثانی عشر۔

(۹) شیخ محمد زرندی حنفی (متوفی ۷۵۰ھ) کتاب معارج الوصول و کتاب دار السمطین۔

(۱۰) شہاب الدین احمد دولت آبادی (متوفی ۸۴۹ھ) کتاب ہدایت السعداء جلوۂ ثانیہ۔

(۱۱) نورالدین ابن صباغ مالکی مکّی (متوفی ۸۵۵ھ) کتاب الفصول المہمۃ ص ۲۶۔

(۱۲) نورالدین سمہوری شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) کتاب جواہر العقدین۔

(۱۳) ابوالسعود الغمادی (متوفی ۹۸۲ھ) کتاب تفسیر عمادی ج ۸ ص ۲۶۲۔

(۱۴) شمس الدین شربینی شافعی (متوفی ۹۷۷ھ) کتاب تفسیر السراج المنیر ج ۴ ص ۳۶۴۔

(۱۵) جمال الدین شیرازی (متوفی ۱۰۰۰ھ) کتاب الربعین۔

(۱۶) شیخ زین الدین مناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ) کتاب فیض القدیر ج ۶ ص ۲۱۸

(۱۷) ابن العیدروس یمنی (متوفی ۱۰۴۱ھ) کتاب العقد النبوی والسر المصطفوی۔

(۱۸) احمد بن باکثیر (متوفی ۱۰۴۷ھ) کتاب وسیلۃ المال۔

(۱۹) شیخ عبدالرحمٰن الصفوری کتاب نزہۃ ج ۲ ص ۲۴۲۔

(۲۰) شیخ برہان الدین حلبی شافعی۔ (متوفی ۱۰۴۴ھ) کتاب سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۰۲۔

(۲۱) سید محمود بن محمد القادری مدنی۔ کتاب الصراط السوی فی مناقب النبی

(۲۲) شمس الدین الحنفی الشافعی (متوفی ۱۱۸۱ھ) کتاب شرح جامع

الصغیر سیوطی ج ۲ ص ۳۸۷۔

(۲۳) شیخ محمد صدر العالم۔ کتاب معارج العلیٰ فی مناقب المرتضیٰ

(۲۴) شیخ محمد محبوب العالم۔ کتاب تفسیر شاہی۔

(۲۵) ابوعبداللہ زرقانی مالکی (متوفی ۱۱۲۲ھ) کتاب شرح المواہب اللدنیّہ۔

(۲۶) شیخ احمد بن عبدالقادر شافعی۔ کتاب ذخیرۃ آلمال۔

(۲۷) محمد بن اسماعیل یمانی (متوفی ۱۱۸۲ھ) الروضۃ الندیہ شرح التحفۃ العلویہ

(۲۸) سید مومن الشبلنجی شافعی مدنی کتاب نور الابصار ص ۷۸۔

(۲۹) شیخ محمد عبدہ مصری (متوفی ۱۳۲۳ھ) کتاب تفسیر المنار ج ۶ ص ۴۶۴۔

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں فقط ابن تیمیہ نے حسب عادت کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ صاحب عبقات نے جغرافیہ، لغت، ادب اور دیگر علوم اسلامی کی کتابوں سے متعدد صفحات میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ اعتراضات نہ صرف عصبیت وعداوت پر مبنی ہیں بلکہ ان سے معترض کی جہالت وناواقفیت بھی ظاہر ہوتی ہے اور حقیقت وہی ہے جسے حذیفہؓ یمانی جیسے صحابی کی روایت ظاہر کرتی ہے اور جو شانِ نزول بڑے بڑے مفسرین ومحدثین نے مختلف راویوں سے بطریق صحیح نقل کی ہے۔ جب کتب تفسیر کے ساتھ کتب حدیث وتاریخ کو بھی شامل کر لیا جائے اور اُن صدہا شعراء کو بھی جنھوں نے عہدِ صحابہ سے اب تک حدیث غدیر کی توثیق کی ہے تو یہ حدیث تواتر اور شہرت اور صحت کی مقرر شدہ حدود سے بھی آگے نکل کے امامت وولایت علی مرتضیٰؑ ایسی نص جلی بن جاتی ہے

جس سے انکار دو پہر میں آفتاب کے وجود سے انکار کی طرح مہمل اور عبث نظر آتا ہے اور جس کا سبب عناد اور عداوت کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مسلم اور مومن تو یہ معلوم ہوتے ہی کہ یہ اللہ اور رسول کا حکم ہے فوراً اپنا سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔

(۱۱۰) فہرست راویان حدیث غدیر

از صحابہ رسولؐ بحساب حروف تہجّی

جن کتابوں میں روایت موجود ہے

(۱) حضرت ابوھریرہ (تاریخ خطیب تہذیب الکمال۔تہذیب التّہذیب۔ مناقب خوارزمی۔اسنی المطالب وغیرہ)

(۲) ابولیلی انصاری (مناقب خوارزمی۔تاریخ الخلفاء سیوطی۔ جواہر العقدین سمہوری)

(۳) ابوزینب بن عوف انصاری (اسد الغابہ۔الاصابہ وغیرہ)

(۴) حضرت ابوفضالہ الانصاری (اسد الغابہ۔تاریخ آل محمدؐ)

(۵) حضرت ابوقدامہ الانصاری (اسد الغابہ۔حدیث الایہ ابن العقدہ۔جواہر العقدین۔اصابہ)

(۶) حضرت ابوعمرۃ عمرو بن محصن الانصاری (اسد الغابہ۔ابن العقدہ)

(۷) حضرت ابوالہیثم بن التیہان (ابن عقدۃ۔نخب المناقب۔مقتل خوارزمی۔ جواہر العقدین۔تاریخ آل محمدؐ)

(۸) حضرت ابورافع القبطی (ابن عقدۃ ـ نخب المناقب ـ مقتل خوارزمی)

(۹) حضرت ابوذویب خویلد (ابن عقدۃ ـ خوارزمی)

(۱۰) حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ (ابن عقدۃ ـ نخب المناقب ـ اسنی المطالب)

(۱۱) حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ (حدیث الولایہ ـ نخب المناقب)

(۱۲) حضرت اُبیؑ بن کعب انصاری (نخب المناقب)

(۱۳) حضرت اسعد بن زرارۃ الانصاری (ابن عقدۃ ـ نخب المناقب ـ کتاب الولایہ ـ اسنی المطالب)

(۱۴) حضرت اسماء بنت عُمیس (ابن عقدہ)

(۱۵) حضرت اُم المومنین اُمِّ سلمہ (ابن عقدہ ـ جواہر العقدین ـ ینابیع المودۃ ـ وسیلۃ المآل)

(۱۶) حضرت اُم ھانی بنت ابی طالبؑ (مسند بزّاز ـ ینابیع المودۃ ـ ابن عقدۃ)

(۱۷) حضرت ابوحمزہ انس بن مالک (تاریخ خطیب ـ ابن قتیبہ ـ نخب المناقب مقتل خوارزمی ـ تاریخ الخلفا سیوطی وغیرہ)

(۱۸) حضرت براء بن عازب الانصاری (مسند امام احمد ـ سنن ابن ماجہ ـ خصائص نسائی ـ تاریخ خطیب ـ الریاض النضرۃ وغیرہ)

(۱۹) حضرت بریدہ ابن الخصیب اسلمی (مستدرک حاکم ـ حلیۃ الاولیاء ـ استیعاب ابن البر ـ کنز العمال وغیرہ)

(۲۰) حضرت ثابت بن ودیعۃ الانصاری (ابن عقدۃ ـ اسد الغابہ ـ تاریخ آل محمدؐ)

(۲۱) حضرت جابر بن سمرۃ بن جنادہ (ابن عقدۃ ۔ کنز العمال)

(۲۲) حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری (ابنِ عقدۃ ۔ استیعاب ۔ کفایت الطالب ۔ فرائد السمطین وغیرہ)

(۲۳) حضرت جبلۃ بن عمرو الانصاری (ابن عقدۃ)

(۲۴) حضرت جبیر بن مطعم النوفلی (تاریخ آل محمدؐ ۔ مودۃ القربیٰ ۔ ینابیع المودۃ)

(۲۵) حضرت جریر بن عبداللہ بجلی (مجمع الزوائد ۔ معجم کبیر طبرانی ۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ۔ الہدایہ والنہایہ ۔ کنز العمال)

(۲۶) حضرت ابوذر الغفاری (ابن عقدۃ ۔ نخب المناقب ۔ فرائد السمطین ۔ اسنی المطالب وغیرہ)

(۲۷) حضرت ابوجنیدہ جذع الانصاری (أسد الغابہ ۔ معارج العلیٰ)

(۲۸) حضرت حبہ بن جوین العرنی (ابن عقدۃ ۔ الکنیہ والاسماء ۔ مناقب ابن المغازلی وغیرہ)

(۲۹) حضرت حبشی بن جنادۃ السلولی (ابن عقدۃ ۔ اسد الغابہ وغیرہ)

(۳۰) حضرت حبیب بن بدیل بن ورقاء الخزاعی (ابن عقدۃ ۔ أسد الغابہ ۔ الاصابہ)

(۳۱) حضرت حذیفہ بن أسید الغفاری (ابنِ عقدۃ ۔ ینابیع المودۃ ۔ صحیح ترمذی ۔ أسد الغابہ ۔ الفصول المہمہ وغیرہ)

(۳۲) حضرت حذیفہ بن الیمان الیمانی (ابن عقدۃ ۔ ینابیع المودۃ ۔ صحیح ترمذی

أسد الغابہ۔ الفصول المہمہ وغیرہ)

(۳۳) حضرت حسّان بن ثابت انصاری (دیوان شاعر الرّسول)

(۳۴) حضرت امام حسن مجتبیٰؑ بن علیؑ (ابن عقدۃ۔ نخب المناقب۔ خوارزمی)

(۳۵) حضرت امام حسینؑ بن علیؑ (ابن عقدۃ۔ زین الفتیٰ وغیرہ)

(۳۶) حضرت خالد بن زید الانصاری (ابن عقدۃ۔ الریاض النضرہ۔ نخب المناقب۔ أسد الغابہ۔ البدایۃ والنہایۃ۔ کنز العمال وغیرہ)

(۳۷) حضرت خالد بن الولید بن المغیرہ (نخب المناقب)

(۳۸) حضرت خزیمہ بن ثابت الانصاری (ابن عقدۃ۔ نخب المناقب وغیرہ)

(۳۹) حضرت خویلد ابن عمرو الخزاعی (مسند امام احمد بن حنبل)

(۴۰) حضرت رفاعہ بن عبد المنذر انصاری (ابن عقدۃ۔ نخب المناقب۔ کتاب الغدیر)

(۴۱) حضرت زبیر بن العوام القرشی (ابن عقدۃ۔ اسنی المطالب وغیرہ)

(۴۲) حضرت زید بن الارقم الانصاری (مسند امام احمد وغیرہ)

(۴۳) حضرت زید بن ثابت (ابن عقدۃ۔ نخب المناقب۔ اسنی المطالب وغیرہ)

(۴۴) حضرت زید بن شراحیل الانصاری (ابن عقدۃ۔ اسد الغابہ وغیرہ)

(۴۵) حضرت زید بن عبداللہ انصاری (ابن عقدۃ)

(۴۶) حضرت سعد بن ابی وقاص (خصایص نسائی سنن ابنِ ماجہ۔ مستدرک

حاکم۔حیلۃ الاولیا۔دغیرہ)

(۴۷)حضرت سعد بن الجنادۃ العوفی (ابن عقدۃ وغیرہ)

(۴۸)حضرت سعد بن عبادۃ الانصاری (نخب المناقب)

(۴۹)حضرت سعد بن مالک الانصاری (ابن عقدۃ وغیرہ)

(۵۰)حضرت سعید بن زید القرشی (مناقب ابن المغازہ)

(۵۱)حضرت سعید بن سعد بن عبادۃ الانصاری (حافظ ابن عقدۃ)

(۵۲)حضرت سلمان الفارسی (حافظ ابن عقدۃ نخب المناقب۔فرائد السمطین اسنی المطالب)

(۵۳)حضرت سلمہ بن عمرو بن الاکوع (حافظ ابن عقدۃ)

(۵۴)حضرت سمرۃ بن جندب الفزاری (حافظ ابن عقدۃ۔اسنی المطالب)

(۵۵)حضرت سہل بن حنیف الانصاری (ابن عقدۃ۔اسد الغابہ وغیرہ)

(۵۶)حضرت سہل بن سعد الانصاری (جواہر العقدین وغیرہ)

(۵۷)حضرت الصدی ابن عجلان الباھلی (ابن عقدۃ)

(۵۸)حضرت ضمیرۃ الاسدی (کتاب الغدیر منصور الرازی وابن العقدہ)

(۵۹)حضرت طلحہ بن عبید اللہ تمیمی (مروج الذھب۔مستدرک حاکم وغیرہ)

(۶۰)حضرت عامر بن عمیر النمیری (الاصابہ وغیرہ)

(۶۱)حضرت عامر بن لیلیٰ بن ضمرہ (ابن عقدۃ۔اسد الغابہ۔الاصابہ۔بلفظ آلا دمن کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ) (جلد۳صفحہ۹۲)(ج۲ص

۲۵۷)

(۶۲) حضرت عامر بن لیلی الغفاری (الاصابہ ابن حجر مکی)

(۶۳) حضرت ابوالطفیل عامر بن داثلہ اللیثی (مسند امام حنبل۔ خصائص نسائی۔ صحیح ترمذی۔ حاکم مستدرک۔ اسدالغابہ کنزالعمال وغیرہ)

(۶۴) حضرت عائشہ بنت ابی بکر (ابن عقدۃ فی حدیث الولایہ)

(۶۵) حضرت عباس بن عبدالمطلبؑ (ابن عقدۃ۔ اسنی المطالب)

(۶۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عبدرب الانصاری (ابن عقدۃ۔ اسد الغابہ۔ الاصابہ وغیرہ)

(۶۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف القرشی (ابن عقدۃ۔ اسنی المطالب)

(۶۸) حضرت عبدالرحمٰن بن معمیر الدیلی (ابن عقدۃ۔ مقتل خوارزمی)

(۶۹) حضرت عبداللہ بن ابی عبدالاسد المخزومی (ابن عقدۃ)

(۷۰) حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقا (فہرست کشی)

(۷۱) حضرت عبداللہؓ بن بشیر المازنی (حافظ ابن عقدۃ)

(۷۲) حضرت عبداللہ بن ثابت الانصاری (تاریخ آل محمدؐ)

(۷۳) حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ بن ابیطالبؑ الہاشمی (حافظ ابن عقدہ)

(۷۴) حضرت عبداللہ بن حنطب القرشی (احیاء المیت سیوطی)

(۷۵) حضرت عبداللہ بن ربیعہ (مقتل خوارزمی)

(۷۶) حضرت عبداللہ بن عباس (خصایص نسائی۔ مسند امام احمد۔ مستدرک

حاکم۔الہدایۃ والنہایۃ وغیرہ)

(۷۷)حضرت عبداللہ بن ابی اوفی علقمۃ الاسلمی (حافظ ابن عقدۃ)

(۷۸)حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب (مجمع الزواید۔سنن ابی شیبہ۔جمع الجوامع سیوطی۔تاریخ الخلفاء۔کنز العمال وغیرہ)

(۷۹)حضرت عبداللہ بن مسعود الہذلی (حافظ ابن مرودیہ۔درمنثور سیوطی۔تفسیر شوکانی۔روح المعانی۔اسنی المطالب)

(۸۰)حضرت عبداللہ بن یامیل (حافظ ابن عقدۃ۔اسد الغابہ وغیرہ)

(۸۱)حضرت عثمان بن عفان (حافظ ابن عقدۃ۔کتاب الغدیر منصور رازی۔ابن المغازلی)

(۸۲)حضرت عبید بن عازب الانصاری (حدیث الرحبہ)

(۸۳)حضرت عدی بن حاتم (حافظ ابن عقدۃ۔جواہر العقدین)

(۸۴)حضرت عطیۃ بن بسر المازنی (حافظ ابن عقدۃ۔جواہر العقدین)

(۸۵)حضرت عقبہ بن عامر الجہنی (حافظ ابن عقدۃ۔جواہر العقدین۔تاریخ آل محمدؐ قاضی بہجت)

(۸۶)حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام (دیوان امیر۔واحتجاجات علویہ۔در کتب مختلفہ۔مسند امام حنبل سیوطی وابن حجر وغیرہ)

(۸۷)حضرت عمار بن یاسر العنی (کتاب صفین۔شرح نہج۔فرایدالسمطین۔اسنی المطالب وغیرہ)

(۸۸) حضرت عمارۃ الخزرجی الانصاری (مجمع الزواید۔ تاریخ الخلفاء، مفتاح النجا۔ نزل الابرار)

(۸۹) حضرت عمر بن ابی سلمہ المخزومی (حافظ ابن عقدۃ)

(۹۰) حضرت عمر بن الخطاب مناقب مغازلی۔ الریاض النقرہ۔ مناقب امام احمد فصل الخطّاب۔ البدایۃ والنہایۃ وغیرہ)

(۹۱) حضرت عمران بن حسین الخزاعی (ابن عقدۃ۔ اسنی المطالب)

(۹۲) حضرت عمرو بن الحمق خزاعی (ابن عقدۃ)

(۹۳) حضرت عمرو بن شراحیل (مقتل خوارزمی)

(۹۴) عمرو بن العاص (الامامۃ والسیاسۃ۔ مناقب خوارزمی)

(۹۵) حضرت عمرو بن مرّۃ الجہنی (امام احمد۔ طبرانی۔ کنز العمال)

(۹۶) حضرت صدیقہ کبریٰ فاطمہ بنت النبیؐ (ابن عقدۃ۔ کتاب الغدیر منصور رازی۔ مودۃ القربیٰ ایضاً بلفظ میں **من کنت امامه فعلیٌ امامه**)

(۹۷) حضرت فاطمہ بنت حمزۃ عم الرسولؐ (ابن عقدۃ و منصور رازی)

(۹۸) حضرت قیس بن ثابت بن شماس انصاری (حافظ ابن عقدۃ۔ اسد الغابہ۔ الاصابہ۔ معارج العلیٰ)

(۹۹) حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (منجملہ شعراء غدیر و منجملہ گواہان حدیث غدیر فی حدیث الرکبان)

(۱۰۰) حضرت کعب بن عجرۃ الانصاری (ابن عقدۃ)

(۱۰۱) حضرت مالک بن الحویرث اللیثی (مناقب ابن حنبل۔ ابن عقدۃ)

(۱۰۲) حضرت مقداد بن اسود الکندی (ابن عقدۃ۔ فرائد حموینی)

(۱۰۳) حضرت ناجیہ بن عمرو الخزاعی (ابن عقدۃ۔ اسد الغابہ۔ اصابہ ابن الحجر وغیرہ)

(۱۰۴) حضرت ابو برزہ فضلۃ بن عتبہ (ابن عقدۃ حدیث الولایۃ)

(۱۰۵) حضرت نعمان بن عجلان الانصاری (تاریخ آل محمدؐ قاضی بہجت)

(۱۰۶) حضرت ہاشم المرقال ابن عتبہ (ابن عقدۃ۔ اسد الغابہ۔ الاصابہ)

(۱۰۷) حضرت ابو دسمہ وحشی بن حرب الحبشی (ابن عقدۃ۔ مقتل خوارزمی)

(۱۰۸) حضرت وھب بن حمزۃ (الادھام۔۔ مقتل خوارزمی)

(۱۰۹) حضرت وھب بن عبداللہ السوائی (ابن عقدۃ۔ مقتل خوارزمی)

(۱۱۰) حضرت لیلی بن مرۃ بن وھب الثقفی (حافظ ابن عقدۃ۔ ابو موسیٰ۔ ابو نعیم۔ اسد الغابہ۔ اصابہ ابن حجر وغیرہ)

یہ تھے (۱۱۰) صحابہٴ رسولؐ کے نام جن میں مسلمانوں کے خلفائے راشدین اور افراد عشرہٴ مبشرہ بھی شامل ہیں اور افراد خانوادہٴ نبوت بھی اور امہات المومنین بھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ سامعین حدیث غدیر میں سے ان راویوں کی روایتیں جو مختلف اسناد سے مختلف کتابوں میں موجود ہیں۔ صاحب عبقات الانوار نے ان کتابوں کے مصدقہ قلمی اور مطبوعہ نسخے جمع کئے اور ان راویوں کو علماء اہل سنت کیا درجہ دیتے ہیں وہ روایتیں بھی نقل کی ہیں فرمان

رسالتؐ کے مختلف جملے بھی نقل فرمائے خطبۂ غدیر کے کلمات بھی آنحضرتؐ کی دُعا بھی صحابہ کی مبارکباد اور تہنیت بھی کہ علیؑ کو اعلان ولایت مطلقہ مبارک!

(۸۴) علمائے تابعین جنہوں نے حدیث غدیر کی روایت فرمائی ہے

(۱) ابو راشد الحرانی الشامی۔ (علامہ عجلی اور علامہ ابن حجر نے ان کو قابل وثوق قرار دیا ہے) (۲) ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف (متعدد علماء نے ان کو فقیہہ وثقہ لکھا ہے) (۳) ابوسلیمان المؤذن (علمائے رجال نے انکو مقبول ثقہ لکھا ہے) (۴) ابو صالح السمان ذکوان المدانی (امام احمد نے نہایت قابل اعتماد قرار دیا ہے) (۵) ابو عنفوانۃ المازنی (علماء نے ثقہ لکھا ہے) (۶) ابو عبدالرحیم الکندی (ثقہ تھے) (۷) ابوالقاسم اصبغ ابن نباتہ (ابن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے) (۸) ابولیلی الکندی (بقول علمائے رجال ثقہ ہیں) (۹) ایاس بن نذیر (بقول ابن حبان ثقہ ہیں) (۱۰) جمیل بن عمارۃ (توثیق ابن کثیر) (۱۱) حارثہ بن نصر (یوم رحبہ گواہی دی) (۱۲) حبیب بن ابی ثابت الاسدی (ذہبی نے فقیہہ الکوفہ اور ثقہ لکھا ہے) (۱۳) الحرث بن مالک (ثقہ تھے) (۱۴) حسین ابن مالک (ثقہ تھے) (۱۵) حکم بن عتیبہ الکوفی (ذہبی نے فقیہہ اور ثقہ لکھا ہے) (۱۶) حمید بن عمارۃ الخزرجی (ثقہ تھے) (۱۷) حمید الطّویل (بقول ذہبی مشیخہ الاثر اور ثقات میں سے تھے) (۱۸) خیثمہ بن عبدالرحمان الجعفی (ابن حجر وغیرہ نے ثقہ لکھا ہے) (۱۹) ربیعۃ الجرشی (دارقطنی نے فقیہہ وثقہ قرار دیا ہے) (۲۰) ابوالمثنی ریاح بن الحارث النخعی (ابن حجر نے توثیق کی ہے)

(۲۱)ابوعمر وزاذان بن عمر الکندی (ابن حجر نے توثیق کی ہے) (۲۲) ابومریم زرّ بن جیش (ذہبی نے امام القدوہ لکھا ہے)(۲۳) زیاد بن ابی زیاد (حافظ ہیثمی نے ابن حجر کے ساتھ توثیق کی ہے) (۲۴) زید بن یشیع الھمدانی (تقریب میں ثقہ من کبارا تابعین لکھا ہے) (۲۵) سالم بن عبداللہ بن عمر الخطّاب (ذہبی نے فقیہہ الحجۃ لکھا ہے) (۲۶) سعید بن جبیر الکوفی (علماء نے ثابت قدم فقیہہ لکھا ہے) (۲۷) سعید بن ابی حدّان (ثقہ تھے) (۲۸) سعید بن المسیّب القرشی داماد ابوھریرہ (علماء نے ان کو واسع العلم لکھا ہے) (۲۹) سعید بن وھب الھمدانی (ابن معین نے توثیق کی ہے) (۳۰) ابو یحیٰ اسلمہ بن کہیل الحضرمی (امام احمد نے توثیق کی ہے) (۳۱) سُلیم بن قیس الھلالی (عندالفریقین معتبر ہیں) (۳۲) سلیمان بن مھران الاعمش (ذہبی نے توثیق کی ہے) (۳۳) سہم بن الحصین الاسدی (ثقہ ہیں) (۳۴) شہر بن حوشب (ثقہ ہیں) (۳۵) الضحاک بن مزاحم الہلالی (امام احمد نے توثیق کی ہے) (۳۶) طاؤس بن کیسان الیمانی (ابونعیم نے ان کو اولیاء میں شمار کیا ہے) (۳۷) طلحہ بن المصرف الایابی (ابن حجر نے ثقہ اور قاری و فاضل لکھا ہے) (۳۸) عامر بن سعد بن ابی وقاص (تقریب میں ثقہ لکھا ہے) (۳۹) عائشہ بنت سعد (ابن حجر نے توثیق کی ہے) (۴۰) عبدالحمید بن المنظر بن الجارود العبدی (نسائی اور ابن حجر نے توثیق کی ہے) (۴۱) ابوعمارہ عبدخیر بن یزید الھمدانی (ابن معین وغیرہ نے توثیق کی ہے) (۴۲) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی (میزان میں ان کو تابعین میں شمار

کیا گیا ہے)(۴۳) عبدالرحمٰن بن سابط (ابن حجر نے توثیق کی ہے)(۴۴) عبداللہ بن اسعد بن زرارہ (ثقہ ہیں)(۴۵) ابو مریم عبداللہ بن زیاد الاسدی (ابن حبّان نے توثیق کی ہے)(۴۶) عبداللہ بن شریک عامری (علماء نے ان کو نہایت سچا اور ثقہ لکھا ہے)(۴۷) ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عقیل الہاشمی (ترمذی نے ان کو صدُوق لکھا ہے)(۴۸) عبداللہ بن یعلی بن مرہ (ثقہ ہیں)(۴۹) عدی بن ثابت الانصاری (علماء نے توثیق کی ہے)(۵۰) ابوالحسن عطیہ بن سعد بن جنادہ (توثیق ابن جوزی و ابن معین) (۵۱) علی بن زید بن جدعان بصری (توثیق ابن ابی شیبہ و ترمذی)(۵۲) ابوھارون عمارہ بن جوین العبدی (علمائے رجال نے توثیق کی ہے)(۵۳) عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ بنی اُمیہ (علماء نے توثیق کی ہے)(۵۴) عمر بن عبد الغفار (ثقہ ہیں)(۵۵) عمر بن علی (صاحب تقریب نے ثقہ مانا ہے)(۵۶) عمرو بن جعدۃ بن ھبیرۃ (ثقہ تھے) (۵۷) عمرو بن مرۃ (ذہبی نے توثیق کی ہے)(۵۸) ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی (ذہبی نے **من آئمة التابعین ثقة عابد** لکھا ہے)(۵۹) ابوعبداللہ عمرو بن میمون الاددی (امام اور ثقہ مانا ہے)(۶۰) عمیرہ بن سعد الہمدانی (ابن حبّان نے توثیق کیا ہے)(۶۱) عمیرہ بنت سعد بن مالک المدینہ (علماء نے توثیق کی ہے)(۶۲) عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ (ابن معین نے توثیق کی ہے)(۶۳) ابوبکر فطر بن خلیفۃ المخزومی (ثقہ صدُوق اور امام احمد کے معتبر راوی)(۶۴) قبیعہ بن ذویب (توثیق ذہبی)(۶۵) ابومریم قیس الثقفی

المدنی (توثیق امام نسائی) (۶۶) محمد بن عمر بن علی (توثیق ابن حبان وابن حجر) (۶۷) ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح (توثیق ابن معین وابن زرعہ) (۶۸) مسلم الملائی (ثقہ تھے) (۶۹) ابوزرارۃ مصعب بن ابی وقاص (صاحب تقریب نے ثقہ لکھا ہے) (۷۰) مطلب بن عبداللہ القرشی المخزومی (ابوزرعہ اور دارقطنی کی توثیق) (۷۱) مطرالوراق (ثقہ تھے) (۷۲) معروف بن خربوز (ثقہ تھے) (۷۳) منصور بن ربعی (ثقہ تھے) (۷۴) مہاجر بن مسمارالزہری (ابن حبان نے توثیق کی ہے) (۷۵) موسیٰ بن اکتل بن عمیر النمیری (ثقہ تھے) (۷۶) ابوعبداللہ میمون البصری (ابن حبان نے توثیق کی ہے) (۷۷) نذیر الضبی الکوفی (کبار تابعین میں شمار ہوئے) (۷۸) حی ابن حانی الہمدانی الکوفی (نسائی نے توثیق کی ہے) (۷۹) ابوبلج یحییٰ بن سلیم الفزاری (توثیق ابن معین ونسائی) (۸۰) یحییٰ بن جعدہ بن ھبیرۃ المخزومی (ثقہ تھے) (۸۱) یزید بن ابی زیاد الکوفی (منجملہ علمائے کوفہ شمار ہوتے تھے) (۸۲) یزید بن حیان التیمی الکوفی (عاصی نے توثیق کی ہے) (۸۳) ابوداؤد یزید بن عبدالرحمٰن بن الادری (ابن حیان نے توثیق کی ہے) (۸۴) ابونجیح یسار الثقفی (ابن معین نے خلاصۃ الخزرجی کے مطابق ان کی توثیق کی ہے)

یہ ۸۴ تابعین ہیں جنہوں نے عہد صحابہ رسولؐ دیکھا اوران سے احادیث کی روایت کی۔ ظاہر ہے کہ حدیث غدیر اتنی اہم حدیث ہے جس کے متعلق آنحضرتؐ نے سامعین کو یہ حکم دیا تھا کہ جولوگ موجود ہیں وہ اُن تک جو یہاں

حاضر نہیں ہیں یہ حکمِ خدا اور رسولؐ پہنچادیں ایک لاکھ سے زائد حاضرین مجمع غدیر نے لاتعداد لوگوں سے حدیث نقل کی ہوگی مگر صاحب عبقات الانوار اور صاحب کتاب الغدیر کو ۱۱۰ اصحابہ اور ۸۴ راویان تابعین کے نام ملے اور انہوں نے ان میں ہر ایک کے اہلِ سنت کے نزدیک معتبر اور موثق اور سچے راوی ہونے کے حوالے صدہا کتب سے جمع کیے اور ان کو مع نام کتاب اور صفحہ و سطر کے جمع کر دیا ہے۔

۲۴ تاریخوں میں واقعہ غدیر اور حدیثِ غدیر کا تذکرہ

(۱) ابن قتیبہ دینوری — متوفی ۲۷۶ھ کتاب المعارف والامامۃ والسیاستہ

(۲) آئمۃ المورخین بلاذری — متوفی ۲۷۹ھ کتاب الانساب الاشراف

(۳) ابن زولاق اللیثی المصری — متوفی ۲۸۷ھ تاریخ ابن زدلاق

(۴) طبری — متوفی ۳۱۰ھ کتاب مفرد

(۵) خطیب بغدادی — متوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد

(۶) ابن عبدالبر — متوفی ۴۶۳ھ استیعاب

(۷) شہرستانی — متوفی ۵۴۸ھ الملل والنحل

(۸) ابن عساکر — متوفی ۵۷۱ھ تاریخ ابن عساکر

(۹) یاقوت الحموی — معجم الادیار

(۱۰) ابن الاثیر — متوفی ۶۳۰ھ اسد الغابہ

(۱۱) ابن ابی الحدید معتزلی — متوفی ۶۵۶ھ شرح نہج البلاغہ

(۱۲) یافعی	۶۶۸ھ	مراۃ الجنان
(۱۳) ابن خلکان	متوفی ۶۸۱ھ	تاریخ ابن خلکان
(۱۴) ابن الشیخ البلوی		الف باء
(۱۵) ابن کثیر الشامی	۷۷۴ھ	البدایۃ والنہایۃ
(۱۶) ابن خلدون	متوفی ۸۰۸ھ	مقدمۂ تاریخ
(۱۷) شمس الدین ذہبی		تذکرۃ الحفاظ
(۱۸) النویری	متوفی در حدود ۸۳۳ھ	نہایۃ الارب
(۱۹) ابن الحجر العسقلانی	متوفی ۸۵۲ھ	الاصابہ وتہذیب التہذیب
(۲۰) المقریزی	متوفی ۸۴۵ھ	الخطط
(۲۱) ابن صباغ مالکی	متوفی ۸۵۵ھ	الفصول المہمہ
(۲۲) جلال الدین سیوطی	متوفی ۹۱۰ھ	متعدد کتابوں میں
(۲۳) القرمانی الدمشقی	متوفی ۱۰۱۹	اخبار الدول
(۲۴) نور الدین الحلبی	متوفی ۱۰۴۴	سیرت حلبیہ

وغیرہ ہم از مورخین عرب و ایران و برصغیر پاک و ہند

دوسری سے چودھویں صدی ہجری کے حدیثِ غدیر کے راوی۔ بڑے علماء اہلِ سُنّت اور صاحبانِ تصانیف

دوسری صدی ہجری کے ۵۶ علماء تیسری صدی ہجری کے ۹۲ علماء

چوتھی صدی ہجری کے ۴۳ علماء پانچویں صدی ہجری کے ۲۴ علماء

چھٹی صدی ہجری کے	۸۰علماء	ساتویں صدی ہجری کے	۲۱علماء
آٹھویں صدی ہجری کے	۱۸علماء	نویں صدی ہجری کے	۱۶علماء
دسویں صدی ہجری کے	۱۰علماء	گیارھویں صدی ہجری کے	۱۲علماء
بارھویں صدی ہجری کے	۱۴علماء	تیرھویں صدی ہجری کے	۱۲علماء
چودھویں صدی ہجری کے	۱۹علما	کل ۱۴۷ مصنّفین وراوی	

توثیق سندحدیثِ غدیر کرنے والے آئمہ علمِ حدیث

آئمہ حدیث

(۱) حافظ ترمذی م ۲۷۹ھ (یہ حدیث حسن اور صحیح ہے) (۲) حافظ طحاوی م ۲۷۹ھ (یہ حدیث صحیح الاسناد ہے) (۳) فقیہہ محاملی بغدادی م ۳۳۰ھ (یہ حدیث صحیح ہے) (۴) ابوعبداللہ حاکم م ۴۰۵ھ (متعدد صحیح اسناد سے روایت کی) (۵) ابومحمد العاصمی (اُمتِ محمدی نے یہ حدیث قبول کرلی ہے) (۶) حافظ قرطبی م ۴۶۳ھ (یہ سب حدیثیں ثابت ہیں) (۷) فقیہہ معازلی شافعی م ۴۸۳ھ۔ (یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے) (۸) امام غزالی م ۵۰۵ھ (جمہور متن حدیث پر متفق ہیں)

حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ کے کتنے فضائل بیان کئے اور انھیں اہلسنّت علماء نے لکھا، کتاب کا نام ہے صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۵ قاہرہ مصر سے چھپی۔ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۶۴ مصر سے چھپی اس کتاب میں فرماتے ہیں علیؑ کو پیغمبرؐ سے وہی نسبت ہے جو پیغمبرؐ کو خدا سے ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا میں اس شخص کے آگے نہیں

بڑھ سکتا جسکے بارے میں مَیں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا ہے کہ علیؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو مجھ کو اللہ سے نسبت ہے۔ دوسری حدیث ایک دفعہ حضرت ابوبکر نے علیؑ سے راہ میں ملاقات کی اس وقت حضرت ابوبکر حضرت علیؑ کو دیکھ کر مسکرائے حضرت علیؑ نے ان سے پوچھا کہ کس بات پر مسکرائے حضرت ابوبکر نے جواب دیا میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی شخص پل صراط سے اس وقت تک نہیں گذر سکتا جب تک علیؑ اسکے لئے گذرنامہ تحریر نہ کردیں (ذخائر العقبیٰ طبری شافعی صفحہ ۷۱ طبع مصر، مناقب خوارزمی نویں جلد مقتل الحسین جلد صفحہ ۳۹) اب فرماتے ہیں علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے حضرت ابوبکر حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف بہت دیکھا کرتے تھے۔ (صواعق محرقہ) جناب عائشہ نے جب اس کا سبب پوچھا تو کہا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے اسکے بعد ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے یعنی سچی ہے صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۵ قاہرہ۔ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۹۵ البدایہ والنہایہ جلد صفحہ ۳۵۷ مذکورہ حدیث کو حضرت ابوبکر کے علاوہ حضرت عمر، حضرت عثمان، جناب عائشہ، ابن مسعود، انس بن مالک، صوبان، معاذ بن جبل، جابر بن عبداللہ انصاری، عمران بن حصین، عمرو بن عاص، ابوہریرہ، ابوذر سب ہی نے یہ الفاظ اسی طرح بیان کیا ہے کہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

علیؑ کا ہاتھ اور نبیؐ کا ہاتھ عدل میں برابر

حضرت عمر، حضرت ابوبکر سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا مجھ سے

ابو ہریرہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں ایک دفعہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آنحضرتؐ کے سامنے کچھ خرمے رکھے ہوئے تھے میں نے آپؐ پر سلام کیا آنحضرتؐ نے جواب دیا اور اپنے ہاتھوں سے مٹھی بھر کے خرمے عطا فرمائے۔ میں نے ان خرموں کو گنا تو ۷۳ دانے نکلے اسکے بعد میں آنحضرتؐ سے رخصت ہو کر علیؑ کی خدمت میں آیا آپؑ کے آگے بھی خرمے رکھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا آپؑ نے جواب دیا اور مجھ کو دیکھ کر مٹھی بھر خرمے آپؑ نے بھی عنایت فرمائے ان کو میں نے گنا تو دیکھا کہ وہی ۷۳ دانے نکلے۔ یہ دیکھ کر میرا تعجب بڑھ گیا اور میں نبیؐ کے پاس آیا عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ کے سامنے خرمے رکھے ہوئے تھے آپؐ نے مٹھی بھر کے خرمے عنایت فرمائے میں نے ان کو گنا تو ۷۳ دانے نکلے اسکے بعد میں علیؑ کے پاس گیا انکے آگے بھی خرمے رکھے تھے انھوں نے مٹھی بھر کے خرمے عنایت فرمائے۔ میں نے ان کو گنا تو ۷۳ دانے نکلے سن کر رسولؐ نے تبسم کیا اور فرمایا ابو ہریرہ تم کو نہیں معلوم کہ میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔

اہلِ بیتؑ کی محبت و عداوت

زید نے یونس سے سنا انھوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا آپؐ خیمہ میں عربی کمان پر تکیہ کئے ہوئے تشریف فرما ہیں اس خیمے میں آپؐ کے علاوہ علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ تشریف رکھتے ہیں اس وقت رسولؐ اللہ نے فرمایا مسلمانوں آگاہ رہو میری صلح ہے اس سے جو اس

خیمے والوں سے صلح رکھے اور میری جنگ ہے اس سے جوان سے جنگ کرے میں دوست ہوں اسکا جوان کو دست رکھے اور دشمن ہوں ان کا جوان کو دشمن رکھے انکو بس وہ دوست رکھے گا جو خوش نصیب ہے اور اپنی پیدائش میں پاک ہو اور صرف وہی دشمنی رکھے گا جو بدنصیب ہوگا اور اپنی ولادت میں پست ہوگا۔ (مناقب خوارزمی اہلسنّت کی کتاب) علیؑ عترت رسولؐ ہے۔ حضرت ابوبکر کا ارشاد ہے کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ عترت رسولؐ ہیں کنزل العمال جلد ۶ صفحہ۔۔۔ حضرت عمر بن خطاب نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تمام لوگ علیؑ کی محبت پر اتفاق کر لیتے تو خداوند عالم آتش جہنم کو پیدا نہیں فرماتا۔ علیؑ کی ولایت کے بغیر شرف نہیں مل سکتا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اشراف کی محبت پیدا کرو پست لوگوں سے اپنی عزت بچاؤ اور جان لو کہ شرافت اس وقت تک مکمل نہیں ہوگی جب تک علیؑ کی ولایت مکمل نہیں ہوگی۔ (صواعق محرقہ)۔ فضائل علیؑ کا حساب ناممکن ہے۔ حضرت عمر نے نبیؐ سے روایت کی کہ اگر تمام سمندر روشنائی ہو جائیں تمام باغات قلم بن جائیں تمام انسان مل کر کتابت کریں تمام جن فضائل کا شمار کریں تب بھی ابوالحسنؑ آپؐ کے فضائل کا شمار نہیں ہوسکتا۔ (ینابیع المودۃ):۔

قطرۂ باراں کا ہو شمار آسان ہے
پر نہیں ممکن شہا تیرے فضائل کا شمار

علیؑ جیسا کوئی نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کسی

شخص کو وہ فضل حاصل نہیں جو علیؑ ابن ابیطالبؑ نے حاصل کیا۔ علیؑ ہی وہ ہیں جو اپنے ساتھ چلنے والے کو ہدایت کی طرف لے جائیں گے اور تباہی سے بچائیں گے۔ (ذخائر العقبیٰ، ینابیع المودۃ) حضرت عمر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خیبر میں علیؑ کو علم مل گیا۔ کنز العمال میں پھر حضرت علیؑ کی شادی کا حال بیان کیا ہے پھر نبیؐ و علیؑ ساتھ ساتھ ہیں، نبیؐ و علیؑ ایک دوسرے سے ہیں۔ پھر حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا۔ پھر حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسولؐ فرماتے ہیں کہ میری اور تمہاری مثال موسیٰؑ اور ہارونؑ کی ہے۔ یہ کتاب ہے خصائص نسائی اہلسنّت کے بہت بڑے مورخ ہیں اور انکے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ نسائی جو ہیں امام مسلم سے زیادہ عالم تھے اور زیادہ پڑھے لکھے تھے جنہوں نے صحیح مسلم لکھی یہ اہلسنّت کا قول ہے انہوں نے دس کتابیں لکھیں۔ بڑی ضخیم اور اسکے بعد انھیں خیال آیا کہ رہتے تو تھے مصر میں یہ مصر سے پھر دمشق گئے یہ امام نسائی اور مصر سے شام اسلئے گئے کہ جب انھیں پتہ چلا کہ دمشق میں مولا علیؑ کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ تبرّا کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس فکر میں آئے کہ یہ کیا ہے مسلمان ایسا کام کیوں کر رہے ہیں ان کو روکا جائے تو پھر انھوں نے دمشق میں بیٹھ کر ایک کتاب مولا علیؑ پہ لکھی سب سے آخر عمر میں جو آخری کتاب امام نسائی نے لکھی وہ مولا علیؑ پہ لکھی اور اسی میں سے یہ چیزیں میں پڑھ رہا ہوں کہ نسائی نے بتایا کہ حضرت ابوبکر نے یہ کہا حضرت عمر نے یہ کہا حضرت عثمان نے یہ کہا حضرت عائشہ نے یہ کہا یہ ساری حدیثیں امام نسائی نے جمع کیں شیعوں کو کیا

پڑی تھی کہ وہ جمع کرتے ۔شیعوں نے کوئی کتاب ہی نہیں لکھی ۔ کتابیں کہیں شیعہ لکھتے ہیں تقریریں کرتے ہیں۔ اچھا امام نسائی نے ایک روز اعلان کیا کہ میں مسجد دمشق میں یہ کتاب پڑھنے جا رہا ہوں۔ جب انھوں نے مسجد دمشق میں یہ کتاب پڑھنا شروع کی تو کچھ لوگ تیاری سے بیٹھے ہوئے تھے دہشت گرد تو ان میں سے ایک نے کہا پہلے تو یہ بتایئے کہ یہ سب تو آپ کہہ رہے ہیں علیؑ کے بارے میں ہم کچھ نہیں سننا چاہتے یہ بتایئے کچھ معاویہ کے بارے میں بھی آپ نے لکھا ہے کہنے لگے مجھے تو کوئی حدیث نہیں ملی صرف ایک حدیث یہ ہے کہ رسولؐ اللہ نے کہا پیٹ نہیں بھرے گا انھوں نے پھر کتاب پڑھنا شروع کر دی نسائی نے تو پھر ایک اور آدمی اٹھا اور اس نے کہا صحیح صحیح بتایئے کہ آپ کو ان کے بارے میں کچھ فضائل یاد ہیں تو انھوں نے کہا کہ بھائی انکی بخشش ہی ہو جائے بڑی بات ہے بس جیسے ہی انھوں نے یہ کہا چاروں طرف سے لوگ انکو منبر سے گرا کے مارنے لگے اور اتنا مارا، اتنا مارا کہ زخمی ہو گئے اور پھر انھوں نے کہا کہ مجھے مکہ پہنچا دو۔ دمشق سے انھیں مکہ پہنچا دیا گیا۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔ صفا، مروا دونوں پہاڑیوں کے بیچ دفن کیے گئے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم رسولؐ اللہ کے ہمراہ مکہ سے نکلے یہاں تک کہ غدیر خم پہنچے اس وقت رسولؐ اللہ نے منادی سے ندا کروائی پس جب ہم لوگ اکٹھے ہو گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کیا میں تم لوگوں پہ تمہارے نفسوں سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں۔ ہم لوگوں نے کہا کیوں نہیں، پھر

آنحضرتؐ نے فرمایا کیا میں تم لوگوں پر تمہاری ماؤں سے زیادہ اختیار نہیں رکھتا، ہم لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں، پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کیا میں تمہارے باپوں سے زیادہ اختیار نہیں رکھتا ہم نے فرمایا کیوں نہیں، اسکے بعد حضرتؐ اسی طرح الستُ الستُ فرماتے رہے اور ہم کیوں نہیں کیوں نہیں کہتے رہے اسکے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا جس پر میں بااختیار ہوں اس پر علیؑ بھی بااختیار ہیں۔ بارِالٰہا اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اسکے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے کہا مبارک ہو اے علیؑ آپؑ آج سے ہر مومن کے ولی ہو گئے۔ صاحب مودۃ القربیٰ ناقل ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ کو بلند کیا اور فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں پروردگار تو اسکو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اسکو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسکو جو علیؑ کو چھوڑ دے اور مدد کر اسکی جو علیؑ کی مدد کرے پھر آپؐ نے فرمایا پالنے والے تو ان لوگوں پر میرا گواہ ہے راوی حضرت عمر کی زبانی نقل کرتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ اے رسولؐ اللہ جس وقت آپ یہ اعلان فرما رہے تھے تو ایک خوبصورت جوان جسکے جسم سے خوشبو آ رہی تھی میرے پہلو میں بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا اے عمر رسولؐ اللہ نے ایک گرہ باندھی ہے جسکو سوائے منافق کے کوئی نہیں کھول سکتا رسولؐ اللہ نے یہ سن کر میرا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا اے عمر یہ جوان اولاد آدم سے نہیں تھا یہ جبرئیل امینؑ تھے جو تم سے اس بات کی تاکید کر رہے تھے۔ جو میں نے علیؑ کے بارے میں کہی ہے۔ امام نسائی نے لکھا ہے۔

مولاؐ بیان کرر ہے تھے خطبۂ شقشقیہ ،عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کیا خطبہ تھا جھوم رہے تھے لوگ کہ اچانک ایک آدمی اُٹھا جانے کیا باتیں کرنے لگا مولاؐ جھک کے اسکی طرف باتیں کرنے لگے اسکے بعد وہ چلا گیا۔ مولا چپ ہو گئے ۔ابن عباس کہتے ہیں پورا مجمع چلاّیا جہاں سے چھوڑا وہیں سے شروع کیجئے تو مولا نے کہا یہ تو شقشقیہ تھا۔ کیوں اس خطبہ کا نام شقشقیہ ہے جب اونٹ بیٹھے بیٹھے کبھی کبھی جب مست ہوتا ہے تو ایک آواز نکالتا ہے بس اسی آواز کو کہتے ہیں شقشقیہ ۔بس اسکی مرضی ہے کوئی لاکھ چاہے کہ اونٹ وہ آواز نکالے نہیں نکالتا وہ تو اسکی مرضی ہے جب وہ نکالے۔ مولا نے کہا یہ تو ایک شقشقیہ تھا کسی نے روک دیا یہ خطبہ مولا کا ادھورا رہ گیا جسے شقشقیہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ کا خطبہ تو میں سنا چکا کوشش کروں گا کہ شقشقیہ سناؤں اسلئے کہ غدیر کا اختتام اصل خطبہ پہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی مجھ سے پوچھتا کہ چودہ سو سال میں کتنے شعراء نے غدیر لکھی ہے تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ عربی کے شعراء سناؤں یا فارسی کے یا اردو کے یا ترکی کے اور کتنے صوفی اگر میں بتانا شروع کروں کہ اجمیری نے غدیر کیسے لکھی نظام الدین اولیاء نے غدیر کیسے لکھی حافظ شیرازی نے غدیر کیسے لکھی ،فرید الدین عطار نے غدیر کیسے لکھی ، ملا جامیؔ نے غدیر کیسے لکھی ، سچل سرمست نے غدیر کیسے لکھی ہے ، بوعلی شاہ قلندر نے غدیر کیسے لکھی ،شہباز قلندر نے غدیر کیسے لکھی ، میرؔ نے غدیر کیسے لکھی ہے ، غالبؔ نے غدیر کیسے لکھی ہے ، آتشؔ نے ، ناسخؔ نے ، انیسؔ نے ، دبیرؔ نے ، نفیسؔ نے ، اقبالؔ نے۔ کسی نے اقبالؔ سے پوچھا امام کسے کہتے

ہیں۔اقبالؔ نے بیان کیا ہے تیرے زمانے کا امام برحق جو حاضر و موجود سے تجھ کو بیدار کرے۔ یہاں سے بات شروع ہوئی اور وہاں آتے آتے کہا۔ صفات بتائے امام کہ:۔

ہو زندہ کفن پوش تو میت اسے سمجھیں
یا چاک کریں مردک ناداں کے کفن کو

مردک کے ۴۴ معنی ہیں ایک بھی معنی ایسے نہیں کہ منبر سے بتائے جائیں۔ تو اقبالؔ کہہ رہے ہیں کہ امام کا بھی کہیں امتحان لیا جاتا ہے۔ایک شخص نے ایک جوان کو جنازہ میں لٹایا کفن پہنا کے جنازہ بنا کے کچھ لوگوں کو ساتھ میں لے کے علیؑ کے پاس آیا اور کہا کہ نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔علیؑ آ گئے اور آ کے جنازے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور تین بار اسی سے پوچھا جس کو اقبالؔ مردک کہہ رہے ہیں۔پوچھا اس مُردے کی نماز جنازہ پڑھا دوں۔۳ مرتبہ پوچھا اس نے تینوں مرتبہ کہا ہاں پڑھا دیجئے جب علیؑ نماز جنازہ پڑھا چکے تو مردک نے ہنس کے کہا ہم تو آپ کے امتحان کے لیے اس زندہ آدمی کو لے آئے تھے کفن پہنا کے آپؑ کو علم غیب کہاں ہے یہ تو زندہ ہے آپؑ نے تو نماز جنازہ پڑھا دی کہا لے جاؤ دفن کر دو مردے کو نہیں رکھتے۔دیکھ لو چادر ہٹا کے تو دیکھو۔دیکھا تو مردہ تھا علیؑ نے کہا لے جاؤ دفن کر دو۔زندہ کو کفن پہنا کے امام کے پاس لائے۔۔اقبالؔ کیا کہہ رہے ہیں کہ:۔

ہو زندہ کفن پوش تو مردہ اسے سمجھیں

جسے سب زندہ سمجھ رہے ہیں امام اسے مردہ سمجھ رہا ہے۔ اسلئے کہ امام کے پاس مردہ بنا کے لایا گیا۔ اب سمجھے ارادہ۔ ان کا ارادہ اُسکا ارادہ۔ تم نے کہہ دیا مردہ تو اب مردہ ہے تو یاد رکھنا جس کو علیؑ کہہ دیں مردہ تو وہ مردہ ہے جسے علیؑ کہہ دیں زندہ تو وہ قوم زندہ ہے۔ صلوٰت۔

اقبالؔ نے پہلا مصرع ایک واقعہ سے بنایا دوسرا مصرع قرآن کی ایک آیت سے اٹھایا:۔

یا چاک کریں مردک ناداں کے کفن کو

وہ کونسی آیت ہے وہ آیت ہے یہ تو چلتی پھرتی میتیں ہیں۔ ہیں زندہ مگر اللہ کہہ رہا ہے کہ چلتی پھرتی میتیں ہیں تو امام کون ہیں زندہ لایا جائے مردہ کیلئے تو مردہ ہوگئے اور جو زندہ ہیں جو بنا کے لایا ہے علیؑ اسے مردہ سمجھتے ہیں بس بات اتنی ہے کہ ہے تو وہ کفن پہنے چلتی پھرتی میت۔ لیکن چونکہ ناداں ہے مردک ہے تو علیؑ اسکے کفن کو چاک کر کے نہیں بتا رہے ہیں کفن کے پیچھے کون چھپا ہے۔ تم جسے زندہ سمجھ رہے ہو اسکے کفن کے پیچھے لاش چھپی ہے۔ اب اقبالؔ کا شعر سنئے کہ امام کون ہے:۔

ہو زندہ کفن پوش تو مردہ اسے سمجھیں
یا چاک کریں مردک ناداں کے کفن کو

آپ پریشان ہوں گے مردک ناداں کسے کہتے ہیں میں مومن خاں مومنؔ کی ایک رباعی سناتا ہوں۔ یہ لفظ یا تو انہوں نے استعمال کیا یا اقبالؔ نے۔ اقبالؔ

حنفی تھے۔ مومن خاں مومنؔ اہلِ حدیث تھے:-

مردک نے شہنشاہ سے بیعت چاہی
گمراہ نے کس راہ سے بیعت چاہی
مصداق ہوا معنیٔ تبت کا یزید
فرزندِ یداللہ سے بیعت چاہی

تبت یدا سورہ کو استعمال کیا۔ **یداللہ فوق ایدیھم** قرآن کی آیت کو استعمال کیا۔ مومن خاں مومنؔ نے بتایا کہ نہ باپ نے بیعت کی نہ بیٹا بیعت کرے گا۔ پتہ چلا ولایت علیؑ کا جھگڑا تھا ولایت علیؑ حکمرانی۔ حکمرانی کیا ہے مباہلہ میں اعلان ہوا ہماری ہے حکمرانی۔ جاؤ سامنے سے ہٹ جاؤ عیسائیوں نے کہا ہاں ہم آپؐ کی حکمرانی مانتے ہیں۔ آپؐ کی حکمرانی یہ ہے کہ اگر آپؐ کہہ دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں۔ اب پتہ چلا حکمرانی کے معنی کیا ہیں تخت پہ بیٹھنا نہیں فوجوں کو کمانڈ کرنا نہیں، ملکوں اور زمینوں پر گھوڑے دوڑانا نہیں بلکہ حکمراں وہ ہوتا ہے کائنات کے پہاڑ کو اشارہ کرے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں۔ انھوں نے دیکھا ہٹ گئے لیکن جاتے جاتے نجران تو نوجوان راہب تھا جس کی عمر ۳۵ برس تھی۔ جوان تھا اسکی شادی ہوئی تھی اس نے کہا ملے بغیر نہیں جائیں گے کہا کیوں ملنا چاہتے ہو دیکھ تو چکے ہو رسولؐ کو کہا نہیں وہ جو مباہلہ میں سب سے آگے چھوٹا سا بچہ بیٹھا تھا۔ ہم اسکو ایک بار اور دیکھیں گے جسکا نام حسینؑ ہے کہا چلو تم کہتے ہو تو چلو۔ وقت وہ تھا مسجد نبوی میں رسولؐ اللہ کی گود میں حسینؑ کھڑے ہوئے تھے۔

پیر زانو پر تھے ایک ہاتھ نبیؐ کی گردن پر، دوش پر تھا۔ دوسرے ہاتھ سے ریش مبارک پر حسینؑ ننھے ننھے ہاتھوں سے ہاتھ پھیر رہے تھے۔ ایسے میں راہب آیا رسولؐ اللہ کو سلام کیا کہنے لگا ہم لوگ جارہے ہیں نجران واپس ہم لوگ الوداع کہنے آئے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ دعا ہمارے لئے کر دیجئے اسلئے کہ آپؐ کی دعاؤں کا اثر ہم نے (مباہلہ میں) دیکھ لیا کہا کیا ہے تیری دعا کہا میرے اولاد نہیں ہے۔ دعا کیجئے اللہ مجھے ایک بیٹا عطا کرے۔ غور سے رسولؐ اللہ نے راہب کی پیشانی کو دیکھا کہا تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ حسینؑ نے غور سے ریش مبارک سے چہرے کو اٹھا کر کہا نانا ہم نے اس کو ایک بیٹا عطا کیا۔ جب راہب نے کہا تھا تو رسولؐ اللہ نے فوراً لوح کو دیکھا لوح میں اللہ نے اولاد نہیں لکھی تھی۔ حسینؑ نے فوراً لوح کی طرف دیکھا ارادہ کیا حسینؑ نے، جب حسینؑ ارادہ کرتے ہیں تو اللہ بھی ارادہ کرتا ہے۔ حسینؑ نے دل میں سوچا بیٹا دیا جائے اللہ نے لوح میں فوراً لکھ دیا اب چاہا رسولؐ نے کہ حسینؑ کی زبان صداقت نظام ظاہر ہو دنیا کے سامنے اسلئے کہا تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ حسینؑ نے کہا ایک اور دیا، نہیں ہے تیرے نصیب میں بیٹا، حسینؑ نے کہا نانا ایک اور دیا، اے حسینؑ کہاں ہے اسکی تقدیر میں بیٹا کہا نانا ایک اور دیا، کہا نہیں ہوگا بیٹا اسکے، یہاں کہا ایک اور دیا سات بیٹوں پر جبرئیلؑ آگئے کہا نہیں نہ کہئے اللہ کہہ رہا ہے اگر قیامت تک حسینؑ کہتے رہے تو راہب کو بیٹے ملتے رہیں گے۔ حسینؑ تقدیر بدلتے ہیں اسلئے کہ تقدیر کے حکمراں یہ لوگ ہیں۔ حسینؑ تقدیر بدلتے ہیں اہلِ بیتؑ تقدیر

بدلتے ہیں کسی کی بھی لکھی ہوئی ہو اسلیئے کہ حکمراں یہ لوگ ہیں اللہ نے تقدیروں پر حاکم اہلِ بیتؑ کو بنایا ہے۔ موت و زندگی کا حاکم آل محمدؐ کو بنایا ہے۔ یہ ہے ولایت علیؑ آج حسینؑ بتا رہے ہیں کیا ہے ولایت حسینؑ اور نانا کی گود میں آنسو آگئے راہب کی آنکھوں میں بچہ کا وہ پیار وہ انداز وہ فصاحت وہ بلاغت ایک بار جھکتے جھکتے اتنا جھکا کہ حسینؑ کے پیر کو چوم لیا۔ پیر کو راہب نے چوم لیا ارے ان ہونٹوں سے تو انجیل چومتا ہے۔ ان ہونٹوں سے پیر چوم رہا ہے کیوں نہ چومے جو پیر رسولؐ کے زانو پہ ہوں دوش پہ ہوں کیوں نہ چومے۔ بے اختیار حسینؑ کو دیکھ کے کہا اے حسینؑ یہ جو دمشق سے پہلے ایک شہر حلب آتا ہے نا ادھر سے جب ہم جائیں گے قادسیہ ہو کر تو راستے میں ہمارا دیر ہے ہم وہیں رہتے ہیں اگر کبھی ادھر آنا تو ہمارے یہاں مہمان ہو جانا آؤ گے؟ حسینؑ نے کہا ہم وعدہ کرتے ہیں ہم ضرور آئیں گے تیرے پاس اس کو یقین کیسے آیا کہ حسینؑ کا وعدہ سچا ہے گھر گیا ایک سال کے بعد چاند سا ایک بیٹا ہوا دوسرا سال گذرا ایک اور بیٹا ہوا سال گذرتے رہے سات بیٹے برابر کے سات جوان خوبصورت بیٹے جب باپ باہر نکلتا تو جوان ساتھ ساتھ چلتے۔ فخر سے ساتوں بیٹوں کو دیکھ کر کہتا تمہیں کیا معلوم تم کس کا عطیہ ہو تمہیں کیا معلوم ہم نے کس سے تمہیں مانگا ہے تم کس کا عطیہ ہو اپنے باپ کا بڑا احترام کرتے باپ کی خدمت کرتے رہتے باپ اگر دھوپ میں ہے تو بیٹے چاروں طرف کھڑے باپ اگر سائے میں آیا تو وہ بھی سائے میں آگئے جب اس نے انجیل پڑھنے کا ارادہ کیا بیٹوں نے رحل لاکر رکھ

دی۔انجیل رکھ دی گلاب پاش چھڑ کا گیا۔عطر چھڑ کا گیا۔اُس نے تلاوت شروع کی۔ بیٹے بیٹھے ہوئے غور سے انجیل سن رہے ہیں۔لیکن ساری عادتیں بیٹوں کو معلوم تھی باپ کی یہ جانتے تھے کہ باپ اس کا عادی ہے اسکا عادی ہے لیکن ایک کام باپ ایسا کرتا تھا بیٹے پوچھتے تھے لیکن باپ نہیں بتاتا تھا۔جب اس کو فرصت ملتی تو دیر کی چھت پر چڑھ جاتا صحرا کی طرف دیکھا کرتا۔کافی دیر تک صحرا کی طرف دیکھا کرتا بیٹے پوچھتے رہتے تھے بابا آپ دیر تک کھڑے ہوئے عراق کی طرف کیا دیکھا کرتے ہیں کہا کسی کا انتظار ہے کسی کا وعدہ ہے وعدہ سچا ہے اب تک انتظار کررہا ہوں میری عمراب بڑھاپے تک آگئی جوانی شباب ختم ہوا اب تو موت قریب ہے لیکن یقین ہے مروں گا نہیں جب تک وہ آئیں گے نہیں بیٹے پوچھتے وہ کون ہے تو گھبرا کے کہتا تمہیں کیا بتائیں وہ کون ہے۔بس یقین ہے کہ وہ آئے گا رات کو انجیل پڑھتے پڑھتے سو گیا آنکھ لگی تھی کہ ایک بار گھبرا کے آنکھ کھول دی اسلیئے کہ گرجا کی دیوار کے نیچے کوئی رورہا تھا۔گھبرا گیا یہ کس کے رونے کی آواز ہے گھبرا کے اُٹھ گیا کہا یہ تو کوئی خاتون رورہی ہے اوراس طرح رورہی ہیں جیسے کسی ماں کا جوان بیٹا مرجاتا ہے۔وہ لاشہ جوان پر بین کرتی ہے۔پریشان ہوگیا راہب۔رات آدھی گذر گئی تھی اک بار دیر سے اترا اتر کر سیڑھیاں اتر کر شاہراہ پر آیا (اللہ سب کو زیارت کرائے جب حلب جانا وہاں ایک پتھر رکھا ہوا ہے اس پتھر سے لہوا بلنے لگتا ہے۔وہ پتھر کیا ہے معلوم ہے وہ پتھر کیا ہے وہ پتھر اب تک رکھا ہوا ہے اس راہب کے دیر پر) اک بار وہ اتر کر آیا

غور سے اس نے دیکھا اندھیرے میں ایک لشکر گھوڑوں پر سوار ہے کچھ اتر رہے ہیں۔ کچھ ناقوں پر ہیں۔ اک بار دیکھا کہ میرے دیر کی دیوار کے سہارے سے کچھ نیزے کھڑے ہوئے ہیں اور ہر نیزے پہ ایک کٹا ہوا سر ایک بار اتر کر آیا اور غور سے سروں کو دیکھتا ہوا چلا ہر سر کو دیکھتا ہوا چلا ابھی دیکھ رہا تھا دیکھا کچھ بی بیاں سامنے زمین پر بال چہروں پر ڈالے ہوئے حلقہ کیے ہوئے بیٹھی ہیں رونے کی آواز آرہی ہے سسکنے کی آواز آرہی ہے اسی میں ایک بچی بھی رو رہی ہے۔ کوئی ماں بین کررہی ہے کوئی بہن بھائی کو رورہی ہے۔ گھبرا گیا پریشان ہو گیا۔ کس کا قافلہ ہے۔ لشکر کیسا ہے یہ بی بیاں کیسی ہیں یہ کٹے ہوئے سر کیسے ہیں؟ اک بار چلتے چلتے اک سر کو دیکھا اور غور سے اس سر کو دیکھنا شروع کیا اور دل میں باتیں کرنے لگا یہ چہرہ کہیں دیکھا ہوا ہے اک بار سردار لشکر کے پاس گیا کہا یہ سر تم نے کاٹے ہیں کہا ہاں کہا وہ جو کنارے نیزے پر وہ جو بلند نیزے پر سر ہے وہ سر ہمیں چاہیئے کچھ دیر کیلئے ہمیں دے دو کہا یہ سر نہیں ملے گا یہ حاکم کیلئے قیمتی سر ہے ہم نے اسکے لئے بہت فوجیں جمع کی ہیں تب یہ سر کاٹا ہے اور یہ حاکم کے پاس جائے گا اک بار دیر میں گیا صندوق کھولا سونے کی کچھ اشرفیاں نکالیں کہا یہ لو قیمت یہ ہے کچھ دیر کیلئے سر دے دو یہ ساری اشرفیاں رکھ لو اب جو سردار نے اشرفیاں پائیں کہا اچھا سر لے جاؤ لیکن صبح ہونے سے پہلے ہمیں واپس کر دینا یہاں سے روانگی ہے سر کو ہاتھوں پر لئے ہوئے دیر کی طرف بڑھا یہ وہی پتھر ہے جس پہ لے جا کر سر کو رکھ دیا دونوں گھٹنوں کو زمین پر ٹیکا جھکنا شروع کیا۔ گلاب

پاش اٹھایا سر پہ چھڑ کنا شروع کیا۔لہو کے دھبے تھے لہو کو صاف کیا تا کہ چہرہ نظر آئے اب چہرہ صاف کیا وہ لہو جو گلاب پاش سے بہا تھا وہ پتھر پہ جم گیا چہرہ صاف ہو گیا اب جو غور سے دیکھا تو پکار کے کہا تم کو تو کہیں دیکھا ہے۔تم کو تو ہم جانتے ہیں۔اے سر میں بہت پریشان ہوں تیری آنکھوں کے حلقے یہ بتا رہے ہیں کہ پہلے تیری اولاد کو مارا ہے پھر تجھ کو مارا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ تیرا جوان پہلے مارا گیا یہ آنکھوں کے حلقے بتا رہیں اس کے بعد کہنے لگا یہ تیرے خشک ہونٹ یہ بتا رہے ہیں مرتے وقت تجھے پانی نہیں دیا گیا۔تو پیاسا مارا گیا ارے تو کون مظلوم ہے جسکی اولاد ماری گئی جسکو پیاسا مارا گیا۔ایک بار جھکا اور جھک کے کہا یہ تو میں سمجھ گیا تو کسی برگزیدہ کا سر ہے کسی نبی کا سر ہے اب میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو بول کے بتا کہ تو کس کا سر ہے اک بار سر میں جنبش ہوئی آواز آئی راہب نانا کی گود میں جب تم نے بیٹا مانگا تھا تو یاد ہے وہ نانا کی گود میں کس نے کہا تھا ایک بیٹا دیا دوسرا بیٹا دیا اک بار کہا اچھا تم حسینؑ ہو اللہ اکبر تم حسینؑ ہو حسینؑ نے تو یہ نہیں کہا میں حسینؑ ہوں وہ جو دور سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔اک بار آواز آئی ہاں ہاں اے راہب یہ ہمارا حسینؑ ہے فاطمہؑ کا لال۔یہ میرا بیٹا حسینؑ ہے اتنا سننا تھا کبھی اُٹھ جاتا کبھی سر کو سینے سے لگاتا کبھی پیشانی سے لگاتا کبھی پیشانی پہ بوسہ دیتا اک بار ٹہلنے لگا سر کو لیکر اک بار ٹہلتے ٹہلتے صبح ہونے لگی دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا کہا سر کو واپس کرو اب گھبرایا اک بار جا کے دیکھا بیٹے سو رہے تھے ساتوں جوان بیٹے برابر میں سو رہے تھے۔ایک بیٹے کو اُٹھایا کہا بیٹے ذرا آؤ میری بات سنو بیٹے

نے دیکھا باپ کی گود میں کٹا ہوا سر ہے کہا بابا یہ کٹا ہوا سر کیسا کہا شور نہ کرو گھبراؤ نہیں کہا یہ وہ ہے جس نے مجھ کو سات بیٹے دیئے تم اسکا عطیہ ہو یہ محمدؐ کا نواسہ یہ حسینؑ ہے میں اسکا سر ظالموں کو نہیں دوں گا ظالموں نے اسکو مار ڈالا میں اس سر کو اپنے پاس رکھوں گا۔ بیٹے تم تیار ہو گیا میں تمہارا سر کاٹ کر اسکے بدلے میں دے دوں بیٹے نے سر جھکایا باپ نے بیٹے کا سر کاٹا اک بار وہ سر حسینؑ کے سر کے پاس رکھا کہا بیٹے تیرا سر حسینؑ کے سر سے نہیں ملتا یہ پہچان جائیں گے دوسرے بیٹے کو اٹھایا کہا بیٹے کیا سر دے سکتے ہو کہا بابا سر حاضر ہے سر کاٹا دوسرا سر حسینؑ کے سر کے پاس رکھا تیسرا سر کاٹا حسینؑ کے سر کے پاس رکھا، یہاں تک کہ سات سر کاٹ کر حسینؑ کے سر کے پاس رکھ دیئے ایک بار آواز آئی حسینؑ کی اے راہب ہم نے دیئے تھے یہ مر نہیں سکتے تیرے بیٹے زندہ رہیں گے انکے سروں کو انکے جسموں سے ملا دے ہم کو جانا ہے شام تک ایک بار سر نے پکارا ارے کیوں میرے سر کو دیکھ کے اتنا بے تاب ہو گیا تجھ کو پتہ بھی ہے سر اپنے پاس رکھے گا تو کیا ہو گا اک بار سر حسینؑ نے کہا اپنے پاس نہ رکھنا اسلیئے کہ میرے ساتھ میری بہن زینبؑ گھبرائے گی جب۔۔۔ بھائی کو نہ پائے گی۔

❁❁❁

مجلس ہفتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لیے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ پر

جامعہ سبطین میں عشرۂ چہلم کی ساتویں تقریر آپ سماعت فرمارہے ہیں۔ ولایت علیؑ کے موضوع پر۔ موضوع ایک تسلسل کے ساتھ ہے اور اس تسلسل کے ساتھ ہی بہتر ہے کہ ہر سننے والا کڑی کو کڑی سے ملائے رکھے۔ بیچ سے کسی چیز کو لے کر الگ سے اسکا جائزہ اگر لیا جائے گا تو بات سمجھ میں نہیں آئے گی موضوع ہے۔ علیؑ کی حکمرانی، موضوع ہے علیؑ کے فضائل، موضوع ہے علیؑ کی عظمت، موضوع ہے علیؑ کی عظمتوں، فضیلتوں، معجزات، اور ان کی حکومت کے فوائد ہمیں اس سے کیا فائدہ پہنچتا ہے ہم کیوں اسکا اقرار کریں ہم کیوں اسکا بیان کریں سرکار دو عالمؐ نے اللہ نے کیوں اتنی عظمتوں کو بڑھایا اور کیوں یہ چاہا کہ پوری دنیا اس چیز کو سمجھے غور اس پہ کرنا ہے کہ پورا قرآن علیؑ کی مدح میں کیوں آیا اس پہ ریسرچ کرے انسان اس پہ سوچے کہ کیوں چاہا اللہ نے کہ قرآن کی ہر فضیلت کا مصداق علیؑ قرار پائیں کبھی اس پہ غور کریں یعنی اللہ قرآن میں جیسا انسان چاہتا ہے کہ بنے تو وہ آیت میں بیان کر دیتا ہے کہ تمہیں ایسا ہونا چاہئے اور علیؑ وہ

کر کے دکھا دیتے ہیں تو وہ آیت علیؑ کی ہو جاتی ہے۔ آپ کو کیا پریشانی۔ جب اللہ کہے کہ تقویٰ اختیار کرو تو تقویٰ کی حدیں کیا ہیں، کون قرآن کی آیت کے تقویٰ کے معیار پر پورا اترا ہے چودہ سو برس میں تو لے دے کے علیؑ رہ گئے کہ متقی کسے کہتے ہیں۔ وہی متقی، وہی امام المتقین۔ اللہ کہتا ہے نماز پڑھو کون اس معیار کی نماز پڑھے گا جیسی نماز علیؑ نے پڑھی۔ تو جتنی نماز کی تعریفیں قرآن میں آئیں گی وہ سب علیؑ کیلئے ہونگی کوئی نہیں اسکے معیار پر پورا اترے گا صبر کرو کون اس آیت پہ پورا اترے گا علیؑ۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے علیؑ حق کے ساتھ ہے جدھر جدھر علیؑ مڑے گا حق ادھر مڑے گا تو پھر جہاں جہاں حق کا ذکر قرآن میں ہوگا اس کے مصداق علیؑ ہونگے بات کو سمجھنے کے طریقے ہوتے ہیں شیعہ اور سنی جو قرآن کے معنی بیان کرتے ہیں اور جو اس کی تفسیر لکھتے ہیں یہ سب تفسیر بالرائے ہے۔ اگر امام سے نہیں لے رہے ترجمہ تو یہ گناہ ہو رہا ہے اس لئے کہ رسولؐ نے کہا ہے کہ جو ہماری اولاد سے علیؑ سے قرآن کے معنی لئے جائیں گے وہ صحیح ہیں ورنہ اگر کوئی اپنی رائے سے قرآن کے معنی لے گا تو وہ شرک کرے گا سب شرک میں مبتلا ہیں اپنی اپنی رائے یہاں اس لفظ کے یہ معنی ہیں اس اس لفظ کے یہ معنی ہیں تو کہہ دیا اللہ نے قرآن میں جب ولی کا لفظ آ گیا ہم ولی، رسولؐ ولی، علیؑ ولی یعنی یہ تین حاکم ہیں کائنات کے۔

اب آپ ولی کے معنی نہیں لیجئے دوست ہیں فلاں ہیں کچھ نہیں بس جو اللہ کہہ رہا ہے جو نبیؐ کہہ رہے ہیں جو امام کہہ رہے ہیں تفسیر وہ صحیح ہے جو امام بیان

کریں معنی وہ ہیں اسلئے کہ ترجمان القرآن ہمارے آئمہؑ کا خطاب ہے اور رسولؐ نے فرمایا کوئی قرآن کی آیتوں کا ترجمہ نہیں کرسکتا سوا ہمارے جانشینوں کے۔ بارہ امامؑ جو ترجمہ آیت کا بتائیں گے بس وہ ہے ترجمہ تفسیر تو اسکے بعد کی ہے اسی قرآن میں بتادیا کہ جہاں جہاں قرآن میں **صــراط مستـقیـم** کا لفظ آیا سرکار دو عالمؐ نے فرمایا یہاں مراد علیؑ ہیں کہیں بھی **صــراط مستـقیـم** کسی بھی آیت میں آیا تو رسولؐ نے کہا **صــراط مستـقیـم** علیؑ کا نام ہے بس علیؑ ہیں **صراط مستقیم** اور یہ سلسلۂ امامت **صراط مستقیم** اسکے علاوہ کہیں اگر **صـراط مستقیم** ہے اس جگہ کا نام بتاؤ۔ کس کو کہتے ہیں سیدھا راستہ **صراط مستــقیـم** سیدھا راستہ تو کیا آخرت والا پل جس میں کٹ کٹ کے سب جہنم میں گریں گے وہ پُل اسکا نام **صـراط مستـقیم** ہے نہیں سرکار دو عالمؐ نے کہا ہمارا علیؑ ہے **صــراط مستـقیم** ایک جگہ رسولؐ نے نہیں کہا دس ہزار جگہ کہا اور شیعہ سنی سب مانتے ہیں کہ **صراط مستقیم** علیؑ ہے اسی قرآن میں ہے کہ محشر کے دن سب سے پہلے فرشتے آگے بڑھیں گے اور آئمہؑ سے ملاقات کر کے کہیں گے۔ آج آپؑ کا دن ہے آپؑ نے صبر کیا اس لئے یہ دن آپؑ کا ہے اور دن کا نام کیا ہے یوم دین۔ آخری دن یوم دین اور مالک کون ہے فرشتے کہہ رہے ہیں یا علیؑ آپؑ ہیں مالک یوم دین۔

یہ ہیں شفاعت کرنے والے ان کا دن ہے کیوں جلتا ہے کوئی ابھی تو ان کا دن بھی نہیں آیا صرف بیان ہو رہا ہے تو جلے جا رہے ہیں تو اس دن پھر کیا ہوگا

سارے دن تمہارے دن انسانوں کے نام لکھ دیئے صبح اتوار تک جو سمجھ میں آئے کرو دین تمہارا چاہے سچ بولو یا جھوٹ بولو تقوی کرو یا فاسق و فاجر ہو جاؤ دن تمہارا ہے جو سمجھ میں آئے کرو اس دن دنیا سے ایک دن ہم نے لیا **الیوم اکملت لکم دینکم** تو تم نے اس دین کو نہیں مانا سارے دین اپنے بنالئے ورنہ کیا ہر دن غدیر کا تھا الیوم تو جب تم نے ایک دن ہمارا نہیں مانا تو آخری دن جو ہوگا وہ ہم نے آل محمدؐ کے نام لکھ دیا۔ جل مرو اسی لئے قرآن میں اللہ نے کہا تم کب تک ان سے حسد کرو گے ہم نے ان کو علم بھی حکمت بھی دی قرآن بھی دیا اب حسد میں جل مرو اللہ کو معلوم ہے کہ خوب حسد کیا جا رہا ہے کرتے رہو کب تک کرو گے حسد تو جہاں ہم نے کہا قرآن کی اس آیت کے مصداق علیؑ ہیں حاسدین جلے۔ جلو تو ہم کیا کریں رسولؐ نے کہا سورۂ الحمد ہمارے اور علیؑ کی مدح میں آیا شان میں آیا ایک ایک لفظ علیؑ کے لئے سورۂ الحمد کا ایک ایک لفظ علیؑ کیلئے ہے مالک یوم الدین وہی ہے **صراط مستقیم** بھی وہی **انعمت علیھم** بھی وہی **غیر المغضوب** انکے دشمن **ضالین** انکے دشمن تم ان کے دوست ہو انکے دشمن کا ذکر ہے۔ سورہ الحمد جن پہ نعمت نازل ہو وہ علیؑ اب اگر تم نعمت لینا چاہ رہے ہو اس میں اپنا نام لکھانا چاہ رہے ہو۔ یہی تو کہتے ہو ان کا راستہ کس کا راستہ جن پہ نعمتیں نازل ہوئیں کون لوگ ہیں وہ نام بتاؤ ہیں کون کیوں کہتے ہو سورۂ الحمد میں ان کا راستہ تو بتا دیا گیا ہاں کچھ لوگ ہیں جن کا راستہ وہی تو **صراط مستقیم** ہیں وہی تو **مالک یوم الدین** ہیں۔ رسولؐ نے فرمایا رسولؐ کی بات

پہ اگر بات کو کسی نے اونچا کیا تو وہ ہے تفسیر بالرائے۔ وہ ہے شرک اب اگر جو معنی لکھے ہیں لوگوں نے تو بھئی غلط العام جو چیز غلط مشہور ہو جائے تو اسکا ٹھیکہ کیا ہم نے لیا ہے۔ لفظ تَخت ہے آپ گھر میں ہر وقت بولتے رہیں تخَت تخَت تو ہم کیا کریں صحیح لفظ تو تخت ہے اب چونکہ آپ سب تخَت بولتے ہیں تو میں منبر سے کہہ دوں کہ ہاں تخَت صحیح ہے یہ کیا بات ہوئی، تخت ہے لفظ صحیح تخَت آپ بولتے ہیں، سورۂ الحمد کا جو ترجمہ چھپ رہا ہے غلط، میں اسے صحیح کہہ دوں منبر سے، کیوں کہہ دوں، تم غلطی کر رہے ہو، صحیح وہ ہے جو رسولؐ کہہ رہے ہیں، لکھو وہ لکھو جو رسولؐ کہہ رہے ہیں ہوش اُڑ جائیں اگر سورۂ قل ھو اللہ کے معنی امام صادقؑ کے بتائے ہوئے سن لو ایک ایک سورۂ کے معنی اگر بتائے جائیں جو ہمارے آئمہؑ نے بتائے ہیں۔ جو چھپے ہوئے موجود ہیں عربی میں فارسی میں اردو میں کیا ہے لیلۃ القدر امام نے فرمایا لیلۃ القدر میری دادی فاطمہ زہراؑ ہیں۔ چھپا دیا جسے زہراؑ کو پردے میں چھپا دیا بی بیؑ کا نام تھا اس لئے اس شب کو بھی چھپا دیا کوئی کہہ رہا ہے ۱۹ کی شب ہے کوئی کہہ رہا ہے ۲۱ کی شب ہے کوئی کہہ رہا ہے ۲۳ کی شب ہے کوئی کہہ رہا ہے ۲۹ کی ہے ۱۹ سے شروع کئے اعمال ۲۹ تک چلے گئے ڈھونڈھ رہے ہیں ڈھونڈھ نہیں سکتے اسلئے کہ شبِ قدر پردہ نشین ہے۔ بارگاہ میں سر جھکائے رہو۔ آپ کو کیا پتہ سورہ مزمّل کس کی شان میں ہے۔ آپ کو کیا پتہ سورۂ مدثر کس کی شان میں ہے۔ آپ کو کیا پتہ سورۂ مریم کس کی شان میں ہے۔ آپ تو اپنے معنی جو چاہے لکھتے رہئے لکھتے رہئے وارث ہے ابھی

آ کے صحیح کرائے گا۔ سب کو اچنبھا ہو جاتا ہے جب ائمہ کی چیزیں بیان کی جاتی ہے خطبۂ غدیر بانٹ دیا گیا پڑھئے اس کا ایک ایک لفظ کہا کہ نہیں کہا کہ سورہ والعصر علیؑ کی شان میں ہے بڑے بڑے علماء مانتے ہیں یہ تو رسولؐ نے کہہ دیا تھا تم اگر نہیں مانو گے اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ تقریر شروع ہی بیان سے کی تھی کہ چاند کے دو ٹکڑے تو کر دوں گا مگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو آئمہؑ نے کہا ہم معجزے تمہیں دکھائیں گے مگر تم ایمان نہیں لاؤ گے سرکار دو عالمؐ نے فرمایا یا علیؑ تمہاری فضیلت کی حدیث کا بار یا تو مومن کامل اٹھا سکتے ہیں یا ملکِ مقرب اٹھا سکتے ہیں اب تم میں سے کوئی وہ بار اٹھا رہا ہے تو تمہاری ولادت کی طہارت ہے یہ اسکی ماں کی مدد ہے اسکے ساتھ۔ ورنہ سمجھ لو ساتھ چھوڑا محبت مادری نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اگر کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ مدد مانگو دو رکعت نماز پڑھو ماں کیلئے اور دو رکعت نماز پڑھ کے کہو ماں اللہ تیرے مرتبوں کو بلند فرمائے کہ تو نے اپنے شیر میں ولایت علیؑ پلائی تو ہر حدیث پیمبرؐ کی ہم ماننے کو تیار ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا بہت تیز دھوپ تھی ایک فقیر بھکاری مکہ میں چلانے لگا فرض کیجئے چلانے لگا بھوکا ہوں کپڑے پھٹے ہیں گھر میں کچھ ہے نہیں بچوں کیلئے دو کسی نے کوئی توجہ نہیں دی سامنے گھر تھا ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا غصہ میں نکلا کیا ہے دوپہر کے وقت کیوں تم نے آواز دی۔ ارے تم سردار قریش ہو میں چلا رہا ہوں کب سے یہاں کوئی نہیں سُن رہا ہے مکہ میں۔ ابوجہل نے کہا اب کہاں ہے میرے پاس جو رقم آئی تھی اس سے کچھ اونٹ خرید لئے کچھ تجارت کا مال خرید لیا میرے پاس کچھ نہیں

ہے کچھ نہیں دے سکتا کہا جب تم سردار قریش ہو کے سردار مکہ ہو کے کچھ نہیں دے رہے ہو اب کہاں جاؤں۔ کس سے مانگوں میں تو تم سے کہہ رہا ہوں ان بتوں کا واسطہ جن کی تم پوجا کروا رہے ہو اگر ان کے نام پہ روٹی بھی نہیں ملی تو پھر کیا فائدہ ان کو ماننے سے اس نے کہا یہ تو دین خطرے میں پڑ رہا ہے۔ بھئی تو پریشان مت ہو۔ مکہ میں ایک آدمی کے بارے میں میں نے سنا ہے جو وہاں جاتا ہے وہ اس کو ضرور دیتا ہے کچھ۔ کہا اسکا نام بتاؤ کہا اسکا نام ہے علیؑ۔ تاریخ اسلام ۱۹۲۱ میں حوض قاضی دہلی سے شائع ہوئی مصنف ہیں مولوی امیر احمد خاں دہلوی (اہلسنت) کہا تم علیؑ کے پاس چلے جاؤ کہا جب تم نے نہیں دیا تو مکہ کا کوئی آدمی کیا دے گا میں کیا جانوں یہ کون ہے کہا جا تو سہی وہ چلا پوچھتا پاچھتا کہاں ہے گھر کہا بھئی ابو طالبؑ کا لڑکا ہے وہ ابو طالبؑ کے گھر وہ وہاں پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ ابو طالبؑ کا کھٹکھٹایا باہر علیؑ نکلے کہا کیا بات ہے کہا بھکاری ہوں کچھ دو کہا تو یہاں کیوں آ گیا کہا وہ سردار قریش جو بہت بڑے بنتے ہیں انکے گھر گیا تھا مانگنے انھوں نے کہا یہاں آؤ کہا اچھا تو بیٹھ علیؑ نے بٹھا لیا کھانا لے کے آئے کہا پہلے تو بھوکا ہے کھانا کھالے علیؑ نے اس کو کھانا کھلا دیا جب سیر ہو گیا پانی پلایا کہا کھانا تو تو نے اچھا کھلایا اب میری مدد کرو، کہا مٹھی بند کر اس نے مٹھی بند کی، علیؑ نے کہا مٹھی قریب لا علیؑ نے تین بار مٹھی پر پھونکا کہا اب جا خبردار مکہ میں مٹھی نہ کھلے جب مکہ سے باہر نکل جانا تب مٹھی کھولنا اب وہ مٹھی بند کئے کئے علیؑ کے گھر سے نکلا ابو جہل نے دیکھا فقیر آ رہا ہے۔ دوڑا فقیر کے پیچھے کہا کیا دیا علیؑ نے کہا کھانا

کھلایا کہا دیا کیا ہے کہا جب مٹھی کھلے گی جب تو مجھے پتہ چلے گا کہ کیا دیا ہے کہا کیا مطلب کہا مٹھی پر پھونک ماری ہے۔ جس مکہ میں مجھے روٹی نہ ملی وہاں بھوکوں سے کیا ملے گا۔ بہرحال وہ آگے آگے ابوجہل پیچھے پیچھے مکہ ختم ہوا ابوجہل مکہ سے باہر تک آ گیا کہا اب تو مٹھی کھول اب تو مکہ سے باہر آ گیا بس اب جو فقیر نے مٹھی کھولی آنکھیں خیرہ ہوئیں تین بڑے بڑے لعل اسکی ہتھیلی میں رکھے تھے۔ ارے علیؑ تین پھونکوں سے تین جواہرات بنا دیتے ہیں۔ (صلوٰت)

اہلسنّت عبداللہ خاں سیوطی ۱۹۳۱ (بشارات الرسالۃ۔ سورت انڈیا) کہتے ہیں کہ مسجد نبوی تھی اور سرکار دو عالمؐ تشریف فرما تھے پہلو میں علیؑ بیٹھے تھے۔ باتیں ہو رہی تھیں دونوں بھائیوں میں رسول اللہؐ نے کہا یا علیؑ جب معراج پر میں گیا تو عرش کی بلندیوں میں جہاں جہاں میرا اور اللہ کا نام لکھا تھا وہاں میں نے تمہارا بھی نام لکھا ہوا دیکھا لوح پر کرسی پر، قلم پر، جہاں دیکھا میرا نام لکھا ہے اللہ کا نام لکھا ہے اور تمہارا نام بھی لکھا ہے اور یا علیؑ تمہارے نام کے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے علیؑ کے ذریعہ نبوت کو مدد پہنچائی یہ تمہاری بلندی ہے۔ آسمانوں میں علیؑ نے ہاتھ جوڑا یا رسولؐ اللہ ذرّے کو آفتاب بنا رہے ہیں سب آپؐ ہی کا دیا ہے۔ ارے کہا یا علیؑ تمہاری بدولت ہے کیا کہتے ہو یہ تم نے جو کل ایک شخص کے دامن میں مٹی ڈال دی اسکا دامن سونے کے سکوں سے بھر گیا۔ خوب علیؑ کمال دیا ہے اللہ نے تمہیں۔ علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ دیا تو میں نے لیکن آپؐ کو پتہ ہے میں نے کیا کہہ کے اسکے دامن میں مٹی ڈالی کہا تم نے اللہ کا نام لیا ہوگا، کہا نہیں میں

نے آپؐ کا نام لیا تھا۔ بھئی اللہ کا نام لے کے اگر مٹی پھینکی جائے تو کیا ہوگا یہ قرآن میں ہے شب ہجرت جب چالیس پہلوانوں نے گھیر لیا تو اللہ نے رسولؐ سے کہا ایک مٹھی مٹی لو اور لے کے انکی طرف پھینکو جیسے ہی رسولؐ نے مٹی پھینکی اللہ کا نام لے کے سب اندھے ہو گئے اللہ کا نام لے کے اگر مٹی پھینکی جائے تو اندھا اور محمدؐ کا نام لے کے پھینکی جائے تو سونا۔ (صلوٰت)

لیکن یا رسولؐ اللہ وہ جو ایک دن سوالی آیا تھا آپؐ نے جواہرات سے اس کا دامن بھر دیا کہا یا رسولؐ اللہ آپ بھی تو کمال رکھتے ہیں، کہا ہاں رکھتا تو ہوں لیکن میں نے بھی کچھ پڑھ کے اسکے دامن میں مٹی ڈالی علیؑ نے کہا اسمہ کا نام لیا ہوگا کہا نہیں یا علیؑ کہہ کے ڈالی تھی۔ (صلوٰت)

یہاں تک روایت لکھ کے مولوی عبداللہ لکھتے ہیں کہ اب جو بات میں لکھ رہا ہوں وہ اسرار الکنوز عربی کی کتاب ملا یا مین کوفی اہلسنّت کے حوالے سے لکھ رہا ہوں روایت آگے بڑھی۔ اتنے میں ایک فقیر مسجد میں داخل ہوا اس نے کہا یا رسولؐ اللہ میں پریشان حال ہوں کچھ دیجئے رسولؐ اللہ نے کہا یا علیؑ جاؤ اسے سیر کر دو علیؑ اٹھے فقیر کو ساتھ لیا مدینے کے ایک صحرا میں آئے مدینہ کے باہر علیؑ نے پوچھا کیا چاہتا ہے۔ کہا بہت ضرورت مند ہوں کچھ ایسی دعا کر دیجئے کہ میری پریشانی ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے کہا ذرا اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف دیکھ اب جو اس نے دیکھا دو خچر کھڑے ہیں اس پر مال لدا ہے کہا اس کے اوپر سونا چاندی جواہرات ہیں لے جا۔ اب مولوی عبداللہ لکھتے ہیں کہ کتاب اسرار الکنوز میں

ملّا یامین کوفی لکھتے ہیں کہ اس فقیر کے گھر وہ دولت تین سو برس چلی نسلوں میں، جب وہ دولت لے کے جانے لگا تو علیؑ نے کہا خبردار اس دولت میں سے کبھی عیاشی پر شراب پر حرام پر خرچ نہ کرنا جس دن تو نے غیر شرعی کام اس دولت سے کیا یہ چھن جائیگی اسکے معنی تقویٰ کی پابندی نسلوں میں رہی اب سمجھے ایمان کیا ولایت علیؑ لے کے جارہی ہے نیکیوں کی طرف۔ مسند نشین ہیں گھر میں امام حسنؑ ایک شخص داخل ہوا۔ امام نے چہرہ دیکھا۔ (کتاب کا نام فضائل اہلِ بیتؑ مولانا محمد زکریا حنفی قادری لدھیانوی۔ ۱۹۱۹ الدھیانہ میں چھپی) امام نے دیکھا کہا تو کیسے آیا کہا کہ آپ مجھے جانتے ہیں؟ کہا جانتا ہوں تیرا نام اسعد ہے نا کہا اچھا آپؑ کو ہمارا نام بھی معلوم ہے کہا ہم سب جانتے ہیں۔ میرے باپؑ کو گالیاں دیتا ہے نا تو اسی کا تو وظیفہ مل رہا ہے تجھے کہا آپؑ کو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ بنی امیہ تو ان چیزوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ کہا تو اسکی بات کرتا ہے جس دن چاہوں بنی امیہ کے خزانوں کو فنا کر دوں اور جس فقیر کو چاہوں بادشاہ بنا دوں۔ (اہلسنّت لکھ رہے ہیں) کہا تو آپؑ کیوں نہیں بنی امیہ کی حکومت کو کیوں نہیں مان لیتے کہا اگر میں مان بھی لوں جب بھی یہ گالیاں دیں گے تو کیا سمجھ رہا ہے۔ یہ ہمیں برا کہتے رہیں گے فائدہ کیا کیوں مانوں انکی حکومت، میرے پاس کوئی حکومت کم ہے جو آیا ہے تو مجھ سے کہنے کے لئے کہا تو پھر غربت رہے گی کہا تو میری غربت کو سمجھا نہیں کہا اگر آپؑ اتنے عظیم ہیں اور اپنی مسند پہ بیٹھے بیٹھے دنیا کو دولتمند بنا سکتے ہیں تو میں بھی تو ضرورت مند ہوں سمجھئے میں غریب ہوں کہا آزمانا چاہتا ہے۔

اٹھ یہاں سے اپنے گھر جا تیرے گھر کے کباڑ خانے میں بہت دن سے دو صندوق پڑے ہیں اسمیں سات چادریں ہیں یمن کی ان چادروں کو ہٹانا اور جو کچھ اسمیں ہو تیرے ۳۰ برس کیلئے کافی ہے۔ پہنچا گھر چادریں ہٹائیں سکّے اور سونے کے ٹکڑے بھرے ہوئے تھے پھر واپس آیا واپس آ کر قدموں پہ گر گیا کہا آپؑ کی حکومت کائنات پر ہے۔ میں ایمان لایا ولایت علیؑ پر ۳۰ سال وہ دولت چلی اسکے گھر مگر اس شرط کے ساتھ کہ نیکیوں پر خرچ ہو بھائی یہی تو بات ہے کہ اپنی زندگی کا صرفہ ان نیک کاموں پر خرچ کر رہے ہیں تا کہ ولایت علیؑ باقی رہے۔ مجلس ماتم تمام عمل صالح اسمیں کیا حرج ہے مسجدیں بنوا رہے ہیں امامباڑے بنوا رہے ہیں یورپ میں ہوتے تو نائٹ کلب بنوا رہے ہوتے تو بڑا ثواب ہوتا نہیں نہیں ولایت علیؑ کہتی ہے وہاں کیلئے بنواؤ، دیکھا تیزی کے ساتھ ایک شخص مدینہ کی طرف آ رہا ہے اور حسینؑ مدینہ سے نکل رہے ہیں گھوڑے پر سوار ہو کے۔ کتاب کا نام کرامات الصالحین مولانا احمد حسین بنارسی ۱۹۱۶ بزرگ اہلسنّت عالم۔ تیزی سے وہ آ رہا ہے گھوڑے پر سوار امامؑ مدینہ سے باہر نکل رہے ہیں۔ اس نے کہا وہ جو سامنے عمارتیں نظر آ رہی ہیں یہی ہے شہر مدینہ امامؑ نے فرمایا ہاں یہی ہے شہر مدینہ اس نے پوچھا یہاں کوئی علیؑ نام کا رہتا ہے۔ (اب امامؑ نے گھوڑے کو روکا) کہا ہاں رہتا ہے کیا کام ہے اس نے کہا آج اس کا سر کاٹ لوں گا کہا اس نے ہمارے باپ دادا کو قتل کیا ہے، جنگوں میں ہم اس سے بہت بیزار ہیں، دشمنی ہے اس سے نفرت ہے۔ آج ہم اس کا حساب کتاب کر

دیں گے کہا اچھا جا اگر کر سکے تو کر دے ایسا، کہا تم ناراض ہو گئے میری بات سے تم کون ہو کیا نام ہے کہا میں حسینؑ ابن علیؑ ہوں، جس علیؑ کو تو مارنے جا رہا ہے اس کا بیٹا ہوں چھوٹا بیٹا حسینؑ، اب وہ رک گیا ہم نے تمہارے باپؑ کو گالیاں دیں تم طیش میں نہیں آئے۔ کہا نہیں ہم کبھی گالیوں پر طیش میں نہیں آتے کہا کیوں کہا اسلیئے ہمارے نانا کا ارشاد یہ ہے کہ جو گالیاں سن کر چپ رہے وہ صابر ہے اللہ کی نظر میں کہا تو اب ہم مدینہ میں نہیں جائیں گے کہا نہیں تو جا اسلیئے کہ اللہ علیؑ کا حافظ ہے اور اولاد علیؑ کی بھی حفاظت وہی کر رہا ہے۔ تجھے جو کرنا ہے کر تو جا میں کیوں روکوں ذرا سا یہ بتا دے لڑ بھڑ کے آ رہا ہے غصہ میں کیا تجھے کچھ پریشانی ہے بھوکا ہے تو چلوں پھر چل کے واپس کھانا کھلا دوں رقم نہیں ہے تو وہ دے دوں کوئی پریشانی گھریلو ہے تو وہ حل کر دوں کہا ہے تو پریشانی اسی وعدہ پر تو آیا ہوں کہ اگر علیؑ مار دیا تب مجھے خزانے سے کچھ ملے گا امامؑ نے کہا ابھی کھڑے کھڑے تیرے حصے کا دے دوں، تو کہا تم کیسے دو گے کہا دیکھ یہ کہہ کے حسینؑ نے آسمان کی طرف دیکھا کہا دیکھ وہ چیل آ رہی ہے تیرے حصے کی تھیلی لئے ہوئے اس کی نظر اٹھی اور چیل قریب آئی تھیلی اسکے سامنے پھینکی کہا اٹھا لے اب جو تھیلی کھولی تو سونے کے سکوں سے بھری ہوئی، کہا لے جا آیا تھا علیؑ کو قتل کرنے۔ یہ ہے ولایت حسینؑ۔

ہاں علیؑ نے تو کچھ نہیں کہا تھا خود آفر (offer) دی محمدؐ نے کہا جو میری مدد کا وعدہ کرے گا وہ میرا وزیر ہوگا وہ میرا وصی ہوگا وہ میرا جانشین ہوگا وہ میرا خلیفہ

ہوگا۔ اتنے بہت سے لفظ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ پہلے تمہاری عقل شریف میں آجائے آج ہی بتا دوں کہ میں علیؑ کو کیا کیا بناؤں گا آسان نہیں تھا مدد کرنا اسی لئے تو اتنی بہت سی آفردی اچھا کسی نے بھی نہ چاہا اسلیئے کہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ وصی کیا ہوتا ہے وزیر کیا ہوتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے محمدؐ کے پاس کیا ہے۔ چچا کے پاس رہ رہے ہیں چچا پال رہا ہے۔ انکے پاس ہے کیا یہ دیں گے کیا یہ وزارتیں کہاں سے بانٹ رہے ہیں یہ۔ اب سمجھ میں آئی بات کہ علیؑ دشمنی کیوں ہے لوگ اپنی بوٹیاں کیوں نوچتے ہیں اسلیئے کہ علیؑ کی تعریف کر کے بھی رزق مل رہا ہے اور کچھ لوگوں کو گالیاں دے کے بھی رزق مل رہا ہے۔ ہے تو علیؑ ہی چاہے ایسے لے لو چاہے ایسے لے لو۔ تو چلا آٹھواں علیؑ نیشا پور شان دکھانے چلا اے مامون تیری حکومت ہوگی عرب اور عجم پر دیکھ میں دکھاؤں کہ میری حکومت انسانوں کے جسموں پر نہیں ہے ہر جاندار ہر بے جان پر ہماری حکومت ہے تو پتھر پر حکومت نہیں کرسکتا۔ پتھر کا حاکم تو نہیں ہے۔ پتھر پہ کیسے حکومت کرے گا اتنا بڑا پتھر کا ٹکڑا لے کے منکر علیؑ آیا کہا اگر معجزہ ہے تمہارے پاس تو اسے سونا بنا دیجئے امامؑ نے نظر ڈالی پورا پتھر کا ٹکڑا سونا ہوگیا کہا ایسے نہیں لے جانے دوں گا اسمیں سے سات سیر تیرا حصہ ہے جو زائد ہے وہ یتیموں اور بیواؤں کو دینا ہوگا تجھے۔ تولا تو نو سیر۔ کہا اگر تو نے حقداروں کو نہیں پہنچایا تو یہ پھر پتھر بن جائے گا پتھر پہ حاکم۔ پتھر کو اشارہ کریں۔ کیا ہے کیمیا گری سونا بنانا فارمولہ (formula) علیؑ نے بتا دیا ہے۔ کیمسٹری کی ایجاد علیؑ کی ہے سب سے پہلے علیؑ نے بتایا کہ سونا کیسے بنتا

ہے۔ایک وہ ہے کہ پروسیس (process) کے تحت سونا بنے اور ایک یہ ہے کہ نگاہ ڈالی۔تو عصمت کی نگاہ حکم دے پتھر پر اپنا امر جاری کر دے تو جس چیز پر چاہیں اپنا امر جاری کر دیں تو راستہ ہے نیشاپور کا وضو کر کے اٹھے لیکن وضو کیسے کیا۔پانی کہاں تھا اترے نماز پڑھ لوں سب نے کہا یہاں کیسے نماز پڑھیں گے یہاں پانی ہے نہیں کہا ہمیں پانی کی کیا ضرورت وضوتو کرتے ہیں تمہیں سکھانے کیلئے طاہر کیلئے پانی کی کیا ضرورت ہے۔ہمیں وضو کی کیا ضرورت ہے،ہم صرف شرع،فقہ پر عمل کرتے ہیں تمہیں بتانے کیلئے ہم تو عرش پر نمازیں پڑھتے ہیں یہاں سجدے کرتے ہیں تمہیں سکھانے کیلئے وضو کریں کہا پانی نہیں ہے۔کہا اچھا اترے ٹھوکر ماری چشمہ جاری ہوا کہا چلو سب لوگ آؤ وضو کرو امامؑ نے وضو کیا سب نے وضو کیا چاہتے تو وضو کر کے زمین سے کہتے اب اس چشمے کو واپس لے لے چھوڑ دیا وہیں۔اب جب گئے قدم شریف پر تو جس پتھر پر بیٹھ کے وضو کیا تھا۔لوگوں نے پتھر اٹھالیا اسلیئے کہ پتھر پر حکومت پتھر پر قدم رکھے تو نقش قدم بنیں مٹی پر چلیں تو نقش قدم نہ بنیں خاک پر نقش قدم نہیں بنیں گے پتھر پر چلیں تو نقش قدم بنیں گے کیوں اسلیئے کہ تم سے افضل ہیں جب تم مٹی پر چلو گے تو تمہارے نقش قدم بنیں گے تم اور نبیؐ برابر ہو گئے وہاں نہیں بنیں گے اور تم پتھر پر نقش قدم بنا نہیں سکتے اسلیئے وہاں امامؑ بنائے گا۔پتھر کا ٹکڑا لوگوں نے اٹھا کے دیوار پر لگا دیا یہ ہیں امامؑ کے نقش قدم تصویریں کھینچ لیں۔ایران نے تصویریں جاری کیں نقش قدم کی یہ دو چیزیں کیوں جب کعبہ میں جناب ابراہیمؑ کعبہ بنانے

گئے تو جس پتھر پر کھڑے ہوئے۔نقش قدم بنیں۔اسکا نام ہے مقام ابراہیمؑ اور بیٹے نے چشمہ جاری کیا۔ہم جہاں جائیں نقش قدم بھی چھوڑتے ہیں اور چشمہ بھی۔اور وہیں نقش قدم کی زیارت کر کے چشمے کی زیارت وہاں سے پانی لاؤ چاہے یہاں سے پانی لاؤ اس پانی نے اسماعیلؑ کے قدم چھوئے ہیں اس پانی نے فخر اسماعیلؑ کے قدم چھوئے ہیں۔بس اب جو وضو کر کے اٹھے تو خشک درخت تھا۔اب جو ہاتھ رکھا کھڑے ہونے کیلئے خوشی سے نہال ہو گیا۔سوکھا درخت نہال ہو گیا سبز ہوا درخت وہیں لگا ہوا ہے لوگ پتے توڑ کے لاتے ہیں سوکھا نہیں چودہ سو برس ہو گئے۔سبز ہے کیا پر فضا مقام ہے وہ۔جب قدم شریف میں جائیں۔بیچ میں نہر اور چاروں طرف باغات پہنچے کہ نہیں پہنچے وہاں جو ہو کے آئے ہیں کتنا اچھا لگتا ہے وہاں بیٹھ کے صحن میں بیٹھو اندر بیٹھو اس پیڑ کے نیچے بیٹھو کیا پُر فضا جگہ ہے۔سواری آگے بڑھی دوڑے دوڑے آئے کمہار مٹی کے برتن بنانے والے کہا بڑی دور سے مٹی لانا پڑتی ہے۔یہ تو پہاڑی علاقہ ہے بڑی پریشانی ہے ہم کو مٹی گدھوں پر لاد لاد کر لانا پڑتی ہے۔پھر بنا کے بیچتے ہیں۔کہا اچھا۔کدھر ہیں تمہارے وہ پہاڑ کہا امامؑ ادھر ہیں کہا جاؤ کہا یہ سب مٹی ہو گئے جگہ تو اب بھی ہے۔اب پہاڑ نہیں وہ مٹی کے ڈھیر ہیں۔اب تمہیں کہیں دور جانا نہیں پڑے گا یہیں سے مٹی لینا کس شان سے چلے ہیں راستہ طے کرتے ہوئے یہاں تک کہ نیشاپور آ گیا۔باغ میں داخل ہو گئے یہ وہ باغ تھا حسین ترین جو ہزاروں برس پہلے بنا تھا اس باغ کی تاریخ ہے خراسان، مشہد کیا روضہ ہے

روئے زمین پر۔ تعصب ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ جس دن جنرل مشرف کے جملے پر پاکستان کے مسلمان روشن خیال بن جائیں گے تو آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ چشمہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ نور ہی نور میلوں تک باغ اور اسی باغ میں آج روضہ۔ تعصّب کے پردے ہٹیں تو پھر کوئی لکھے کہ سات عجائبات جو ہیں دنیا کے جو بدلتے رہتے ہیں۔ کچھ گھٹتے ہیں کچھ بڑھتے ہیں چند چیزیں نکل جاتی ہیں ہمیشہ وہ سات نہیں رہتے۔ تاج محل ہے، قطب مینار ہے۔ پیسا کا مینار ہے۔ بابل کے جھولتے ہوئے باغ ہیں، اٹلی میں پادری کا گھر ہے۔ ایلورا و اجنتا ہے۔ اہرام مصر ہیں، ہو گئے سات لیکن یہ سب بدلتے رہتے ہیں اب سائنس داں کیا کہتے ہیں کہتے ہیں یہ سب مٹی کیا تاج محل کیا یہ اور کیا وہ امام رضاؑ کے روضے کے گنبد پر جو پرندے پرواز کرتے ہیں کھڑے ہو کر گنو تو سات طواف کر کے پھر اترتے ہیں۔ روشنی میں جب رات کو وہ چمکتے ہیں چاندی کے پرندے اور یوں ہاتھ بڑھا کے پکڑ لو بھاگتے نہیں۔ انھیں معلوم ہے یہ زائر ہیں یہ کچھ کہیں گے نہیں۔ ایسے ہی سامنے بیٹھے ہیں۔ اسی طرح کبوتر ہیں۔ خالد احمد اخبار جہاں کا رپورٹر جب گیا آج سے تیس برس پہلے اور سفر نامہ لکھا۔ اس نے کہا یہ کبوتر مدینے میں امامؑ کے گھر میں پلے تھے۔ جب امامؑ کی سواری چلی چونکہ امامؑ انھیں دانہ کھلاتے تھے روز جب امامؑ کی سواری چلی جب انھوں نے دیکھا امامؑ جا رہا ہے کبوتر پرواز کرتے ہوئے سواری کے ساتھ ساتھ چلے ان کی نسلیں آج تک امامؑ کی قبر پر آتی ہیں۔ حیرانی ہوتی ہے کدھر سے ضریح

کے پاس آتا ہے۔اور کب آ کے ضریح کا طواف کر کے پھر چلا جاتا ہے۔کیا مجال کہ ضریح کے آس پاس کبوتر کی بیٹ نظر آ جائے اسی طرح گنبد کا طواف کر کے۔ اوپر اڑ رہے ہیں کیا کعبہ میں بھی کبوتر ہیں پرندے وہاں بھی آتے ہیں یہاں کی ایک شان ہے ایک فضا ہے۔کئی ہزار برس پہلے سکندر اعظم یونان سے نکلا دنیا کو فتح کرنے یہاں تک آیا جب ایران سے گذرا ہندوستان جانے کیلئے یہ وہی مقام تھا مرو کہ جہاں اسکا لشکر ٹھہرا سکندر اعظم رات میں سویا خواب میں دیکھا آسمان سے ایک ستارہ چلا اور زمین میں ایک مقام پر غروب ہو گیا۔آنکھ کھلی کاہن اور نجومیوں کو بلایا کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے اسکی تعبیر کیا ہے۔اس نے کہا کہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ یہ وہ عظیم جگہ ہے کہ جہاں نبیؐ کی اولاد میں سے کوئی عظیم انسان دفن ہوگا اسکا نام علیؑ ہوگا سکندر اس جگہ پر صبح اٹھ کے آیا اور کہا یہاں ایک قبر بنا دو سکندر اعظم نے یہ نشان بنا دیا اسکے بعد کہا یہاں باغ لگا دیا جائے اسی کو باغ مرو کہتے ہیں جب امامؑ پہنچے تھے دور تک باغات لگا دیئے گئے سرسبز زمین ایران کی زمین پر پھول لگائے گئے دیکھتے ہی دیکھتے وہ باغ صدیوں رہا جب ہارون آیا اسے پتہ چلا یہاں سکندر اعظم آیا تھا اور یہ اسکے ہاتھ کا لگایا ہوا باغ ہے۔اور یہاں اس نے نشان لگایا ہے کہ یہاں نبیؐ کی اولاد سے کوئی دفن ہوگا تو ہارون نے بھی وصیت کی کہ میری قبر یہاں بنے تاکہ میں اس کے پہلو میں لیٹا رہوں اس لیے ہارون وہاں دفن ہوا۔اب سنو امام کا ایک ٹرسٹ ہے آستانہ قدس اسکا نام ہے ہم لوگ اسکے ممبر ہیں وہاں ایک پرچہ بھی چھپے گا تو وہ ٹرسٹ ہم

کواور ظل صادق صاحب کے پاس بھیجے گا امامؑ کی ولادت کا دن آتا ہے تو چودہ کارڈ آتے ہیں ہر کارڈ پر روضے کے ایک ایک رُخ کی تصویر ہوتی ہے اور ایک بڑا کارڈ ہوتا ہے جس پر امامؑ کی حدیثیں لکھی رہتی ہیں۔ آستانہ قدس کا یہ کام ہے کہ جتنے زائر جائیں انھیں کھانا ملتا رہے۔ مسافروں کیلئے پریشانی نہ ہو۔ گورنر ہوتا ہے مشہد کا اور اعلم وقت خود آ کے امامؑ کی ضریح کو صاف کرتا ہے سارے علماء عبائیں اور عمامے اُتار کر جھاڑو دیتے ہیں۔ یہ ہے بادشاہ، جہاں علم سجدہ گذار ہو جائے علم آ کے جاروب کشی کرتا ہے ایسا بادشاہ ایسا امامؑ اور ایک رسالہ بھی نکلتا ہے آستانہ سے اس میں جو کچھ معجزات ہوتے ہیں وہ جمع کر کے چھاپے جاتے ہیں۔ اب کس کو آنکھ کی روشنی ملی اب کون فالج زدہ تھا اور ٹھیک ہوا۔ اب کون تھا جسکا ہاتھ نہ تھا اور ملا ایک صحن ہے جس میں مریض لٹا دیئے جاتے ہیں کئی ہزار مریض لیٹے ہیں اور وہاں سے ایک زنجیر آ رہی ہے اس سے باندھا جاتا ہے اور ڈال دیا جاتا ہے اور ایک بار شور ہوتا ہے کہ امامؑ نے اس کو صحیح کیا پھر پورا مجمع ادھر دوڑتا ہے تاکہ اسکو چومے ہاں محرم جب آتا تھا تو امام خط لکھتے تھے۔ دعبل کو آ و گے نا اس سال؟ دعبل جواب میں کہتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے مولا کہ ہم نہ آئیں تیاری شروع کی چاند سے پہلے تیاری شروع کی بہن نابینا تھی دعبل کی بہن نے کہا جاتے تو ہر سال ہو بھیا تم لیکن امامؑ کچھ بھی تو نہیں دیتے تمہیں کہا ہم کچھ لینے تھوڑی جاتے ہیں ہم تو مظلومؑ کا مرثیہ پڑھنے جاتے ہیں ہم تو مجلس میں شریک ہونے جاتے ہیں۔ ایسی باتیں مت کر ایسا نہ ہو کہ وہ سن لیں ان کو ہر بات کی خبر

ہو جاتی ہے۔ بہن چپ ہوگئی دعبل پہنچا دیکھا امامؑ کالے کپڑے پہنے بیٹھے ہیں۔ آگئے دعبل آؤ پہلے ہم تمہیں اپنے گلے سے لگالیں تم ہمارے دادا حسینؑ کے ذاکر ہو آؤ ذاکر حسینؑ کو امامؑ سینے سے لگاتے ہیں۔ آگئے دعبل نیا مرثیہ کہہ کے لائے۔ مولاؑ ہاں۔ منبر تمہارا منتظر ہے جاؤ سنا دو مرثیہ ارے قیامت کا مرثیہ کہہ کے لایا تھا اب جو مرثیہ شروع کیا۔ اے فاطمہؑ جنت سے آؤ۔ یہاں سے جب مرثیہ شروع کرے گا تو کیا قیامت ہوگی۔ اے بی بی فاطمہ زہراؑ جنت سے آیئے عرش اعظم کے تارے ٹوٹ ٹوٹ کے کہاں کہاں بکھر گئے۔ بی بی فلک عزت و شرافت کے ستارے کوئی کربلا کوئی کاظمین شعر پر شعر پڑھنے شروع کیے مرثیہ ختم ہوگیا، دعبل ہاں مولاؑ اتنے ہی شعر کہے۔ ایک شعر تو بڑھا لے اسی بحر میں امامؑ نے شعر کہا۔ یہ لے اسے منبر سے پڑھ دے اپنی آواز میں منبر سے دعبل نے جو شعر پڑھا کنیز دوڑتی ہوئی آئی کہار کوا یئے بہن بے ہوش ہوگئی۔ بہن بھائی کی موت کی خبر نہیں سن پائی بے ہوش ہوگئی۔ فاطمہ معصومہؑ قم جس رات سفر تھا نیشاپور کا اس رات بہن سوئی نہیں۔ رات بھر بہن ٹہلتی رہی اور تسبیحیں پڑھ پڑھ کے بھائی پر دم کرتی رہی۔ ہاتھ میں تسبیح تھی کل تمہارا سفر ہے۔ ایک بہن نہیں تھی امام موسیٰ کاظمؑ کی اٹھارہ بیٹیاں ہیں۔ سب کی قبریں موجود ہیں اصفہان میں مشہد میں قم میں بھائیوں کے روضے بھی ایرانی حکومت تعمیر کروا چکی ہے۔ ساتویں امامؑ کے بیٹوں کے روضے جہاں جہاں قبر دریافت ہوئی بڑے بڑے روضے ایک بہن کا نام زینبؑ بھی ہے اُن کا روضہ اصفہان میں آپ نے زیارت کی ہے بہت

زبردست بہت بڑا روضہ ہے خدا خوش رکھے اس زینبؑ کا روضہ بنوانے والوں کو کہ جس ملک میں بھائی ہے وہیں بہن بھی ہے۔ اٹھارہ بیٹے امام موسیٰ کاظمؑ کے اٹھارہ بیٹیاں بھائیوں میں سب سے بڑے مِرے امام ہشتمؑ، بہنوں میں سب سے بڑی فاطمہ معصومۂ قم جن کا خطاب چونکہ بہنوں میں سب سے بڑی تھیں اسلیئے تمام بہن پیچھے اور یہ آگے کیسے بھائی کو رخصت کیا بہنوں نے بلائیں لیں ہونگی جب رسولؐ کا لباس پہن کر رخصت ہو رہے تھے رات بھر جاگے رسولؐ اللہ کی قبر پر گئے جیسے حسینؑ رخصت ہوئے تھے نانا سے ویسے ہی قبر نبیؐ سے رضاؑ ئے غریب رخصت ہوئے بہنوں نے بلوایا۔ بہنوں نے بھائی کو رخصت کیا سواری چلی بھائی چلا گیا انتظار میں بہن بیٹھی بھائی واپس آئے گا بہنیں بھائی کو بہت چاہتی تھیں جب کچھ دن کچھ خبر نہ آئی تو سترہ بھائی تو موجود تھے نا۔ سب سے بڑی بہن نے بلایا بھائیوں کو چھ بھائیوں کو ساتھ لیا چھ بھائی بی بیؑ کی ساتھ چلے کچھ بہنیں بھی ساتھ چلیں کہا ہم ایران جائیں گے ہم بھائی کو دیکھنے جائیں گے جس بہن کے گرد بھائی تلواریں لیئے ہوئے ہوں پردے کا کتنا انتظام ہوگا۔ دور سے ہی منادی ندا کر دیتا کوئی اس راہ پر نہ آئے خاندانِ عصمت کی بی بیاں سفر کر رہی ہیں خاندان نبوت کی شاہزادی جا رہی ہے بڑا اہتمام تھا قم تک سواری پہنچی قم کے سردار کو پتہ چلا امام زادیؑ آ رہی ہے امام کی بہن آ رہی ہے ہماری شاہزادی آ رہی ہے اپنی زوجہ سے کہا تمام خاندان کی عورتوں کو بلاؤ اور احترام کے ساتھ تعظیم کے ساتھ پہلے خیمے لگا دیئے جائیں دور سے سواری آ رہی ہے خیموں میں

قیام کریں پھر ہم اپنے گھر پر انھیں مہمان کریں گے۔ کچھ دن یہاں ٹھہریں مگر جانا تو یوں جانا کہ شہر کا جو حال ہے کوئی قُم کا ایسا گھر نہیں تھا جس پر کالے جھنڈے نہ لگے ہوں سب نے سیاہ لباس پہنا سب کے سر کے بال کھلے ہوئے غم کی تصویر بنے ہوئے۔ جب ناقہ رکا تو چاروں طرف قناتیں لگائی گئیں۔ پردوں کا اہتمام ہوا۔ سردار قم کی زوجہ آگے بڑھی ناقہ بٹھایا گیا۔ عماری اتاری گئی۔ سردار قم کی زوجہ نے سب سے کہا حلقہ بناؤ شاہزادی کے گرد ایک حلقہ بنا لیا اور اس حلقہ میں بی بیؑ کو لے کر سب آگے بڑھے جب بی بیؑ سواری سے اتریں پہلے تو بی بیؑ نے شہر پر ایک نظر ڈالی کہا کیا تمہارے شہر کا بادشاہ مر گیا۔ یہ سب کے گھروں پر کالے جھنڈے کیوں لگے ہیں تم سب نے سیاہ لباس کیوں پہنے ہیں تمہارے سر کے بال کیوں کھلے ہیں تمہارے آنکھ میں آنسو کیوں ہیں۔ مجھے بتاؤ تم لوگوں پر کیا مصیبت گذری لیکن سب چپ اسلئے کہ سردار نے کہا تھا ایک دم سے خبر نہ سنانا عزیز قریب کی موت کی خبر ایک دم سے نہیں سناتے خبر سنانے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ خیمے جلاتے ہوئے آئیں نہیں پہلے بٹھانا پانی کو پوچھ لینا مسافرت میں آرہی ہیں بی بیؑ احترام کرنا ایک خیمے میں مسند بچھا دی گئی اس خیمے میں لے کر سب خواتین شہزادی کو آئے کہا آپ یہاں تشریف رکھیں سردار کی زوجہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہا ایک بازو تم تھام لو دوسرا بازو دوسری کنیز تھام لے کچھ اور قریب بی بیؑ کے آجاؤ اور اک بار سردار کی زوجہ دوزانو ہو کے بی بیؑ کے سامنے بیٹھی دونوں ہاتھ جوڑے کہا بی بیؑ آپ نے سچ کہا ہمارا بادشاہ مر گیا۔

ہاں ہاں اے بی بیؑ آپؑ کا بھائیؑ مر گیا۔تعزیت قبول کیجئے ہاں ہاں یہی طریقہ ہے بہن کو بھائی کی تعزیت ایسے ہی دیتے ہیں۔ ایسے نہیں کہ زینبؑ کے گرد نیزے چادر نیزے سے کھینچے۔ہاں ہاں تابوت دیکھ کے کہنا کسی شاہ کا تابوت ہے یہ تابوت پر تاج کیسا لگا ہے۔ہاں ہاں شاہ عرب وعجم کا تابوت ہے۔کیوں نہ ہو تاج مگر زینبؑ جب حسینؑ کے لاشے پر آئی تو حسینؑ کی لاش پر لباس نہیں تھا، حسینؑ کا ہاتھ کٹا ہوا تھا سر نہیں تھا۔زینبؑ بھائی کے لاشے پر آ رہی ہے پکارتی ہوئی بھیا مرے بھیا۔

مجلسِ ہشتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لیے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی آٹھویں تقریر جامعہ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ ولایت علیؑ کے موضوع پر جیسا کہ کہا کہ شیعہ اور سنی کے علاوہ ایک بڑا گروہ ایک بڑا فرقہ صوفیائے کرام کا ہے اور وہ نہ شیعہ ہیں نہ سُنّی ہیں بلکہ ان کی اپنی ایک شریعت ہے وہ کسی شریعت کو نہیں مانتے سنیوں اور شیعوں کی طرح بلکہ وہ طریقت کو مانتے ہیں انکے یہاں شرع فقہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتی جیسے آپ لوگ شرع فقہ پر چلتے ہیں شیعہ سُنی۔ ان کے یہاں یہ سب نہیں ہوتا بلکہ ان کے یہاں طریقت ہے شریعت نہیں بلکہ طریقت اور ان کا اپنا نظام ہے ایک پورا اور وہ نظام ان کا مزاروں پہ چلتا ہے کئی لاکھ مزار دنیا میں ہیں اولادِ علیؑ کے اور وہ ان کے رہنما ہیں انکے یہاں عرس ہوتا ہے اور اس کو وہ ولایت علیؑ کہتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ ساری حکومت پوری دنیا میں علیؑ کی ہے صوفیاء کہتے ہیں۔ تو چونکہ ہم لوگ ان سے بہت دور ہیں اسلیئے ہم کو ان کا نظام نہیں معلوم۔ انکی کتابیں الگ ہیں فضائل کی کتابیں الگ ہیں تاریخ کی کتابیں الگ ہیں انکے موضوعات الگ ہیں اور اُن

کا سسٹم (system) الگ ہے۔ میں چاہ رہا ہوں کہ آج کی مجلس میں سمجھاؤں اس کا لب لباب تو یہ ہے کہ جو کچھ بھی سسٹم ہے جو بھی نظام ہے ان کا اس سارے نظام کا حاکم وہ علیؑ کو مانتے ہیں اب یہ ہے کہ حاکم تو علیؑ ہیں ان کے یہاں لیکن کس نظام کے تحت کیسے مولا علیؑ کی حکومت چل رہی ہے ان کے یہاں جس سے سنّی بے خبر ہے جس سے شیعہ بے خبر ہے اور یہاں پاکستان میں اکثر کوشش یہ رہی کہ اس طبقہ کو اس فرقہ کو دبا دیا جائے میڈیا (Media) پر اور اخبارات میں کبھی کبھی جب عرس ہوتے ہیں تو اخبارات ایک دو ایڈیشن نکال دیتے ہیں جیسے گنج شکر کا یا فریدالدین کا یا نظام الدین یا معین الدین چشتی اجمیری لیکن میڈیا پر اسکو دباتے ہیں کوشش یہ کرتے ہیں کہ دیوبندی اہلحدیث یہ جو وہابیت ہے اسکو پاکستان والے زیادہ ہائی لائٹ (highlight) کرتے ہیں اور ہر جگہ انکی تقریریں ہوتی ہیں مزاروں کے خلاف اور صوفیاء کے خلاف کہ انھیں کنڈم (condemn) کیا جائے صرف اس بنیاد پر کہ یہ حکومت مولا علیؑ کی مانتے ہیں اور کوشش یہ ہے کہ پاکستان میں وہابیت کو عام کیا جائے اب کچھ ہمارے نادان شیعہ جو ہیں وہ بھی دیوبندیوں اہلحدیث اور وہابیوں کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی وہابیت کی بات کرتے ہیں ولایت علیؑ کی بات نہ کرو عمل اعمال کی بات کرو۔ صوفیاء جو کہتے ہیں کہ ہم سے آپ عمل وغیرہ کی بات نہ کیجئے آپ پہلے ہمارا نظام سمجھئے کہ ہمارے یہاں سب کچھ جو بھی ہے وہ ولایت علیؑ ہے تو اسکو سمجھنے کیلئے مزار پہ چلیں جائیں شہباز قلندر کے مزار یا اور کسی مزار پہ نہیں مزار پہ جانے

سے ان کا نظام نہیں سمجھ میں آئیگا اسلیئے کہ وہاں ظاہر ہے کہ یا قوالی ہو رہی ہو گی یا دھمال ہو رہا ہو گا تو اس سے تو آپ کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے تو ان کا جو ایک نظام ہے وہ قرآن کے تحت اور پیغمبرؐ کی حدیثوں کے مطابق جو وہ سمجھے جو وہ دین الٰہی کو سمجھے بڑے بڑے صوفیا اور وہ اپنے آپ کو عارف بھی کہتے ہیں عرفاء۔اب یہ شاخ کیا ہے چونکہ ہمارے یہاں علم عرفان ہے شیعیت میں تصوف نہیں ہے تصوف ایک شاخ ہے علم عرفان کی۔تو علم عرفان ظاہر ہے مولا علیؑ کا دیا ہوا علم ہے اور اسکو امام صادقؑ نے آگے بڑھایا۔تو علم عرفان جو ہے اس پہ مولا علیؑ کے خطبات ہیں رسولؐ کے بھی خطبات ہیں معرفت کیا چیز ہے علم عرفان کیا ہے ایک علم ہے۔تو اس میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ولایت علیؑ کی معرفت حاصل کر لو اور پھر اس کے بعد جو جی چاہے کرو۔تو شرط ہے عرفان حاصل کرو جب تک آپ معرفت نہیں حاصل کریں گے پھر آپ کو یہ اذن نہیں ہے کہ آپ جو جی چاہے کریں صرف ماننا نہیں عرفان حاصل کریں معرفت حاصل کریں عارف بنیں جب عارف بن جائیں جو جی چاہے کریں اب راوی بیٹھا ہوا تھا جس کے سامنے امام بیان کر رہے تھے خواب، جیسے میں کہہ دوں آپ سے، بس آپ نے مولا علیؑ کا ذکر سُن لیا اب گھر جا کے جو جی چاہے کریئے تو اکثریت اس کے کیا معنی لے گی یہ بتایئے اس کے معنی کل اڑ جائے گی خبر۔اگر میں کہہ دوں ارے صاحب جاؤ جھوٹ بھی بولو جاؤ شراب بھی پی لو نماز پڑھو جو جی چاہے کرو دیکھا آپ نے یہ ہے غلط سوچ کا نتیجہ دین کو غلط سمجھنا جیسے ہی امام

نے یہ کہا کہ ولایت علیؑ کی معرفت حاصل کرلو اسکے بعد جو جی چاہے کرو۔ ابھی اس نے چاہا کہ یہ سوال کرے ظاہر ہے اس نے کیا سوچا ہوگا وہی سوچا ہوگا جو آپ نے سوچا۔ امامؑ نے کہا ہمیں معلوم ہے تم کیا سوچ رہے ہو جو جی چاہے کرو میں نیک عمل ہے پہلے معرفت حاصل کرو پھر چاہے نماز پڑھو، روزہ رکھو پھر قبول ہے۔ (صلوٰت)

تو کبھی کبھی آدمی جو سوچتا ہے اسکے مطابق نتیجہ برآمد نہیں ہوتا تو یہ ہے معرفت یعنی قول امامؑ کا عرفان نہ ہونا اس نے سوچا شاید گناہوں کی اجازت دے دی اسکے معنی عرفان نہیں ہے۔ آپ کو یہی یہاں پر غلط فہمی ہو رہی ہے کہ جب ہم ولایت علیؑ پر پڑھتے ہیں تو اپوزیشن حزب اختلاف کے سوالات کیوں آتے ہیں یعنی غلط سوچ رہے ہیں بات صحیح کہی گئی ہے آپ کی سوچ غلط ہے آپ سمجھ نہیں پا رہے ہیں اس لیے کہ حکمرانی علیؑ کی ہے تو بتانا یہ ہے اللہ کو کہ جب ہم دے چکے حکومت انھیں بنا چکے سرپرست۔ تو بس ان کا عمل جو کچھ نزول ہوگا انکی وجہ سے تم ذمہ دار مت بنو تمہارے لئے کچھ نہیں اتارا تمہارے لئے کوئی آیت نہیں اتاری علیؑ کیلئے یہ عمل کر کے بتائیں گے یوں کرو اگر ڈائرکٹ مسلمانوں سے اللہ کے تعلقات ہوتے تو نماز کو اتار کے اللہ یہ بھی بتا دیتا یوں پڑھنا ہے صبح کی یوں ظہر کی یوں عصر کی صرف پڑھو نماز قائم کرو، طریقہ تو تو نے بتایا نہیں، کہا علیؑ کو کیوں بھیجا یہ ہے معرفت صرف یہ نہیں کہ متقی بن گئے مومن بن گئے عارف بنو عرفان حاصل کرو اور عرفان جب حاصل کیا جاتا ہے تو اسمیں یہ سب نہیں ہوتا

یہ کیا ہے یہ کیوں ہے نہیں خاموش سرشاری کی کیفیت میں سوچتے جاؤ ہم کہاں تھے ہم کیا سن رہے ہیں ابھی ہمیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ سورۂ الحمد علیؑ کیلئے نازل ہوا ہے اب معلوم ہوا اسلئے کہ خطبہ غدیر تو پڑھا نہیں تھا اچھا سورۂ والعصر علیؑ کیلئے آیا ہے نہیں پورا قرآن علیؑ کیلئے آیا ہے۔

اسی خطبہ غدیر میں رسولؐ نے کہا جہاں جہاں **یا ایھاالذین آمنو** ہے ہر وہ آیت علیؑ کیلئے ہے خطبۂ غدیر میں کہہ رہے ہیں جو کچھ کہنا تھا اپنے رسولؐ سے کہا اپنے ولی سے کہا مخاطب نہیں کیا انسانوں کو پورے قرآن میں کہیں نہیں کہا اے مسلمانوں، مسلمانوں کا تو نام ہی نہیں آیا قرآن میں۔**یا ایھاالذین آمنو** تو سب اپنے کو مومن کہاں کہتے ہیں مسلم کہتے ہیں مسلم اور ہے مومن اور ہے وہ بات نہیں کرنا چاہتا ہے ہم نے انھیں بھیجا ہے انکے ذریعہ سے ہم تم سے بات کریں گے ہم نے کبھی ڈائرکٹ (Direct) کسی سے بات نہیں کی جب ہم تمہیں مارتے ہیں اور جلاتے ہیں تب تو ہم ڈائرکٹ (Direct) مارتے جلاتے نہیں تو ہم سے تم سے کیا مطلب اگر ڈائرکٹ ہی سارا کم ہمیں کرنا ہوتا تو پھر ہم آدمؑ کو کیوں بناتے، فرشتے کافی تھے سارا کام کر رہے تھے آدمؑ کے پیدا ہونے سے پہلے بھی تو فرشتے سارا کام کر رہے تھے تو اس کے معنی نظام صحیح نہیں چلا یعنی فرشتوں کو کمانڈ (Command) کرنے کیلئے بھی ایک آدمی ہونا چاہئے فرشتہ نہ ہو وہ آدمی ہو تو آدمؑ بنائے گئے تو یہ ساری چیزیں عرفان سے تعلق رکھتی ہیں جو لوگ تھوڑا تھوڑا ذہنی الجھنوں کا شکار ہوتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ

یہاں عرفان کی بات ہو رہی ہے جب عرفان کی بات ہوگئی تو آپ نے اس سے پہلی والی کلاس پڑھی نہیں۔ آپ وہاں سے آگئے کہ جہاں پرائمری باتیں سن کر آپ آئے مت آئیں کامل ہو جائے عقل اہلِ بیتؑ کے مسئلہ میں پھر سینے دیکھئے یہ صوفیوں کی کتاب ہے اس میں سے ہم آپ کو ان کے بارے میں سمجھاتے ہیں۔ پہلے تو مرتضوی سلطنت کے اختیارات اور انتظاماتِ باطنی۔ اسکے بعد انکے مختلف موضوعات آتے ہیں

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ سید العالمینؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص علم تک پہنچنا چاہتا ہو اس کو چاہئے کہ دروازہ سے داخل ہو۔ (حاتم وغیرہ)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ معلم عالمؐ نے اپنے علم ظاہر و باطن کا خزانہ حضرت امیر العالمینؑ کو عطا فرما کر اپنے تمام علوم کا دروازہ یعنی اپنا جانشین فی العلم مقرر فرمایا اس لیے حضرت امیر علیہ اسلام کو علم قرآن، علم توریت، علم انجیل، علم تفسیر، علم قرات، علم حدیث، علم فقہ، علم الفرائض، علم حکمت، علم الحساب، علم لدنیَ اور دیگر علوم میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔

چنانچہ، امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا۔ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور سب لَآ اِلٰــــہَ اِلا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں۔ (ابونعیم)

علم ظاہر:

چاروں اماموں یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد حنبلؒ میں سے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کی طرف فقہ کا اشارہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی طبقات میں لکھتے ہیں ''امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا''۔

امام شافعیؒ کے فقہ میں دو سلسلے ہیں۔ ایک سلسلہ سے وہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شعبانی کے شاگرد تھے اور امام محمد شعبانی نے امام ابوحنیفہؒ سے تلمذ حاصل کیا ہے اس لئے امام شافعی کا یہ سلسلہ امام باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے دوسرا سلسلہ امام شافعی کا امام مالک بن انس کی طرف منتہی ہوتا ہے اور امام مالکؒ ربیعہ الرائی کے شاگرد تھے اور ربیعہ الرائی نے علم فقہ و حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبداللہ ابن عباس سے تلمذ حاصل کیا ہے اور عبداللہ ابن عباسؓ سے سلسلہ حضرت امیر علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔

اب رہا سلسلہ فقہ صحابۂ کبار اس کے متعلق مسروق روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کے اصحاب کو سونگھا۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم عبداللہ، ابن مسعود، ابودرداؔ اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ پھر ان پانچوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں پر منتہی ہوتا ہے یعنی حضرت علیؑ اور عبداللہ ابن مسعود کی طرف پھر میں

نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عبداللہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ (خوارزمی فی المناقب)

علم کلام یعنی وہ علم الٰہی جس کو عقائد اور متقدمین کی اصلاح میں علم کلام کہتے ہیں۔اس لئے تفسیر اور حدیث کے بعد اس کا رتبہ ہے کیونکہ اس میں توحید، نبوت اور احوال معاد سے بحث ہوتی ہے اور قضا و قدر کے اسرار و غوامض بیان کئے جاتے ہیں اس کے نکات جس قدر حضرت امیر علیہ السلام کے خطبات میں ہیں وہ کسی صحابی کے کلام میں نہیں ہیں علامہ امام فخر الدین رازی اربعین میں لکھتے ہیں کہ متکلمین کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیرؑ کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔

اس طرح باطن یعنی علم تصوف کے بھی تمام سلسلے امام الاولیا حضرت علی علیہ السلام پر منتہی ہوتے ہیں یہ وہ راہ بصیرت ہے جس کے متعلق کلام مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **قُل هٰذِهٖ سَبِيْلِىٓ اَدْعُوٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ** یعنی کہہ دے (اے محمدؐ) یہ میرے خدا کا راستہ ہے۔ میں اپنے آپ کو اور ان کو جو میرے پیرو ہیں راہ بصیر (معرفت) کی طرف بلاتا ہوں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا** ''اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ'' یعنی وہ لوگ جو اقرار باللسان کر کے مسلمان ہو گئے ہوں اب تصدیق بالقلب کر کے صاحب ایمان یعنی مومن ہو جائیں اور مغفرت حق تعالیٰ حاصل کر کے ذات وصفات الٰہی (اخلاق اللہ) کا مظہر بن جائیں۔

اس ازلی تعلق کی طرف جو عبد معبود کے درمیان ہے قرآن نے متعدد بار

اشارہ فرمایا ہے کہ "ہم خدا کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہم کو لوٹ جانا ہے" سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے مقولات کے ذریعہ اس کی طرف توجہ دلائی ان کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پھر حسن بصریؒ۔ ابراہیم بن ادہمؒ، جنید بغدادیؒ، رابعہ بصریؒ اور بایزید بسطامیؒ وغیرہ نے اس کی تبلیغ کی۔

سلوک فوقانی بھی حضرت امیر علیہ السلام سے مخصوص ہے۔ سرور عالمؐ اسی راہ سے انتہائی مقام تک واصل ہوئے اور سرور عالمؐ نے یہ حضرت امیرؑ کو عطا فرمایا حضرت علیؑ بھی جذبہ کے بعد سلوک فوقانی سے مستفیض ہیں۔

اس علم یعنی علم تصوف کا بھی ماخذ و منبع و سرچشمہ بعطائے رسولؐ اللہ حضرت امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد پارسا فصل الکتاب میں لکھتے ہیں کہ جنیدؒ بغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارے پیش رو امر تصوف ہیں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف اس شے کے جو دلوں میں آ کر متضمن ہوتی ہے اور جس نے رسولؐ اللہ کے بعد اس کے حقائق کی طرف ایماء کیا ہے۔ وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔

علم تصوف بالعمل باطن کی صفائی کے ساتھ بندہ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق و صفات سے متصف کر دیتا ہے اس کے حصول کا ذریعہ مرشد کی محبت کے ساتھ دید ہے ببرکت دیدار مرشد خواہ وہ بالمشاہد ہو یا تصوّر میں یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے تھے اور ہمارے والد حضرت ابوبکر صدیق موجود ہوتے تھے تو وہ حضرت امیر علیہ السلام کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے تھے میں نے ان سے کہا ''ابا جان کیا وجہ ہے میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ امیر علیہ السلام کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں'' فرمایا ''اے میری بیٹی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''علی علیہ السلام کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے'' (الجندی)

پس اللہ تعالیٰ نے اس شمع عالم افروز سے جس کی شان میں **سراجاً منیرا** فرمایا ہے خلق کی رہنمائی کے لئے چراغ ولایت ایسا روشن کیا جو آج تک روشن ہے اور لوگ علم لدنیؑ کے دروازے (حضرت علیؑ) سے شہر علم لدنی (سرور عالمؐ) میں داخل ہو کر بعطائے امام اولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرتبہ ولایت سے مشرف و مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ اور فیض روحانی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام اولیاء کے پیشوائے اعظم اور امام ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "**ان اللہ عزو جل عہد لی فی علیؑ انہ علم الھدیٰ ومنار الایمان و امام الاولیا**" یعنی سرورِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے علیؑ کے نسبت عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء اللہ کا امام ہے۔ (ابن مردویہ بروایۃ حضرت انسؓ) حضرت خواجہ

معین الدین چشتیؒ گنج اسرار میں ارقام فرماتے ہیں ''اگر کوئی حضرت علیؑ کے ساتھ دل و جان سے ربط حقیقی نہیں رکھے گا خدا سے بعید ہو جائے گا اور استقامت مقام کمالیت تک نہیں پہنچے گا۔'' آگے فرماتے ہیں ''جو سالک صادق دل و جان کے ساتھ متابعت حضرت علی مرتضی علیہ السلام میں استقامت نہیں رکھتا وہ اگر چہ سالک عالم زاہد ہزار سال ریاضت و مجاہدہ کرے تب بھی بوئے معرفت حق تعالیٰ سے بے نصیب ہے۔

امام فخر الدین رازی۔ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں کہ علم باطن میں تمام صوفیا کا نسب حضرت علی علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے، امام موصوف کے اس بیان کے پیش نظر جو نقشبندی سلسلہ حضرت سلمان فارسیؒ کا حضرت ابو بکر سے ملایا گیا ہے اس پر خدشہ وارد ہوتا ہے چنانچہ بعض نقشبندی شجروں میں حضرت سلمان فارسیؒ کا سلسلہ حضرت علی علیہ السلام ہی سے ملایا گیا ہے۔
(دیکھو حضرت بایزید بسطامی کا شجرہ)

کشف المحجوب میں پیر علی ہجویریؒ ارقام فرماتے ہیں سید الطائفہ جنید البغدادیؒ لکھتے تھے ہمارے پیر اصول و بلا میں علی مرتضی علیہ السلام ہیں۔ یعنی ہمارے امام طریقت اور اس کے معاملات میں علی مرتضیؑ ہیں۔

پس اولیاء اللہ کے تمام سلسلے قادریہ، چشتیہ، قشریہ، دہردیہ، احمدیہ الغزالیہ، شطاریہ، رفاحیہ، سہروردیہ، کبروہ، شاذلیہ اور نقش بندیہ حضرت امیرؑ تک منتہی ہوتے ہیں۔ (سوانح عمری حضرت علی از عبید اللہ)

اگر چہ اس زمانے میں ہر ایک سلسلہ سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ لیکن

متقدمین کے نزدیک ان کے اصل دو طریقے تھے۔ جنیدیہ، جنیدیہ حضرت جنید بغدادیؒ کے طرف منسوب ہے۔ حضرت جنیدؒ کو حضرت سرّی سقطیؒ سے بیعت ہے اور سرّی سقطیؒ حضرت معروف کرخیؒ کے مرید ہیں اور معروف کرخیؒ حضرت داؤد طائی کے مرید ہیں اور داؤد طائی حبیبؒ عجمی کے مرید ہیں، حبیب عجمیؒ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مرید ہیں اور حضرت خواجہ حسن بصری نے خرقۂ خلافت امام اولیاء حضرت علی علیہ السلام سے پہنا۔

دوسرا طریقہ طیفوریہ منسوب ہے بایزید بسطامیؒ سے جن کی بیعت امام ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے ہے اور جعفر صادق علیہ السلام امام باقر علیہ السلام سے مرید ہیں اور امام باقر علیہ السلام امام زین العابدین علیہ السلام سے مرید ہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام سے مرید ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے والد امام اولیاء حضرت علی علیہ السلام سے بیعت ہیں۔ بعض نقش بندی شجروں میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر کا مرید اور حضرت قاسم کو حضرت سلمانؓ فارسی کا مرید اور سلمان فارسی کو امام اولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مرید لکھا ہے۔ مگر امام جعفرؑ چونکہ اپنے والد حضرت امام باقر علیہ السلام سے حسبِ تفصیل بالا مرید ہیں۔ اور امام باقر علیہ السلام کو اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام سے ولایت، امامت خلیلی کے ساتھ ملی ہے اس لئے امام جعفر علیہ السلام کے حضرت قاسم سے مرید ہونے پر خدشہ وارد ہوتا ہے۔

شب معراج جو راز ہائے سر بستہ محبوب رب العالمین کو اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام کو تنہائی میں تلقین فرمایا کرتے تھے۔ جہاں تنہائی کا موقع نہ ہوتا تھا وہاں سرگوشی فرماتے ہیں۔ چنانچہ غزوۂ طائف کے دن سرور عالم حضرت علیؑ سے سرگوشی فرمارہے تھے۔ ترمذی میں ہے اس موقع پر سرورِ عالمؐ نے صحابہ سے فرمایا ''میں نے ان سے (علیؑ سے) سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی۔''

یہ سرگوشیاں اور صحبت ہائے تخلیہ کسی حکم شریعت سے متعلق نہ تھیں شریعت کے احکام علی الاعلان آئے ہیں بلکہ یہ وہ علوم سینہ اور اسرار تھے جن کو اپنے کلام پاک میں بھی ظاہر نہ فرمایا بلکہ **فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی** پر اکتفا فرمایا۔ ان کو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ بھی حق تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب کو پہنچانا گوارا نہ فرمایا بلکہ ان کی تعلیم کے لئے شبِ معراج میں اپنے پاس بلوا کر ایسے مقام پر بصورت علیؑ ہمکلام ہوا جو مقام فتدلیٰ سے بھی بالاتر تھا۔ یہ اسرار باطنی اور راز ہائے قدرت سرورِ عالمؐ حضرت امیرؑ کو تلقین فرماتے تھے چنانچہ الدیلمی میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''علی ابن ابی طالبؑ میرا رازدار ہے۔''

پس جو اسرار اللہ تعالیٰ نے سرورِ عالمؐ پر ظاہر کر کے اپنے حبیب کو خرقہ عطا فرمایا تھا یعنی معجزہ میں اپنی طرف سے مختار و متصرف کیا تھا وہ خرقۂ درویشی سرور عالمؐ نے حضرت امیرؑ کو کرامت میں عطا فرما کر اپنی طرف سے مختار و متصرف کیا۔

ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد جو کچھ کہنا تھا کہہ کر فرمایا ''علیؑ کہاں ہیں؟'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ جست کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا ''یارسولؐ اللہ میں یہاں حاضر ہوں''۔ حضرت نے فرمایا ''قریب آجاؤ'' جب علیؑ حضرت کے پاس گئے حضرت نے ان کو سینے سے لگا کر بآواز بلند فرمایا ''اے مسلمانوں یہ علی ابن ابیطالبؑ مہاجرین اور انصار کا شیخ ہے۔

(ابوسعید فی شرف النبوۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر علیہ السلام تمام مہاجرین و انصار کے شیخ ہیں اور سرورِ عالمؐ نے انہیں اسی طرح سینہ سے لگا کر فیض منتقل کیا جس طرح جبرئیل نے سرورِ عالمؐ کو سورہ اقرأ کے نزول کے موقع پر سینے سے لگا کر فیض پہنچایا تھا (روایت سے ہم متفق نہیں ہیں) نیز چونکہ حدیث میں آیا ہے **الشیخ قوم کالنبی فی امة** یعنی شیخ (پیر) اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں۔ پس معلوم ہوا جس طرح سرورِ عالمؐ مہاجرین و انصار میں نبی ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام ان میں شیخ ہیں اور جس کا کوئی شیخ نہیں وہ بے دین ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ **و من لا شیخ لهٗ لا دین لهٗ** پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیخ المشائخ ہیں۔

ابن مردویہ میں انس سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ''بہ تحقیق اللہ عزّ و جل نے مجھ سے علیؑ کی نسبت عہد کرلیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم ایمان کا نشان

اور اولیاء کا امام ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ ہدایت کا علم۔ نشان ایمان اور تمام اولیا کے امام ہیں۔ اولیاء اللہ کا مقدس اور برگزیدہ گروہ وہ ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میرے اولیاء میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں انھیں میرے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا۔"

طبرانی میں حضرت عمار ابن یاسرؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ سرورؐ عالم فرماتے تھے "یا علیؑ پروردگار نے تجھے ایسی زینت سے آراستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے آراستہ نہیں کیا ہے وہ زہد فی الدنیا ہے پس تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ تک کسی بات میں نہیں پہنچ سکے گی اور مسکینوں کی محبت تجھے عطا کی ہے وہ تجھے اپنا امامؑ بنا کر خوش ہوں گے اور تو انھیں اپنا پیرو بنا کر خوش ہو گیا ہے (ابوالخیر الحاکمی وابن الاثیر واسد الغابہ)

اس حدیث میں زہد فی الدنیا سے مراد ترک و تجرید (آلائش دنیا سے پاک ہونا) ہے۔ امام فخر الدین اربعین میں لکھتے ہیں کہ سرور عالمؐ کے زمانہ میں ایک گروہ صحابہ کا زہد وورع میں مشہور تھا۔ جیسے ابوذر غفاریؓ، سلمان فارسیؓ، ابودرداؓ وغیرہ۔ یہ سب بزرگ ترک و تجرید میں جناب امیر علیہ السلام کے مقلد تھے (اربعین)

یہی وہ مقدس گروہ ہے جس کے متعلق ارشاد نبوی ہے "الفقر فخری" یعنی فقیری میرے لئے بزرگی ہے۔ نیز حضرت نے ارشاد فرمایا "خدا مجھ کو مسکین

زندہ رکھ اور اسی حالت میں مجھ کو موت دے اور حشر میں مسکینوں کے گروہ میں اٹھا۔

پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام الاولیاء شیخ المہاجرین والانصار ہیں۔ اور زہد فی الدنیا یعنی ترک و تجرید (آلائش دنیا سے پاک) سے آراستہ ہیں۔ اسرار الواصلین میں ہے سرورؐ عالم نے خرقۂ خلافت باکرامت جناب امیرؑ کو عطا فرمایا۔ بعد ازاں عشرۂ مبشرہ نے اس کی رشد و ہدایت کی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر راہ عرفان جاری کی۔

امام الاولیا جناب امیر علیہ السلام تمام سلاسل اصفیا کے پیشوائے اعظم، پیر طریقت اور شیخ اکبر ہیں۔ سلسلہ چہار پیر ہفت گروہ اور چودہ خاندان آپ ہی کی ذات اقدس سے جاری ہوئے۔ جناب امیرؑ نے خرقۂ خلافت باکرامت ستر حضرات کو عطا فرمایا بعد ازاں حضرات نے چار پیر مقرر کئے۔ اول خواجہ حسن بصریؒ، دویم خواجہ کمیل بن زیادؒ سوم خواجہ اویس قرنیؓ، چہارم خواجہ حسن سری سقطیؒ ہیں۔ بعض نے خواجہ حسن بصریؒ خواجہ کمیل بن زیادؒ، حضرت عبداللہ مکیؒ اور حضرت عبداللہ بحری کو لکھا ہے (دیکھو اسرار الواصلین)

سات گروہ جو امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاری ہوئے۔ حسب ذیل ہیں:

نام گروہ:	کس سے جاری ہوا
(۱) کمیلہ	حضرت خواجہ کمیل بن زیادؒ سے جاری ہوا
(۲) بصریہ	حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے جاری ہوا

(۳) اویسیہ — حضرت خواجہ اویس قرنیؒ سے جاری ہوا

(۴) قلندریہ — حضرت خواجہ مدیونی قلندرؒ سے جاری ہوا

(۵) سلمانیہ — حضرت سلمان فارسیؓ سے جاری ہوا

(۶) سریہ — حضرت خواجہ حسن سری سقطیؒ سے جاری ہوا

(۷) نقشبندیہ ——— (۱) حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر کے وہ مرید حضرت سلمان فارسیؓ کے وہ مرید حضرت علیؑ کے (اسرار الواصلین از انیس احمد نقشبندی)

(۲) امام جعفر صادق بن محمد علیہ السلام وہ مرید محمد بن علی بن حسین علیہ السلام کے وہ مرید حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے وہ مرید حضرت حسین علیہ السلام کے وہ مرید امام الاولیا حضرت علی علیہ السلام کے (دیکھو تذکرۃ العابدین)

امیر العالمینؑ کی کشور ولایت میں یوں تو آج تک امام اولیا حضرت علیؑ کا فیض روحانی اور تصرفات باطن جاری ہیں اور تمام اولیاء اللہ اپنے اپنے مراتب و مناصب کے مطابق اپنی اپنی اقلیم میں حکمرانی کر رہے ہیں مگر بعض کو کشور مرتضوی سے خاص خاص سلطنتیں بھی عطا ہوئی ہیں اور مخصوص خطابات بھی ملے ہیں۔ مثلاً بعطائے مصطفوی و مرتضوی حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری سلطان الہند عطائے رسول، نائب نبی فی الہند ہیں۔ اور حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز غوث الثقلین (دونوں جہاں کے فریادرس) ہیں اور مصر میں حضرت سید احمد البدوی قدس سرہ العزیز سلطان المصر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام خاص الخاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کی ولایتِ کبریٰ کے ساتھ امامت خلیلی کے بھی حامل

ہیں اور یہ ہر دو متقی حضرات ولایت و امامت دونوں میں حضرت امیر علیہ السلام کے یکے بعد دیگرے جانشین ہیں۔ سید الشہداء کے بعد آپ کی اولاد کو بھی سلسلہ بہ سلسلہ ولایت کبریٰ کے ساتھ منصب امامت خلیلی عطا کیا گیا ہے یہ حضرات امام کہلاتے ہیں اور یہ سلسلۂ اصفیاء میں سلسلۃ الذہب، سنہری سلسلہ کہلاتا ہے۔ امامت خلیلی کی تفصیل آگے آئے گی۔ بعض کے نزدیک حضرت امام حسن علیہ السلام سے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو خرقہ خلافت فی الولایت ملا۔

ممکن ہے خواجہ حسن بصریؒ نے خرقہ خلافت فی الولایت حضرت امام حسن علیہ السلام سے بھی پایا ہو مگر ان کا امام اولیا حضرت علی علیہ السلام سے مرید ہونا یقینی ہے اور مولا علی علیہ السلام سے ۴۰ھ میں جبکہ حسن بصریؒ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی یا اس سے بھی پہلے سن بلوغیت میں ان کے خرقہ پانے کی روایت پر کوئی خدشہ وارد نہیں ہوتا۔

ولی شاہ قلندر کا ایک شعر:-

زال دنیا راچناں زد پشت پا

تا نیاید در نکاح اولیاء

علیؑ نے دنیا کو ٹھوکر ماردی اور اس کو نکاح میں لینے کو تیار نہیں ہوئے یعنی کس وجہ سے انہوں نے علیؑ کو اپنا بادشاہ چنا صرف اس لئے کہ علیؑ نے دنیا کو ٹھکرا دیا اس لیے ان کے بادشاہ ہیں فقراء کے عرفاء کے صوفیاء کے، اور چونکہ دنیا کو ٹھکرا دیا اس لئے سرکار دو عالمؐ نے فقر کا جُبّہ علیؑ کو پہنا دیا اب وہی فقر کا جبہ صوفیاء

کے یہاں ایک کے بعد دوسرے اور تیسرے میں چلتا رہتا ہے اور اس طرح علیؑ کی حکومت صوفیاء میں جاری ہے اب میں روایت سناتا ہوں کہ حضرت نظام الدین اولیاء، بابا فریدالدّین کے حالات لکھ رہے ہیں۔ دیکھئے ایک تو یہ پیر صاحب سید محمد موسیٰ پھران کے دادا سید محمد شاہ۔ پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ نظام الدین اولیاء نے لکھا لیکن فریدالدین کے حالات میں لکھا اب کیا تحریر فرماتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد قبلہ بابا فرید رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جب رسولؐ معراج سے واپس آئے تو آپؐ نے چاروں اصحاب کو بلوایا اور کہا کہ میں معراج سے ایک تحفہ لایا ہوں وہ میں کسی کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ تمام نے کہا عنایت ہے آپؐ کی یارسولؐ اللہ ذرہ نوازی ہے پھر ارشاد ہوا کہ وہ تحفہ لے کر آپ کیا حقوق ادا کرو گے یہ سن کر سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ ہم وہ تحفہ لے کر سچ بولیں گے اور سجدے سے سر ہی نہ اٹھائیں گے۔ ہر وقت عبادت ہی میں رہیں گے۔ سرکار نبوتؐ نے فرمایا بہت اچھا اسکے بعد حضرت فاروق سے یہی سوال کیا حضرت عمر نے عرض کیا یارسولؐ اللہ اگر یہ تحفہ مجھے عنایت فرما دیا جائے تو میں عدل کروں گا زیادہ زہد اور عبادت کروں گا۔ ہر طرح سے اسلام کا خواہاں رہوں گا پھر حضرت عثمان سے فرمایا کہ اگر یہ تحفہ تمہیں دے دیا جائے تو تم اسکے معاوضہ میں اس کے شکریئے میں کیا کرو گے تو انہوں نے کہا یا محبوب خداؐ میں اس تحفہ کو حاصل کر کے حیا کروں گا اور سخاوت کروں گا۔ حضورؐ نے کہا بہت اچھا اتنے میں مولا علیؑ سامنے سے آئے اور حضورؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اگر یہ تحفہ تمہیں دے دیا

جائے تو تم کیا حقوق ادا کرو گے۔ پہلے سوال جواب کو سمجھ لیجئے پھر مولا کے جواب کو سُنئے یعنی اگر خرقہ معراج مل جائے تب سچ بولوں یہ مل جائے تو عدل کروں مل جائے تو حیا کروں حضورؐ نے کہا بہت اچھا۔اب سنیئے مولاؑ کا جواب۔ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰؑ نے التماس کی یا رسولؐ اللہ میں اس تحفہ کو لے کر عیب داروں کے عیبوں کو چھپاؤں گا اور اگر یہ چادر معراج کی مجھے مل گئی تو میں عیب داروں کے عیبوں کو چھپاؤں گا خطا کاروں کی خطاؤں کو درگذر کروں گا۔ گنہگارانِ امت کے حق میں دعائیں کرتے کرتے سجدے میں گر جاؤں گا سرکار دوعالمؐ نے سن کر فرمایا **جزاك الله فی الدارین خیرا**۔اے علیؑ یہ تحفہ آپ کو دیا گیا اس واسطے آپؑ فقراء وعرفاء تمام گروہوں کے بادشاہ اور پیشوا ہیں۔اور حضورؐ اٹھے اور اٹھ کر وہ چادر علیؑ کو پہنا دی۔اب تمام مزاروں پر یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ چادر جو پیر صاحب آج اوڑھے بیٹھے ہیں یہ چادر اس چادر کی شبیہ ہے اصل کہاں ہے وہ تو مہدیؑ کے پاس ہے۔(صلوٰت)

پیر محمد شاہ کی کتاب میں ہے وہ میں پہلے آپ کو بتا دوں کہ سرکارؐ جب معراج میں گئے تو ایک موتیوں کا قصر نظر آیا سفید موتیوں کا بنا۔تو سرکارؐ نے جبرئیل سے پوچھا یہ قصر تو بہت خوبصورت ہے کہا آپؐ کیلئے جبرئیلؑ نے اس کی کنجی منگوائی تالا کھولا اور کہا داخل ہو جایئے آپؐ اندر گئے تو وہاں ایک سفید موتیوں کا صندوق رکھا تھا۔اسمیں بھی تالا پڑا تھا۔جبرئیل نے اس کی کنجی منگوائی کہا اسے اپنے ہاتھ سے کھولئے یہ صندوق بھی آپؐ کیلئے ہے وہ صندوق کھولا پھر

اس میں ایک صندوق نکلا اسی طرح صندوق در صندوق، صندوق در صندوق پھر اس کے اندر ایک صندوقچی اور پھر اس کی کنجی آئی اور پھر وہ کھلا اور کھلنے کے بعد اب جو حضورؐ نے کھولا تو اس میں ایک سفید چادر تہہ کی ہوئی رکھی تھی۔ حضورؐ نے کہا یہ چادر کیسی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اسے اللہ نے آپؐ کیلئے رکھا ہے۔ معراج کا تحفہ ہے اسے آپؐ کو ہم اوڑھاتے ہیں اور آپؐ یہ تحفہ لے کے جائیں جب حضورؐ معراج سے واپس آئے تو وہ چادر دوش پہ تھی اور ایسے میں سارے لوگ آ گئے یہ روایت تصوف کی ہے عرفاء کی ہے تو یہ معراج کی چادر علیؑ کو ملی لیکن ایک چادر کی بات آپ کر رہے ہیں اور یہ روایت بھی آپ کی ہے لیکن شیعہ سُنی عرفاء علماء ایک چادر پر متفق ہیں تو شب ہجرت کی چادر تو علیؑ کو مل چکی تھی۔ (صلوٰت)

اب دوسری چادر کہ چادر کے نام سے حدیث کا نام پڑ گیا وہ بھی رسولؐ کی چادر اور وہ چادر اب ہے رسولؐ کی لیکن رہتی ہے بی بی فاطمہ زہراؑ کے گھر میں ان کے پاس اب بی بی روایت کرے کہ آئے اور کہا کہ میں ضعف محسوس کر رہا ہوں تو بی بی نے کہا کہ اللہ آپؐ کو ضعف سے محفوظ رکھے رسولؐ اللہ نے کہا کہ لاؤ چادر اسے کہتے ہیں حدیث کساء، کساء کے معنی چادر، چادر والی حدیث۔ اس چادر میں بھی راز ہے اور چادر گھر کی چادر چار دیواری کے اندر ایک چار دیواری یہ چار دیواری اور چادر کا کیا چکّر ہے۔ وہی حکومت اچھی کہلاتی ہے جو یہ اعلان کرے کہ ہم چادر اور چار دیواری کے محافظ ہیں آل محمدؐ نے امت کی ضمانت لے لی چادر کی بھی اور چار دیواری کی بھی۔ قدرت نے یہ چاہا کہ چادر اور چار دیواری

تو آج جدید نعرہ بھی سیاسی پارٹیوں کا چادر اور چار دیواری لیکن وہ ضمانت لے لیں چادر اور چار دیواری کی اور یہ دونوں چیزوں میں آپ اہلِ بیتؑ کے ساتھ کیا کریں۔ چار دیواری کو پار کیا آپ نے مدینہ میں دروازے کو جلا کے گئے چار دیواری کے اندر گھر میں داخل ہوئے اور چادر وہ آپ نے کربلا میں چھین لی جو محافظ ہوں امت کی چار دیواری اور چادر کے انھیں کی چار دیواری کو گرادیا جائے اور ان کی چادر چھین لی جائے یہ کیا دشمنی تھی چادر سے کہ لوٹ کے زینبؑ کی چادر لے گئے ابھی جو علَم برآمد ہوگا اس پر لکھا ہوگا یا حضرت زینبؑ۔ یہ بی بی زینبؑ کے نام کا علم میں نے بنوایا جوان کی شہادت کے دن اٹھتا ہے۔ آج اٹھ رہا ہے یہ کون سا علم ہے۔ عباسی دور کے بادشاہ کی بیوی اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ چہلم قریب آرہا ہے کربلا مجھے لے چلو۔ دو دن پہلے یعنی سترہ صفر کو کربلا سب پہنچ گئے قافلہ رک گیا خیمے لگ گئے کہ اربعین کے دن کربلا کی طرف سب چلیں گے رات کو اس نے خواب دیکھا کہ ایک بار شور ہوا اور روشنی نظر آئی اور ایک جلوس نظر آیا اور وہ دیکھتی ہے کہ کربلا کی طرف ایک علم بڑھ رہا ہے اس میں آگے آگے علَم ہے اب یہ اٹھتی ہے اور اس جلوس کی طرف چلتی ہے قریب گئی تو اس نے دیکھا کہ ایک بی بی کے ہاتھ میں ایک علم ہے اور کئی ہزار عورتیں اس بی بی کو ساتھ لئے اس بی بی کے بال کُھلے ہیں وہ روتی آگے بڑھ رہی ہے تو آگے آگے جو خاتون چل رہی ہے اس سے بڑھ کے پوچھا یہ جلوس کیسا ہے یہ بی بی کون ہیں جو علم اٹھائے ہیں اور تو کون ہے اس نے کہا میں جنت کی حور ہوں میرا نام طیبہ ہے میں بی بی کی

خدمت گذار ہوں جنت میں ۔ یہ رسولؐ کی بیٹی فاطمہ زہرؑا ہے پہلو میں زینبؑ ہیں
جو علم اٹھائے ہیں یہ اربعین کا علم ہے سب حسینؑ کے پاس چہلم کے دن جا رہے
ہیں یہ اسی علم کی شبیہ ہے آپ ابھی زیارت کریں گے چہلم کی شب جناب سیدہ
قبر حسینؑ پر آتی ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ اک بار وہ جلوس آگے بڑھا بی بی نے اپنے
آپ کو قبر حسینؑ پر گرا دیا اور اس کے بعد کہا طیبہ جا کر بابا کو خبر کر دے کہ حسینؑ کی
ماں قبر حسینؑ پر آ گئی علیؑ مرتضٰی سے کہہ دے کہ آپ بھی پہنچیں کل میرے بچے کا
چہلم ہے میرے حسینؑ کا چہلم ہے اے طیبہ حسن مجتبٰیؑ کو بھی بلا لو جنت میں سب کو
بتا دو کل مرے حسینؑ کا چہلم ہے۔ کیا ہے حسینؑ کا چہلم کیا ہے یہ اربعین کیوں ہے
آپ کو معلوم ہے بچھڑی ہوئی بہن بھائی سے اسی دن ملی تھی بس یہ بات۔ ہاں
ذکر چادر کا تھا زینبؑ کی چادر کربلا میں لٹی اور اس چادر کی ضرورت زینبؑ کو ہر
وقت تھی مری چادر، مری چادر، لیکن اس چادر کیلئے زینبؑ ایک رات بہت تڑپی
اور تڑپ تڑپ کر کہا سید سجادؑ یزید (پلید) سے کہلواؤ کہ مری ماں کی چادر واپس
کرے سکینہؑ کا جنازہ پڑا ہے تا کہ اسی کا کفن دوں کہتے یہ ہیں کہ چادر زینبؑ نہ
آئی سید سجادؑ نے سکینہؑ کے خوں بھرے کُرتے میں سکینہؑ کو دفن کر دیا ارے کیسے دو
ہتھکڑیوں کے ہاتھوں سے سید سجادؑ نے سکینہؑ کا جنازہ اٹھا کر قبر میں رکھا۔ ارے
کئی صدیوں کے بعد سکینہؑ نے خواب میں آ کر کہا مری قبر میں پانی آ رہا ہے چند
سیدانیوں نے جب قبر کو کھودا تو سکینہؑ کا کرتا پیٹھ سے چپکا ہوا تھا اور کان سے لہو
بہہ رہا تھا۔

ماتم حسینؑ

❀ ❀ ❀

مجلسِ نہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی نویں تقریر جامعہ سبطین میں "ولایت علیؑ" کے موضوع پر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ آنے والی نسلوں کو یہ بتاتے رہیئے، اس لیے کہ یہ پیغام اللہ اور رسولؐ کا اس طرح سنایا گیا کہ اس کو آگے پہنچاتے رہو تاکید ہے رسولؐ کی کہ بتاتے رہو اپنے بچوں کو بتاتے رہو اٹھتے بیٹھتے کہو بڑوں سے کہو کہ اپنے بچوں کی پرورش محبت علیؑ پر کرو یعنی تربیت یہ لازمی ہے کہ یہ کہو کہ ہم تمہیں جو پال رہے ہیں وہ اس لئے پال رہے ہیں کہ محبت علیؑ پر رہو تمہاری جو سر پرستی کر رہے ہیں وہ اس لئے کہ تم مولا علیؑ کو چاہتے ہو اور کوئی صحابی ایسا نہیں ہے کہ جس کا نام میں نہ بتا چکا ہوں کہ اس نے یہ اعلان کیا اپنی اولاد سے کہا کہ محبت ان کے لیے ہے جب حضرت عمر یہ کہہ سکتے ہیں اپنے بیٹے سے کہ لکھوا کے لاؤ یہ جنت کا پروانہ ہے اگر حسنؑ ہمیں اپنا غلام کہہ دیں تو یہ جنت کا پروانہ ہے تو خلافت ہو یا ملوکیت ہو دشمنی اپنی جگہ معلوم سب کچھ ہے کہ یہی کام آئیں گے دشمن کتنا ہی بڑا

کیوں نہ ہو کہ اس کے دل کو یقین ہے کہ شفاعت میں سامنا انھیں کا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا قبر میں محشر میں اور اس پہ بہت زیادہ غور کیجئے کہ شفاعت کیا ہے اور مسئلے اسی طرح حل ہوتے ہیں کہ جب سوال اٹھتے ہیں تو ان کا جواب مل جاتا ہے۔ شفاعت کیا ہے قرآن میں شفاعت کا ذکر کیوں ہے شفاعت کیوں رکھی گئی ہے شفاعت کے معنی ہیں سفارش [illegible]؟ [illegible] سفارش وہاں ہوتی ہے جہاں کوئی کمی ہو اس کے معنی پوری امت، پوری قوم اور پوری انسانیت میں کمی ہے اس لیے اللہ کو شفاعت رکھنا پڑی ورنہ اتنا اعلان کیوں ہے کہ ہم شفاعت کریں گے شفاعت کے تخت پر محمدؐ ہونگے علیؑ سفارش کریں گے اب یہ جسے کہہ دیں تب ہم قبول کریں گے یہ ہیں ہم نے مقرر کر دیئے ہیں ان کے کہنے سے تمھیں معاف کریں گے۔ کوئی اکڑ کر اگر کہے کہ ہمیں سفارش کی ضرورت نہیں ہے ہم نے اپنے اعمال بہت درست کر لیئے ہیں اللہ کو ایسا آدمی نہیں چاہئے جو اللہ کے سامنے یہ کہے میں نے سارے کام کر لیئے ہیں اللہ چاہتا ہے سر جھکا ہوا آئے اللہ کو ایسا آدمی نہیں چاہئے کہ اکڑ کر آئے ہم نے بڑی عبادتیں کیں ہیں ہم بڑے زاہد ہیں ہم بڑے متقی ہیں پرہیز گار ہیں ہمیں ایسا آدمی نہیں چاہئے خبردار ہم اسے جہنم میں ڈال دیں گے کیا تم نے شیطان کا انجام نہیں دیکھا وہ بھی اکڑ رہا تھا میری نمازیں میرے سجدے میری تقدیس میری تسبیح میری عبادت ہم نے ناک رگڑوا دی نکل جا یہاں سے ہمیں ایسا آدمی نہیں چاہیئے ہمیں فرشتے چاہئیں جو ہمارے حکم سے جھک جائیں جب ہم چاہیں اپنے سامنے جھکا دیں جب

چاہیں کسی اور کے سامنے جھکا دیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا کہا مانا جا رہا ہے یا نہیں۔ جب تک ہم نے چاہا اپنی طرف جھکوایا اب ہم نے قبلہ بنوادیا زہراؑ کے گھر کی طرف وہاں سر جھکاؤ۔ (صلوٰت)

ہم جب چاہیں سجدہ کا رُخ بدل دیں جن کی پیشانیاں آشنا تھیں ہماری طرف سجدہ کرنے سے انھیں کو ہم نے آدمؑ کی طرف جھکوا دیا۔ وہ سجدے جو ہم نے اپنی طرف کروائے تھے وہ مشق تھی وہ پرائمری اسکول تھا سجدہ تو کروانا تھا آلِ محمدؐ کے گھر کی طرف۔

کیا ہے سجدہ آج تک لوگ سجدہ کا مفہوم نہیں سمجھے سجدہ تعظیم ہے ہمیں تعظیم سکھانی ہے کہ انسانیت تعظیم سیکھے ہمارے بنائے ہوئے بندوں کی تعظیم کرے اب تک لوگ یہ بات ہی نہیں سمجھ رہے ہیں کہ اللہ نہیں چاہتا اپنی طرف سجدے۔ نہیں چاہتا اپنی عبادت، سمجھیں اس بات کو، نہیں چاہتا کہ ہماری طرف عبادتیں کی جائیں اور ڈائرکٹ (Direct) انسان ہماری طرف جھکتا رہے اور کہے اللہ اللہ۔ احمق لوگو! ہم نے کائنات میں کچھ شاہکار تخلیق کیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری بنائی ہوئی چیزوں کی مدح ہو یعنی تم ہماری طرف تو جھک رہے ہو اور جو ہم نے صنعت بنائی ہے اسکی طرف نہیں جھک رہے ہو۔ کمینے ہو تم ذلیل ہو تم نیچ ہو تم اس لیے کہا **والعصر ان الانسان لفی خسر** تم گھاٹے میں ہو سب نقصان میں گئے اس لیے کہ تعریف کرو میری بنائی صنعت کی محمدؐ کو میں نے بنایا، علیؑ کو میں نے بنایا، فاطمہؑ کو میں نے بنایا اور حسنؑ و حسینؑ کو میں نے بنایا اور

تعریف کرو کیا کہنا معبود تیرا کیسے بندے بنائے جبھی تو ہم کہتے ہیں اللہ اکبر تو اکبر ہے اس لیے کہ تو نے اکبر بنائے تو اس بات پر غرور کرتا ہے متکبر ہے تو۔ تجھے غرور ہے ان پر کہ تم ایسے نہیں بنا سکتے۔ پھر آ گئی ولایت علیؑ اس لیے انھیں مانو کہ جیسے ہم نے بنا دیئے تم نہیں بنا سکتے ارے ہم نے پانچ بنائے ایسے پانچ بنا دو کبھی جو انسان پانچ بنا دے۔ ان جیسے تو نہیں بنا سکتے لیکن چار ہی بنا کے رہ گئے اور پھر انہی میں کا ایک لینا پڑا اب بولو پانچ کی تعداد پوری نہ کر سکے ۳ بنا کے رہ گئے چوتھے یہ آئے تو پھر ہمارے پانچ میں سے ایک مانگا ہے، تم مجبور ہو ہمارے سامنے؟ تو جب تم پانچ پورے نہیں بنا سکتے تو بارہ کیا بناؤ گے اور چودہ کیا بناؤ گے اور جب تم بارہ اور چودہ نہیں بنا سکتے تو بہتّر کیا بناؤ گے۔ (صلوٰت)

ہم جب چاہیں رُخ بدل دیں دھارا بدل دیں ادھر مکّہ ادھر مدینہ مکّہ ہمارا گھر مدینہ میرے حبیبؐ کا گھر یہاں بھی سجدے وہاں بھی سجدے۔ چاہتے تو مدینہ میں اعلان کرواتے ولایت علیؑ کا۔ چاہتے تو مکہ میں اعلان کرواتے ادھر ہم نے اپنا گھر چھوڑا فاصلہ رہا مدینہ سے۔ صحرا میں روکا ہم یہیں جھکوا دیں تمہیں تو سہی ولایت علیؑ کا اعلان مکّہ میں نہیں ہو رہا ہے نہ مدینہ میں بس یہیں رک جایئے چوراہے پہ رک جایئے۔ اختیار ہمارا ہے مرضی ہماری ہے کون بولنے والا ہے ہم سے کوئی کہے گا کہ حج میں اعلان کر دیتے خانۂ کعبہ میں اعلان کر دیتے مدینہ میں اعلان کر دیتے نہیں یہاں رکیئے کیوں اس لیے کہ ہم نے آدمؑ کو سجدہ جنت میں نہیں کروایا ہمارے پاس نوؔ جنتیں تھیں لیکن سجدۂ آدمؑ جنت میں نہیں ہوا

چوراہے پر ہوا جدھر سے فرشتوں کی گذرگاہ تھی ساتوں آسمان کے فرشتے جدھر سے گذرتے تھے اس چوراہے پر بنا کے پُتلا ڈال دیا۔ پچیس ہزار برس سوکھتا رہا۔ کھنکھناتا رہا اور پھر اسی چوراہے پر فرشتوں کو روک دیا وہ جو عبادت کیلئے آ جا رہے تھے سب کو روک دیا کہا جب میں اپنی روح پھونکوں اپنی روح پھونکی جس طرح آدمؑ میں اپنی روح پھونکی اسی طرح پنجتنؑ میں اپنا نور ڈالا کیا حیرت ہے اگر اپنی روح ہو سکتی ہے تو اپنا نور بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ہم نے اس کو اپنے نور سے بنایا اس کو اپنی روح سے بنایا وہاں چونکہ اپنا نور ڈالا اس لیے وہاں سجدے ہیں یہاں اپنی روح ڈالی اس لیے یہاں سجدے ہیں سجدہ معنی تعظیم۔(صلوٰت)

نماز قائم کرو تو اللہ کیا کرے نماز قائم کرنے کا کام تو تمہیں مل گیا اللہ کیا کرے تم نماز قائم کرو اللہ سجدہ قائم کرے۔دو ہی تو لفظ ہیں سجدہ اور قائم سجدہ اور قائم۔ہم نے قائم کر دیا یہاں کرو چاروں طرف سے آ کے سجدہ کریں بن گیا خانۂ کعبہ میں چار طرف سے سجدہ ہوتا ہے ہم نے روح ڈالی ہے یہ سجدہ مٹی کو نہیں ہو رہا ہے جس سے پتلا آدمؑ بنا ہم نے اپنی روح ڈالی ہے میرا گھر چار دیواری ہے مٹی کا ہے میں نے اس کے اندر روح ڈالی تو سجدہ ہو رہا ہے اپنے مٹی کے گھر میں میں نے روح اتاری تو علیؑ آئے (صلوٰت)

جب تک گھر میں روح نہ آئے بے جان ہے مٹی کا گھر ہے اس لئے علیؑ کو وہاں اتارا تا کہ سجدہ کے قابل بن جائے جب تک روح علیؑ ہے سجدہ کے قابل ہے جب روح علیؑ نکل گئی اللہ پھر نیا قبلہ بنائے گا۔اس لیے کہا رکیئے یہاں اور

اعلان کیجئے جبرئیل اللہ سے کہو مجھے اعلان سے معاف رکھا جائے۔ جبرئیلؑ آئے
کہا اگر آپؐ نے اعلان نہ کیا تو رسالت کا کوئی کام انجام نہیں دیا۔ آپ کی
رسالت کامل نہیں ہوگی جب تک یہ اعلان نہ ہوگا۔ پتہ چلا رسالت کامل ہوگی
اب اگر اعلان نہ ہوا تو رسالت ادھوری نہیں ہے بلکہ ختم اور جب آخری رسالت
ختم پورا قصۂ آدمؑ تک سب ختم نظام کوئی اور آئے گا پھر ہم کوئی اور نظام لائیں گے
انبیاء کو معزول کر دیں گے اگر آج یہ نہ ہوا اور پھر آپ اس سے ڈر رہے ہیں ہم
ضمانت دے رہے ہیں یہ کافر کچھ نہیں کر پائیں گے ہمیں ان کا ارادہ معلوم ہے وہ
نوشتہ لکھ چکے ہیں جو پلان (Plan) انھوں نے بنایا ہے اس پلان پہ آج وہ عمل
نہیں کر پائیں گے کریں گے لیکن آپؐ کی وفات کے بعد ہم صرف یہ چاہتے ہیں
آپؐ کی وفات تک یہ کچھ نہیں کر پائیں ہمیں دو مہینہ چاہیئے ولایت علیؑ کے لئے
کل دو مہینہ چاہیئے ۱۸/اٹھارہ ذی الحجہ کو اعلان ہوا۔ ۱۲ دن ذی الحجہ کے بچے۔
ذی الحجہ کے بعد محرم کا ایک مہینہ۔ ۲۸ دن صفر کے کتنے ہوئے دو مہینہ دس دن دو
مہینہ دس دن چاہئے اس دو مہینے دس دن میں یہ مکار کچھ نہیں کر سکتے۔ دو مہینہ
دس دن میں کوئی شر نہیں ہو پائے گا اس کے بعد قیامت تک جو جی چاہے کرنا۔ کیا
دکھانا چاہ رہا اپنا اقتدار دکھانا چاہ رہا ہے۔ وہ بتانا چاہ رہا ہے دو مہینہ دس دن میں
کوئی پتہ بھی نہیں ہل پائے گا مجھے اپنے کو منوانے کیلئے کروڑوں فرشتے بنانے
پڑے پہلے میں نے اپنے آپ کو عرش پر منوایا۔ آدمؑ کو بنوا کے فرش پہ منوایا اپنے کو
منوانے کیلئے ایک لاکھ چوبیس[۲۴] ہزار انبیاء بھیجے ایک لاکھ چوبیس ہزار سے میں نے

لا اِلٰہ کے ساتھ یہ بھی کہا کہتے رہو آخری نبیؐ آنے والا ہے اپنے نام کے ساتھ آپؐ کے نام کو رکھا پھر آپؐ آ گئے ۱۳ برس محمدؐ الرسول اللہؐ میں نے مکہ میں کہلوایا دس برس مدینہ میں کہلوایا۔ پندرہ ہزار برس مجھے لگے لا اِلٰہ کہنے میں ۲۳ برس میں میں نے محمد رسولؐ اللہ کا ڈنکا بجوا دیا۔ محمد رسولؐ اللہ کیلئے ۲۳ برس مجھے چاہئے تھے۔ ولایت علیؑ کیلئے مجھے دو مہینہ دس دن چاہیئے۔ یہ میرے اختیار میں ہے۔ اسکے بعد کچھ بھی ہو ڈنکا بج جائے پورے عرب کی ہر گلی، ہر مسجد میں، اذان میں علیؑ ولی اللہ ہو دو مہینہ دس دن تشہد میں، قنوت میں درود میں، ہر جگہ علیؑ علیؑ ہو، دو مہینہ دس دن ہر صحابی علیؑ علیؑ کہے دو مہینہ دس دن۔ بلال اذان دے مسجد نبوی میں علی ولی اللہ خلیفتہ بلافصل حجتہ اللہ کہتے رہو امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کہتے رہو دو مہینہ دس دن۔ ارے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے آنے پر جب امریکہ روس، چین، لا اِلٰہ نہ کہہ سکے پندرہ ہزار برس میں اور ۲۳ برس میں محمد رسولؐ اللہ کہنے لگے پھر بھی کسی نے نہ کہا سوا مسلمانوں کے کائنات میں تو دو مہینہ دس دن کا علیؑ ولی اللہ کیسے کہہ لیا جائے۔ (صلوٰت)

کہاں سے آ گیا، کہاں سے آ گیا، غدیر سے آ گیا۔ کتب خانے جلے، کتابیں جلیں اور کیا لکھنے والوں کے ہاتھ نہیں کاٹے گئے۔ کیا لکھنے والوں کو بھاگنا نہیں پڑا۔ چھپنے والے کہاں نہیں چھپے۔ بھینسوں کے باڑے میں چھپے، گوبر میں چھپے، جانوروں کی آڑ میں بیٹھے، قلم نہیں، روشنائی نہیں، کاغذ کا ٹکڑا منگوالیا۔ ٹانگوں پر رکھا چھری منگوائی چاک کیا روشنائی جاری ہوئی۔ انگلی سے کاغذ پہ لکھتے

جا رہے ہیں خون سے لکھا گیا علیؑ ولی اللہ۔ اب سمجھے دو مہینہ آٹھ دن میں کہیں پیغام اس طرح پہنچ جاتا ہے۔ خون سے لکھا گیا اس لیے پہنچا تو اب وراثتاً تحریر چل رہی ہے کتابیں جل جائیں علماء قتل ہو جائیں۔ مورّخ قتل ہو جائیں۔ پیغام کو جانا ہے۔ روکنے پر قدرت کا انتظام دیکھو شیعہ مورّخین سے نہیں لکھوایا اللہ نے لکھو تمہیں لکھوا امام نسائی نہ لکھتے، امام احمد بن حنبل نہ لکھتے، کیوں لکھا ترمذی شریف والے نہ لکھتے، کیوں لکھا مشکوٰۃ شریف والے نہ لکھتے بخاری والے نہ لکھتے۔ کیوں لکھا لکھوایا اس نے لکھوایا اور مناظر لکھوائے ایک ایک لمحہ لکھوایا۔ کیوں لکھوایا دو لاکھ عوام، دو ہزار رپورٹرز (Reporters) آئے تھے عیسائی سفیران کے خیمے کا انتظام کیا گیا اور کوئی نہیں تھا جو ساتھ نہ گیا ہو پورے خاندان کو لے کر گئے تھے ہر ایک کو جانا تھا پہلا اور آخری حج تمنا تھی کہ کبھی رسولؐ کے ساتھ حج کریں ناقہ چلے تو لگتا تھا ناقوں کی کہکشاں، ناقوں کی قطار جو مدینہ سے چلی اور حضور کا ناقہ جب آگے آگے چلا کچھ عماریاں تھیں اس لیے کہ تمام بیبیاں ساتھ تھیں اُمّ المومنین کی عماری میں صرف جھالریں لگی ہوئی تھیں تا کہ دور سے پہچانا جائے کہ بی بی کی سواری جا رہی ہے اور ایک بڑے ناقہ پر بڑی عماری تھی جس پر سبز جھالریں تھیں اور اس کے اوپر کا کلس جو تھا وہ گنبد نما تھا اور بڑی عماری اس لئے تھی تا کہ کائنات کی شہزادی فاطمہ زہراؑ حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ تھیں اسماء بنت عمیس، حضرت ابوبکر کی بی بی اسماء بنت عمیس اپنے شوہر کے ساتھ تھیں حالانکہ پورے دن تھے اور ابھی پہنچے نہیں عرفات میں کہ قیامت ہو گئی، طبیعت

خراب ہوگئی، اسی حالت میں واپسی بھی ہوئی اور جس دن غدیر ہوا اسی دن وہ پیدا ہو گئے ان کا نام رکھا گیا محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے غدیر خم کے دن غدیری بچہ تو اب جو غدیر کے دن پیدا ہوگا وہ علیؑ والا ہوگا چاہے وہ ابوبکر کے گھر میں پیدا ہو۔ (صلوٰت)

امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کنجوس آدمی کون ہے، کہا جو درود نہ پڑھے۔ پوچھا گیا دو آدمیوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کیسے کرائے کہا ان دونوں کے بیچ میں بیٹھ کے درود پڑھو کہا اگر کچھ بھول جائے، کہا کوئی چیز یاد نہ آرہی ہو کہا زور زور سے صلوٰت پڑھو۔ بہر حال۔۔ رپورٹرز (Reporters) آئے سب کو معلوم ہے یہ حج آخر ہے اور یہ خود سے نہیں آئے رسولؐ اللہ نے خطوط بھیج کر بلوایا تھا تمام سلطنتوں کو خط بھیجے تھے۔ میں حج کرنے جارہا ہوں۔ میری قوم میرے ساتھ جارہی ہے۔ ہر ملک کا نمائندہ آئے معلوم ہے اللہ کو تبلیغ ہے یہ اس سے اچھا موقع کون سا ملے گا۔ یہاں آکے رسولؐ کی شان دیکھیں۔ کتنے مسلمان ہو چکے ہیں ہیبت بیٹھ جائے پوری دنیا پر قرآن کی اللہ کی۔ آئے رپورٹرز چھپا لو غدیر۔ یہ رسولؐ نے عیسائیوں کو کس لئے بلوایا۔ اب ان کا پیچھا کہاں ہوگا یہ تو اپنے ملک پہنچ جائیں گے اور وہاں پہنچ کر بتا دیں گے علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا ہے محمدؐ نے اپنے بعد حاکم علیؑ کو بنا دیا اور جو اذان وہاں ہوئی تھی اس میں علیؑ ولی اللہ کہا تھا بلال نے وہ وہاں لکھ دیا انہوں نے جا کر روم والوں نے روم میں لکھ دیا۔ اپنی کتاب میں۔ ڈائری میں اب تم چھپاتے رہو۔ اس لیے پیغمبرؐ نے

رپورٹرز بلوائے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان تو بعد میں عیسائیوں کی جتنی تاریخیں ہیں محمدؐ پر اور اسلام پر یہ تین کتابیں ہیں Successors of Muhammed اروِنگ (Irving) کی کتاب، گبن (Gibbon) کی کتاب(Decline and fall of Roman Empire)اور ڈیون پورٹ (Davenport) کی کتاب (Apology) اپالوجی۔ یہ تین بڑی کتابیں ہیں جس میں غدیر کا پورا حال لکھا ہے اور یہ بتایا کہ علیؑ کی بیعت کس کس نے کی۔ لکھ دیا جا کے انگریزوں نے اپنے اپنے ملک میں وہ آپ سے بڑے اسکالر ہوئے چودہ سو برس پہلے (انھوں نے جا کے لکھ دیا) محمدؐ نے کیا کہا ایک ایک لفظ لکھ دیا اور مسلمانوں کو یہ باتیں ابھی خواب میں بھی نہیں گذریں کہ عربی کی ساری کتابیں عربوں نے مصر والوں نے تول تول کے بیچ دیں۔ انگریز آئے خرید کے لے گئے اور کہاں خرید کے لے گئے ہالینڈ(Holland) اور ایک پریس لگالیا لِڈَن ایک شہر ہے لِڈَن میں ایک پریس لگوایا اور وہ عربی کی کتابیں ساری ٹائپ کروا کروا کے اس نے ہالینڈ سے چھاپ کر پوری دنیا میں بیچیں اس نے سب سے پہلے لِڈَن والوں نے صحیح بخاری چھاپی، مسلم چھاپی، ترمذی چھاپی، مشکواۃ چھاپی، بحار چھاپی۔ شیعوں کی، سنیوں کی جتنی بھی تول کے اس نے ردّی میں لی تھیں وہ چھاپ دیں جب چَھپ چَھپ کے آئیں ارے یہ بھی لکھا ہے۔ بخاری میں وہ بھی لکھا ہے پھر چھاپو اب یہ نکالو پھر چھاپو اب یہ نکالو پھر چھاپو۔(Liden) کی کتابیں تو رکھی ہیں شہر دیکھ کے آیا ہوں وہ جگہ دیکھ کے

آیا ہوں وہ رکھی ہیں۔ ہر دور میں مسلمان یہ کرتے ہیں رڈی بیچتے ہیں۔ وہ جو اخبار ''جنگ'' میں قسطیں لکھ رہی ہیں افغانستان، طالبان کی جو کتاب لکھی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ طالبان کتب خانوں میں جاتے تھے کابل وغیرہ اور کہتے تھے ساری کتابیں ہمیں دے دو اور سعودی عرب کے اوراق انھیں دے کر کہتے تھے یہ پڑھاؤ اور وہ رڈی کے حساب سے آکر پشاور میں رڈی بکتی تھی۔ صدیوں کی کتابیں اور سب واشنگٹن کانگریس لائبریری لے گئے یہ تو قدر ہوئی ہے مسلمانوں کے علم کی۔ آپ نے عراق میں دیکھا کتب خانے لٹ گئے میوزیم (Museum) لٹ گیا سب پہنچ گیا فرانس، پیرس رڈی کے حساب سے عراق میں کتابیں لٹ گئیں انھوں نے لے جا کر کیوں رکھی ہیں تم یہ کہتے ہو یہ غلط یہ تو صحیح ہے تم کہتے ہو نہ غلط یہ صحیح یعنی جیسے جیسے یہ رڈی بیچیں گے مسلمان پکڑ میں آتے رہیں گے اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ نئی چیز کیا چلا دی تم نے اس لئے پیغمبرؐ نے رپورٹرز بلا لئے شرح تو کروں گا آگے بڑھ رہا ہوں رپورٹرز آ گئے کیا کہا پیغمبرؐ نے۔ جبرئیلؑ آ گئے کہا میں نے معذرت چاہی تھی اسی لئے تو (Davenport) نے کتاب لکھی اپالوجی (Apology) کتاب کا نام محمدؐ کی معذرت۔ اس نے کہا معذرت کی تھی محمدؐ نے کہ میں اعلان نہیں کر سکتا۔ میں ضمانت لے رہا ہوں آپ اعلان کیجئے۔ نہ آپ کا کچھ کر سکتے ہیں نہ علیؑ کا کچھ کر سکتے ہیں اور جبرئیلؑ آئے کہا بس آپ اب اسی جگہ رک جائیے اب آگے نہیں بڑھ سکتے۔ کہا وہ تو بہت سے آگے نکل گئے ہیں کہا جو آگے نکل گئے ہیں انھیں واپس بلوائیے۔ پیچھے رہ

گئے ان کا انتظار کیجئے۔ مجھے علیؑ کے معاملے میں یہ بات پسند نہیں کہ کوئی اتنے آگے نکل جائے اور کوئی پیچھے رہ جائے۔ محمدؐ نے بتایا کہ اتنے آگے نہ نکل جانا کہ نصیری بن جانا اور نہ اتنے پیچھے رہنا کہ چوتھا مان لینا۔ سُست رہ جانے والوں کا انتظار کرو اور آگے نکل جانے والوں کا انتظار کرو اور علیؑ کو وہاں مانو جہاں میں ہوں۔ میں یہاں ہوں یہاں آؤ جہاں میں مان رہا ہوں علیؑ کو محمدؐ بتا رہے ہیں میں علیؑ کو پہلا مان رہا ہوں نہ میں علیؑ کو خدا مان رہا ہوں نہ علیؑ کو چوتھا مان رہا ہوں۔ سب آ گئے یا رسولؐ اللہ یہ آپ دیکھئے گرمی کی شدت، آفتاب کی حدّت یہاں روک دیا۔ کہا ہاں صرف یہی دیکھ رہے ہو کہ گرمی کی شدت آفتاب کی حدّت اب دیکھو منبر کی جدّت۔ یا رسولؐ اللہ محاورہ ہے اردو لغت میں سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ قیامت یہ ہو گئی ابھی ابھی تو حاجیوں نے سر منڈائے اور یہ آفتاب کی کرنیں۔ کہا تو عمامہ باندھ لو کہا عمامہ کیسے باندھیں۔ پیر جل رہے ہیں۔ عمامے اتار کے پیروں میں باندھ لئے جب ظلم کی تعریف عربی لغت میں لکھی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے سر کی چیز پیر میں ڈالنا ظلم ہے اپنے نفسوں پہ ظلم کر رہے تھے تاکہ یاد رہے خبردار وہ جہاں وہ درخت لگے ہوئے ہیں ادھر کوئی نہ جائے پورے میدان میں ٹھہر جاؤ۔ جاؤ سلمانؓ و ابوذرؓ جاؤ وہاں جا کے کانٹے صاف کرو علیؑ کی راہ میں کانٹے آئیں تو سلمانؓ و ابوذرؓ صاف کریں جاؤ وہاں ایک شامیانہ تانو چاندنی کا۔ قافلہ ٹھہرا وہ عماری جو رسولؐ کے ساتھ چل رہی تھی جس میں شہزادئ کونینؑ تشریف فرما تھیں ناقہ بان نے ساربان نے ناقہ کو گھمایا

تو بالکل پیغمبرؐ کے ناقہ کے سامنے رکا ایک دم شور کیا تھا بلال نے حیَ علیٰ خیر العمل
کا قافلہ ٹھہرے گا اس لئے گھبرا گھبرا کے بی بیوں نے پردے عماریوں کے الٹے
قافلہ کیوں ٹھہر گیا پردے ہٹے اور پردے گرے لیکن شاہزادیؑ کی عماری کا جو پردہ
اٹھا تو سامنے حسنؑ اور حسینؑ آئے۔ بچوں نے پردہ اٹھایا تھا اور وہیں سے ناقہ
سے دونوں بچوں کو دیکھا اور کہا پردے گرا دو دھوپ بہت تیز ہے باہر نہ اترنا جب
تک میں نہ کہوں پہلے خیمے لگیں گے پھر بی بیوں کو اتارا جائے گا خیمے لگنا شروع
ہوئے ایک بڑا خیمہ رسولؐ کی خیمے کے ساتھ لگا جس میں فاطمہ زہراؑ اتریں بچے
اترے اور بڑے خیمے کے ادھر ادھر دو خیمے لگائے ایک سبز خیمہ ایک سرخ خیمہ کہہ
دو حسنؑ اس خیمہ میں جائیں حسینؑ اس خیمے میں جائیں پشت پر ازواج کے خیمے
لگائے گئے جب تمام خیام لگ گئے تو قناتوں سے اس جگہ کو گھیر دیا گیا اور درمیان
میں اک ایسا خیمہ لگایا گیا کہ جس کا رنگ ماشی رنگ کا تھا اور کہا اُس کے سامنے
ایک تخت بچھا دو دروازے پر تخت پر مسند بچھا دو مسند پہ گاؤ تکیے رکھ دیئے جائیں،
ہوگئی سجاوٹ پورے میدان میں، بہار آگئی جنگل میں منگل ہوگیا اس کے بعد
بلایا اصحاب خاص کو اور بلا کر کہا آپ نے بڑی مدد کی ہے ہماری آپ ہم سے
بہت قریب ہیں آج رسولؐ کو آپ سے کچھ ضرورت ہے فرمایئے یا رسولؐ اللہ کیا
بات ہے کہا ایک منبر چاہیئے سب بیٹھ گئے رسولؐ نے شوریٰ کمیٹی بنائی منبر کیلئے،
منبر اور شوریٰ کمیٹی واپس آئے کہا یا رسولؐ اللہ منبر نہیں بن سکتا کہا کیوں کہا
ہتھوڑی نہیں ہے کیلیں نہیں ہیں تختے نہیں ہیں کہا تو لے آؤ بنا نہیں سکتے تو لے آؤ

پھر شوریٰ کمیٹی بیٹھی کہا مدینہ دور مکّہ سے بھی دور منبر کہاں سے لائیں فوری طور رسولؐ کو چاہیئے پھر واپس آئے کہا کون جائے کون لائے مشکل کام ہے کہا اب یاد رکھنا۔ نہ بنا سکتے ہو نہ لا سکتے ہو تو منبر جب تم نہ بنا سکتے ہو نہ لا سکتے ہو تو صاحب منبر بھی بنانا نہیں۔ (صلوٰت)

جب لکڑی کا منبر اختیار میں نہیں ہے تو صاحب منبر کیسے اختیار میں ہوگا نہ تم لا سکتے ہو نہ بنا سکتے ہو اچھا ہٹو حکم دیا عمارؓ کو مقدادؓ کو سب سے کہا جتنے کجاوے ہیں اونٹوں کے سب اتار لو سب کجاوے اتار لئے گئے کہا جس ترتیب سے میں رکھواتا جاؤں رکھتے جاؤ بلند تر منبر تیار ہو گیا۔ کجاوے کا منبر بنا اور پھر جب بھگدڑ مچی تو سب نے اٹھا اٹھا کے کجاوے رکھے پیغمبرؐ نے بتایا۔ بنوایا بھی یہیں تڑوایا بھی یہیں تاکہ غدیر کے منبر پہ علیؑ کے علاوہ کوئی بیٹھ نہ سکے۔ غدیر کے منبر پر ہر ایک نہیں بیٹھ سکتا اب مدینہ کے منبر پر بیٹھ جاؤ اس کی ہمیں ضرورت نہیں منبر مکّہ میں بھی ہے منبر مدینہ میں بھی ہے۔ حکم الٰہی سے جب جدید منبر بن گیا تو دونوں منبر منسوخ ہو گئے۔ اب منبر چلے گا غدیر کا اب مسجد نبوی کا منبر نہیں چلے گا چاہے جتنا سجا دو اس پہ ہیرے جڑ لو منسوخ ختم ہاں احترام کی بات دوسری ہے کہ یہاں بیٹھتے تھے رسولؐ تو اب یہاں کیسے بیٹھیں تو اب یہاں بیٹھو اچھا یہاں بیٹھتے تھے تو یہ تو اب یہاں بیٹھو اچھا یہاں بیٹھتے تھے یہ تو زینے تو ختم ہو گئے تو اب بوریہ بچھا کے بیٹھو زمین پر۔ اور جب وہ آیا تو اس نے تینوں زینے ایک دو تین طے کئے پیروں سے روندے اور یہاں بیٹھا اور کہا علیؑ کو دیکھو کہاں بیٹھ گئے تو علیؑ کہاں

بیٹھیں ابھی بیعت شروع نہیں ہوئی ابھی باتیں ہو رہی ہیں علیؑ نے کہا اٹھ کے کہو کیا کہنا ہے بہت ڈرتے ڈرتے ایک اٹھا کہا یا علیؑ یہ رسولؐ کی جگہ ہے۔ انھوں نے احتراماً یہاں جگہ لی ان کے احترام میں انہوں نے وہاں جگہ لی ان کے احترام میں وہاں جگہ ہوئی اور آپؑ یہاں بیٹھ گئے جبکہ آپؑ چوتھے نمبر پر آئے کہا میں تین کو منسوخ کر کے یہاں آیا ہوں ارے لکڑی کے منبر پر یہاں بیٹھنے کی بات کر رہے ہو میں تو دوش رسولؐ پر تھا یہ تو لکڑی کا منبر ہے۔ تو علیؑ کو لوگ لکڑی لوہا پتھر مادّیت میں تلاش کرتے ہیں۔ حکومت چل رہی ہے علیؑ کی کائنات پر حکومت کیسے چل رہی ہے علیؑ کی۔ یہ صوفیاء کرام بتاتے ہیں کہ نفسوں پر روحوں پر کیسے علیؑ حکومت کر رہے ہیں۔ جو چاہیں حسنؑ نے کہا منبر پہ بیٹھ کے ہم چاہیں تو مرد کو عورت بنائیں عورت کو مرد بنائیں امیر کو غریب بنائیں غریب کو امیر بنائیں یہ ہے حکومت اسے کہتے ہیں حکومت یہ ہے آل محمدؐ کی حکومت۔ یہ ہے ولایت علیؑ منبر بنا منبر پہ آئے جبرئیلؑ بھی منبر پہ۔ وحی بار بار آ رہی ہے۔ خطبہ شروع کیا۔ خطبہ آپ سن چکے خطبہ ہو رہا ہے علیؑ کو ہاتھ پہ بلند کر رہے ہیں۔ زمانے کو سُنا رہے ہیں۔ اب یہ تمہارا حاکم ہے میں نے علیؑ کو اپنے بعد اپنا خلیفہ بنا دیا ایک لفظ نہیں استعمال کیا جتنے لفظوں سے عرب سمجھنا چاہیں سمجھیں میرا امیر ے بعد بادشاہ یہی ہے میرے بعد خلیفۂ وقت یہی ہے، میرا جانشین یہ ہے، میرا وصی یہ ہے، میرا ولی یہ ہے، مولا یہ ہے، اولیٰ یہ ہے، نفسوں سے اولیٰ تم سے افضل تم سب سے افضل کتنے طریقوں سے سمجھاتے یہی شفاعت کرے گا۔ محشر میں یہی بادشاہ ہے

دنیا میں بھی یہی بادشاہ ہے اور بتادیا اس کی دشمنی تمہیں راس نہیں آئے گی اور یاد رکھو جس نے اس سے دشمنی کی وہ میرا بھی دشمن ہے وہ اللہ کا بھی دشمن ہے اور دعا کی جو علیؑ کو دوست رکھے پروردگار میں اس کی سفارش کرتا ہوں سفارش تو غدیر سے شروع ہوگئی شفاعت کے میدان تک محبت اس سے کرنا بس پھر تمہاری شفاعت ہے اور جنت تمہاری ہے۔ اور اس کے بعد علیؑ کو لے کر منبر سے اترے اور بازو کو پکڑا اور اب مجمع میں چلے اور بازو پکڑ پکڑ کے ایک ایک کو دکھاتے ہوئے چلے اور پھر اس مقام پر لائے جو خیمہ لگا تھا اور اس کے سامنے جو تخت تھا اس پہ علیؑ کو بٹھایا اور کہا وہ عمامہ لاؤ جس کا نام سحاب ہے جو میں نے معراج میں باندھا تھا وہ عمامہ لایا گیا اور علیؑ کے سر پہ اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا۔ شملے اس کے کاندھے پہ لٹکائے اور کہا علیؑ اٹھو علیؑ اٹھے سر سے پیر تک علیؑ کو دیکھا کہا پیچھے ہو علیؑ پیچھے کی طرف چلے کہا بڑھتے ہوئے میری طرف آؤ علیؑ آگے کی طرف آئے لگ رہا تھا ایک بادشاہ آرہا ہے اور ایک بادشاہ جارہا ہے شاہانہ چال علیؑ کی دکھائی اور دکھانے کے بعد کہا عرش پر علیؑ میں نے تم کو اسی طرح چلتے ہوئے دیکھا تھا۔ تخت نشین کیا اس کے بعد کہا آگے بڑھو اور علیؑ کی بیعت کرو۔ مبارک باد دینے کیلئے لوگ آگے بڑھنے لگے۔ پوری تاریخیں اہلسنت کی اس بات پر متفق ہیں کہ پہلی گواہی حضرت عمر نے دی یا علیؑ آپ کو مبارک ہو اے ابوطالبؑ کے بیٹے آپؑ کو مبارک ہو اس طرح مسند احمد بن حنبل میں لکھا گیا۔ اور آپ کو یہ بتادوں کہ مشکوٰۃ شریف کے عبدالحق محدث دہلوی یہ لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل

حضرت ابوبکر سے علم میں افضل تھے اتنا افضل امام سعودی عرب ان کی فقہ پر چلتا ہے احمد بن حنبل کی فقہ کی کتاب مسند ہے جس پہ سارے حنبلی چلتے ہیں۔ مسند کہتے ہیں صحیح ترین حدیثیں اور اس نے لکھا کہ حضرت عمر کے الفاظ یہ تھے اے ابوطالبؑ کے بیٹے اے علیؑ آج تمام مومنوں اور مومنات کے مولا ہو گئے۔ اب بعد میں جب شاعر نے شعر کہا تو کہا سرکار مومنوں کے مومنات کے آپ نے کہا مولا ہو گئے آپ نے اپنے کو کس میں شامل کیا۔ جب سارے .T.V صحابہ کے واقعات سنا رہے ہیں تو یہ بھی سناؤ مسند بھی سناؤ مشکواۃ بھی سناؤ، امام نسائی کی باتیں بھی سناؤ اور علامہ اقبالؔ کے شعر بھی تو سناؤ سناؤ علیؑ کی شان میں قصیدہ بھی سناؤ جو نماز کے بعد اقبالؔ پڑھا کرتے تھے۔ جس میں مغربین کی نماز ظہرین کی نماز کے بعد یہ کہتے تھے کہ اگر مجھ سے اقبالؔ کوئی یہ پوچھے گا کہ اقبالؔ کیا تو علیؑ کی محبت میں نُصیری ہو گیا تو میں چپ ہو جاؤں گا یہ تو اقبالؔ کی مناجات ہے پڑھو یہ بھی .T.V پر پڑھو یہ بھی بتاؤ کہ قائداعظم کے گھر پر علم لگا ہوا تھا حضرت عباسؑ کا یہ بھی بتاؤ کہ قائداعظم کے جنازے میں آگے آگے علم چل رہا تھا اور مختار ملنگ مرحوم علم اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ بتاؤ کہ ابن حسن جارچوی نے نماز جنازہ پڑھائی، عثمانی صاحب نے باہر بعد میں پڑھی پہلے جارچوی صاحب نے پڑھی تو رسولؐ اللہ کیلئے بھی بتاؤ کتاب کا نام میں بتاتا ہوں عبداللہ ابن مسعود نے رسولؐ اللہ سے پوچھا کہ آپؐ کو غسل کون دے گا کہا علیؑ عبداللہ ابن مسعود صحابیِ رسولؐ ہیں کہا آپؐ کو دفن کون کرے گا، کہا علیؑ، کہا آپؐ کی نماز جنازہ کیسے ہوگی کہا سب

سے پہلے میرے جنازے پر اللہ نماز پڑھے گا اب جملے عبداللہ ابن مسعود کے میں کیا کروں کیا اللہ بھی نماز پڑھتا ہے۔ میری سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے۔ سب سے پہلے میرے جنازہ پر اللہ نماز پڑھے گا لیکن دیکھا لوگوں نے کہ علیؑ نے پڑھی۔ علیؑ نماز پڑھے تو اللہ پڑھتا ہے۔ اس کے بعد رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ پنجتنؑ پاک فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، علیؑ میرے جنازے پر نماز پڑھیں گے۔ نماز جنازہ ہو چکی اب جس کا جی چاہے آکے غائبانہ پڑھ لو اور جتنے چاہو نام دے دو غائبانہ تو سبھی پڑھ سکتے ہیں۔

جب پیغمبرؐ قبر میں چلے گئے تو اب جتنی چاہو نماز پڑھتے رہو آج تک پڑھتے رہو جسے پڑھنا تھا اس نے پڑھ لی۔ تو اب قائد اعظم کی ہسٹری (history) کی نماز اور ہے روحانی نماز اور ہے سناؤ .T.V پر کہ مجلس کرتے تھے۔ (قائداعظم) آٹھ محرم کو اور رومال بانٹتے تھے لڈو رکھ کر اس کے پانچوں کونوں پر پنجتنؑ کے نام لکھے ہوئے تھے۔ لکھو کہ لیاقت علی خاں جب وزیر اعظم بنے تو سب سے پہلے ماں سے انٹرویو لیا گیا انھوں نے کہا ان کے بچپن کی کچھ باتیں بتایئے، ماں نے کہا بچپن کی کچھ باتیں مجھے یاد نہیں سوائے اس کے کہ یہ جب وہاں تھا مظفر نگر میں تو اس کے دماغ میں ہر وقت جلوس ماتمی چڑھے رہتے تھے۔ سال گذر جاتا تھا یہ ماتمی جلوس نہیں بھولتا یہ ڈنڈے کے اوپر کپڑا باندھ کے علم بنا کے تعزیے بناتا تھا کاغذ کے ہر وقت علم تعزیہ اٹھاتا رہتا تھا۔ یا حسینؑ کرتا رہتا تھا یہ۔ اس کا بچپن ایسے گذرا جس وزیر کا بچپن ایسے گذرا ہے وہی علیؑ کو وصی و

وزیر مانے گا۔

اورایک بار مسند پہ بٹھا کے عمامہ باندھ کے شملے لٹکا کر کہا جاؤ علیؑ کی بیعت کرواوراب جو بیعت کرنے کیلئے سب سے آگے آئے نام بتا دیا اب میں انگریز موز خین کی زبانی یہ بات بتا تا ہوں کہ جب ایک ایک قبیلہ کا سردار آتا تھا تو اس کے ساتھ کتنے آدمی آکر بیعت کرتے تھے تین سو کسی کے ساتھ دو سو کسی کے ساتھ ڈھائی سو کسی کے ساتھ اور یہ انگریز مورخ کا ترجمہ میں آپ کو سنا دوں۔ گرامی ناظرین ہم آپ کو پھر غدیر خم میں لے چلتے ہیں اور بیعت گیروں کا ہجوم آپ کی نظروں سے گذارتے ہیں۔ کارلائل کی کتاب (ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ لیکچر دوم) واشنگٹن اِروِنگ کی کتاب (Successors of Muhammed)، ڈیونپورٹ (Davenport) کی کتاب اپالوجی فرام محمدؐ (Appology from Mohammed)

گرامی ناظرین! ہم آپ کو پھر خم غدیر میں لے چلتے ہیں۔ اور بیعت گیروں کا ہجوم آپ کی نظروں سے گذارتے ہیں۔ حضورؐ کی اُن جلیل القدر کامیابیوں کے حاصل ہونے، اور حضرت علی علیہ السلام کے منجانب قدرت مشرف بہ امامت ہونے کے تھوڑے ہی وقفہ کے بعد عرب کے مشہور قبیلے عدی کا معزز سردار عمر ابن الخطاب جو آئندہ حسب ریمارک قانون شوریٰ مرتبہ سقیفہ بنی ساعدہ محترم خاندان بنی ہاشم کا منجانب اربابِ جہالت عرب دوسرا خلیفہ ہونے والا ہے۔'' اپنی زیر اثر ایک بڑی جماعت کے ساتھ، اور پھر خاندان بنی تیم کا

ایک مُسن اور سر برآوردہ شخص ابوبکر بن قحافہ جس کو ارباب جہالت عرب تھوڑے ہی سے وقت کے عظیم تغیّر وتبدل کے بعد حسب منشاء احکام نفاذ شدہ مجلس شوریٰ، سقیفہ، بنی ساعدہ اُسی برگزیدہ خاندان بنی ہاشم کو تمام حقوق اپنے لئے تفویض کرنے والے ہوں گے"۔ اپنی قوم کو لیے۔ اُن کے بعد سرزمین عرب کا متموّل اور نامی خاندان بنی اُمیہ عثمان بن عفان اپنے سردار قوم کے ہمراہ جس کی شوریٰ سوسائٹی سقیفہ بنی ساعدہ پولیٹکل آئندہ پیش آنے والی خوفناک صورتیں، بنی ہاشم کی قوتوں کو مغلوب اور رُوح حرمت مقدّس اسلام کے ترقی کناں دلوں کو مضمحل کرنے والی ہوگی۔

عرب کے مخصوص اِن ہرسہ قبائل کے وفد میں وہ مشہور سرغنہ ابوسفیان بن حرب جس نے سات سال تک حضوؐر کے مقابلے میں نہ صرف فوج کشی کی اور نہ صرف تمام عرب میں آپ کے خلاف آتشِ حسد بھی بھڑکائی اور نہ صرف بخوفِ جان اسلام قبول کیا بلکہ ارباب جہالت عرب کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ شب ہجرت آپ کا تعاقب بھی کیا تھا۔ شامل تھا۔

اِن کے بعد وہ عمرو بن العاص سفیرِ کافرانِ قریش مکّہ جس نے نجاشی شاہِ حبشہ کے دربار میں مہاجرین کو بطور مفرور شدہ مجرمین کے حاصل کرنے کی درخواست پیش کی تھی۔ اور آگے چل کر بحالتِ کلمہ گوئی۔ نیزے اور قرآن کی ایک گہری سازش کا مرتکب ہوگا۔ دوسو آدمیوں کے ساتھ۔

جنگ اُحد میں کافران قریش کا کمانڈر، خالد بن ولید۔ اور اُس کے ساتھ عمر

بن مسعود سفیرِ کافران قریش مکہ، معہ سہل بن عمر۔ اور پھر معاویہ بن ابوسفیان جس نے معاہدۂ حدیبیہ آپ کے اسمِ مبارک محمدؐ کے ساتھ رسولؐ اللہ عہد نامہ میں لکھے جانے پر اُس کو چاک کر دیا تھا۔ ''ستر آدمیوں کو لیے۔ اور زاں بعد ابوسفیان غیر مہذّب شاعر جو حضورؐ کی ہجو نما اشعار خانۂ کعبہ کی دیوار پر چسپاں کرتا رہا۔ اپنے قبیلہ کے پچھتّر آدمیوں کے ہمراہ۔ اور پھر عمر بن حارث طفیل بن عمرو دوسی جو منجانبِ کافران قریش آپ کے وعظ کو بند کرنے کا ذمہ دار تھا۔ ایک بڑی جماعت ہے۔ اور عبد یالیل بن کعب ثقفی مشہور کاذب جس کی طرف سے بچے حضورؐ پر سنگ باری کرنے کے لیے مقرر تھے۔ اپنے قبیلۂ کعب کی سرداری سے اور پھر بریدہ ابن الحفص اسلمی خاندان غسان کا مشہور سرغنہ جو منجانب کافران قریش سو شتر مرغ کے انعامی وعدے پر ایک کافی جماعت سے حضورؐ کی گرفتاری پر مامور ہوا تھا۔ قبیلے کے ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ اور سعد بن حارث دوسی سرغنہ اربابِ جہالت جو تھوڑے ہی سے دنوں کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافتِ اُولیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوا اپنے زیرِ اثر قبائل سے کہنے والا ہے کہ "اَیُّہَاالنَّاس ! محمدؐ مر گئے اور حدیث مَنْ کنت مولاہُ فعلیٌ مولاہُ کو اپنے ساتھ لے گئے''۔ آج اپنے پانچ سو آدمیوں کے ساتھ علیؑ کی بیعت کرتا ہے اور مروان بن الحکم ٹھیکہ دار خار مغیلان، جس نے آمد و رفت مقامات حضورؐ پر خاروں کے فراہم کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا۔ "تنہا اور اس کے پیچھے عبداللہ بن سلام قبیلہ حجاج کا ایک نڈر ''سردار'' جو حضورؐ کے محاصرہ پر مامور تھا۔ سو آدمیوں کی جماعت سے۔ اور

حکم بن العاص۔ اور عتبہ بن الحصین و عتبہ بن محیط۔ نظر بن الحارث، دیہہ بن
خلف طلحہ بن عدی۔ اور ابن عبطلہ محاصرین دولت سرائے شب ہجرت حضورؐ
پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ اور اس جماعت کے بعد۔ سراقہ بن مالک، اور یزید
بن الحصید تعصب کنندگان حضورؐ دو سو آدمیوں سے۔ اِن کے بعد طلحہ بن عبداللہ اور
زبیر بن عوام جنہوں نے منجانب ابوجہل مقدّس اسلام کی روحانیت اور اُس کی
اشاعت میں رُکاوٹیں کیں۔ اور آگے چل کر اپنی قدیمی جہالت کا ثبوت دینے
والے ہیں۔ تین سو آدمیوں کی سرداری میں اور پھر سراقہ بن وہب، بریدہ بن عمر،
وحشی قریشیوں کے سردار۔ کمانیر جماعت ابوسفیان بڑی جماعت سے۔ اِن کے
بعد زیاد بن سُمّیہ اور عتبہ بن ربیع۔ ابوہریرہ۔ مسلم بن عقبہ۔ رہزن چار سو آدمیوں
کے ہمراہ مکہ معظّمہ کے عمائدین اور رُؤسائے افراد کے بعد قبائل طئے بہ سرپرستی
عدی بن حاتم روانہ ہوتے ہیں۔ اُن کے بعد دوسرا قبیلہ طئے زید بن خیل کے
ساتھ اُس کے پیچھے قبیلہ کندہ کے افراد اشعث بن قیس کے ساتھ۔ اور قبائل سعد
خیام بن ثعلبہ کو لیے اور قبائل اشعر و از وجن فرار بن عبداللہ کی سرپرستی میں ان
کے بعد قبیلہ ہمدان کا بڑا گروہ عبداللہ بن ضحاک کے ساتھ اور قبیلہ طارق، طارق
بن عبداللہ کے ہمراہ۔ اور قبائل نجیب عبداللہ بن قیس کی سرکردگی میں۔ اور قبیلہ
بنی فزارہ حارجہ بن حصین کو لیے۔ اور قبائل اسد الصبہ ممید کی سرداری میں اور قبیلہ
مخزوم عمر بن حارث کے ہمراہ اور بنی سلامان خیب بن حمر کو لیے اور بنی عبس خالد
بن سنان کی ہمراہ اور قبیلہ حجر بن حارثہ کے ساتھ اور قبیلہ بنی ہمدان بقیط بن عامر

اور بنی مرہ حارث بن ثمرہ اور قبائل ذات العراق زروہ بن عمر اور بنی ذوالکلاع بقیط بن عامر وغیرہ وغیرہ اُن معزز مسلمانوں کے بعد جن کے دل اور جن کی زبانیں نبوت اور امامت کی عظمت و بزرگی کو اپنے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے قبول کر چکیں تھیں۔ اور جن کی نظریں اُن کے مدارج و مراتب کو جانچ چکی تھیں۔ آج عقیدت مندی کا پیش خیمہ لیے اور مقدس اسلام کا نمونہ بنے ہوئے یکے بعد دیگرے امیر المومنین علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی سچائی اور راسخ الاعتقادی ایمانداری اور پابندی کے ثبوت میں مبارک باد کی آوازیں بلند کرتے ہیں۔

اُن کی اِس تہنیت اور پے در پے نعرہ اللہ اکبر کی آوازوں نے کچھ اس کھلے ہوئے میدان کے چاروں طرف ہی نہیں۔ اور کچھ دور دور کی پہاڑی چوٹیوں پر ہی نہیں۔ بلکہ اُن سے کہیں زیادہ بلند بلند مقامات عالمِ ہائے ملکوت و جبروت کی ایک خاص مصروفیت اور مشغولیت تسبیح و تہلیل پر بھی گہرا اثر ڈالا جس کو سن کر وہ چاہتے ہیں کہ کچھ کہیں لیکن ہزار ہا سال پہلے کی اُن کی گذارش۔ "**اتجعلُ فیھا مَنۡ یُفسِدُ فیھَا و یَسۡفِكُ الدّمآء و نحنُ نُسَبّح بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنّی اَعۡلَمُ مَالَا تعۡلَمُونَ**" کا جواب مل چکا تھا۔ اب کہتے تو کیا کہتے۔

غرض سرزمینِ عرب کے ہزاروں قبائل نے آج اُس ذات اقدس علیہ السّلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اور علی علیہ السلام **ھٰــــذا مــع**

الـقـران والقـران مع عَلِی کواپنا امام بنایا۔جس کوقدرتِ ربانی اپنے مقدس کلام میں جگہ جگہ موقع بہ موقع اور نئے نئے لفظوں اور طرح طرح کے فقروں سے یاد فرماتی ہے۔

اس طرح غدیر کا یہ جشن اختتام کو پہنچا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَام دِیْناً ہ آج دین کامل ہو گیا اور نعمتیں تمام ہو گئیں اور اب جیسے ہی عصر کا وقت آیا بلایا اور بلا کے کہا بلال سے رسولؐ اللہ نے ۔دو اذان ۔اب اسی غدیر میں اذان گونجی اَشْهَدُ اَنَّ محمّدا لــرَّسُوْل الله کے بعد اشہدانّ امیر المومنین علیاً ولی اللہ غدیر سے علیاً ولی اللہ شروع ہوا اور نماز کے بعد وعظ کر کے حکم دیا کہ اب مدینے تک جو جہاں جائے اذان دے اپنے قریہ میں تو اس میں کہے علیاً ولی الله عرب کے ایک ایک فرقہ میں علیاً ولی الله گونجا پھر آئے مسجد نبوی میں بلال تو پھر وہی اذان دی۔ دو مہینہ دس دن ہر مسلمان نے اپنی نماز میں علیؑ کو پکارا دو مہینہ دس دن اللہ کو چاہیئے اس کے لئے کافی تھے علیؑ کی ولایت کو پہنچانے کیلیئے اور علیؑ ولی اللہ اذانوں میں ہو رہا ہے اب علیؑ ولی اللہ کی تاریخ کو پڑھتے چلے جایئے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کب کب ہوا پھر روکا گیا۔ ہوا۔ پھر روکا گیا۔ پھر ہوا۔ عباسیوں میں کیا پڑھ ڈالیئے آل ترک و تاتار میں کیا ہوا پڑھ ڈالئے تغلق نے کیا کیا پڑھ ڈالیئے اور پھر ہمایوں جب ایران سے واپس آیا اس نے تو کمال ہی کر دیا اس نے آتے ہیں پہلا آڈر (Order) دیا کہا میرے منبر کی بلندی پر یہاں لکھو علیاً ولی اللہ جہاں تخت

ہمایوں کا تھا اس کے تخت کے اوپر طُغرے پر کہا لکھو علیؑ ولی اللہ پھر ہمایوں نے کہا ہر مسجد کی محراب میں لکھو علیؑ ولی اللہ جاؤ سجاول میں مسجد ہے پرانی مغلوں کی محراب میں نام لکھے ہوئے ہیں کوئی شرک نہیں ہے۔ یہ سب کوئی نئی باتیں نہیں ہیں یہ سب پرانی باتیں ہیں اور پھر کہا میری تلوار کے دستہ پہ لکھو علیؑ ولیؑ اللہ پھر کہا میری انگوٹھی کے نگینہ پر لکھو علیؑ ولی اللہ اور کہا فوج میں ان سب کو تو جن کا نام علیؑ پر ہو چاہے محمد علی، نام ہو یا فیض علی نام ہو یا احمد علی نام ہو نام کا جزو علی ضرور ہو پڑھ لو ہمایوں کی ہسٹری (history) پھر اکبر پھر جہانگیر پھر شاہ جہاں پھر اورنگ زیب اور پھر عالم گیر معظّم جاہ نے آتے ہی تخت پہ اعلان کیا پورے ہندوستان کی ہر مسجد میں علیؑ ولی اللہ ہر موذن کہے اور پھر پورے ہندوستان میں شیعہ ہو یا سنّی علیؑ ولی اللہ ہوا صرف لاہور والوں نے بغاوت کی تو چاروں طرف توپیں لگا کر معظم جاہ نے کہا قلعہ سے ہو چاہے اہلِ حدیث کہیں یا نہ کہیں ہمارے قلعہ سے ہو اور لال قلعہ سے ہوا تاریخ ہے کیا کریں گے آپ خدا کا شکر ہے کہ پاکستان میں بھی علیؑ ولی اللہ ہو رہا ہے اب .T.V پر نہیں ہو رہا ہے تو .T.V پر اگر علیؑ ولی اللہ نہیں ہو رہا ہے تو الصّلوٰۃ بھی نہیں ہو رہا ہے نیند اور زندگی کی باتیں نہیں اس لیے کہ زندگی علی ہے۔ اور کبھی کبھی سونا بھی عبادت ہے جیسے شب ہجرت۔ ہر حال میں بات نہیں ہوتی حالات بدلتے رہتے ہیں اور پھر شکایت آئی آکے شکایت کی لوگوں نے کہ یہ سلمانؓ کون سا تشہد پڑھ رہے ہیں اور کونسی نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ ابوذرؓ کیا پڑھ رہے ہیں حضورؐ نے کہا کیا شکایت لے کے آئے ہو

جو پڑھ رہے ہیں وہ ٹھیک پڑھ رہے ہیں تم نے اب تک نہیں شروع کیا دو مہینہ دس دن ۲۸ صفر تک سب پڑھیں اور جاؤ جابرؓ تم جو لوگ مسجد میں بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں نمازیں پڑھ پڑھ کر ادھر ادھر کی غیبتیں اور باتیں کرتے ہیں تم ان کے بیچ میں جاؤ ڈنڈا لے کر اور کھڑے ہو کر کہو اور یہ سناؤ ان کو اپنے بچوں کی پرورش ولایت علیؑ پر کریں اپنے بچوں کی پرورش محبت اہلِ بیتؑ پر کریں اب جابرؓ کا کام عمارؓ کا کام مقدادؓ کا کام گلیوں میں نکل گئے قریوں میں نکل گئے ابوذرؓ لبنان تک نکل گئے یہ کہتے ہوئے علیؑ ولی اللہ کہو کوئی ترکی تک چلا گیا کوئی اسپین تک چلا گیا کوئی مصر تک چلا گیا علیؑ ولی اللہ کہو دو مہینہ دس دن یہ دس دن کیوں لگے ہوئے ہیں تو دس دن میں ہی تو قدرت اپنا سارا کام کرا لیتی ہے **والفجر ولیالٍ عشر والشّفعِ والوتر** دس دن ایک صبح اور دس راتیں چاہئیں خدا کو اور کائنات کی قسمت سنور جاتی ہے۔ یہ پیغام منبر ولایت علیؑ کا۔ یہ سفراء ہیں ولایت علیؑ کے اور یوں کائنات میں پیغام پہنچ گیا۔ پیغام گونج رہا ہے معرفت جس کو ہے وہ سمجھ رہا ہے اور ابھی نماز ختم ہوئی تھی کہ پیغمبرؐ اپنی چٹائی پر تشریف فرما ہیں کہ اونٹ پر سوار ایک آدمی مسجد نبوی کے سامنے آیا اونٹ کو باندھا لمبے قامت کا مسجد میں داخل ہوا اور آتے ہی کہا محمدؐ تم نے ہم سے کہا کہ نماز پڑھو ہم نے نماز پڑھی تم نے ہم سے کہا روزہ رکھو ہم نے روزہ رکھا تم نے ہم سے کہا زکوٰۃ دو ہم نے زکوٰۃ دی تم نے ہم سے کہا حج کرو ہم نے حج کیا اب تم اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارے سروں پر سوار کر کے جا رہے ہو۔ یہ بتاؤ یہ تم نے اپنی مرضی سے کیا ہے یا

اللہ کے حکم سے کیا سر سے پیر تک اس کو دیکھا جس کا نام حارث بن نعمان فہری تھا کہا میں نے اللہ کے حکم سے علیؑ کو حاکم بنایا، کہا اگر اللہ کے حکم سے علیؑ حاکم بنے ہیں تو اپنے اللہ سے کہو کہ آسمان سے پتھر گرائے اور مجھے ہلاک کر کے دکھائے اور یہ کہہ کر پیٹھ کی پیغمبرؐ کی طرف اور ابھی سوار تک نہیں پہنچا تھا کہ پیغمبرؐ پر آیت اتری سَـأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ سائل نے مجھ سے سوال کیا اور میں نے عذاب بھیجا پتھر چلا آسمان سے ادھر آیت آئی ادھر پتھر چلا حارث کے سر سے گیا اور ایسی جگہ سے نکلا کہ یادگار رہ گیا۔ سورۂ معارج۔ ہم سے اس نے عذاب مانگا ہم نے عذاب بھیج دیا منکرِ نبیؐ کہ اپنی مرضی سے کہا یا اللہ کی مرضی سے پیغمبرؐ نے کہا اللہ کی مرضی سے اس نے کہا اگر اللہ علیؑ کو سوار کر رہا ہے ہم پر تو اللہ سے کہو عذاب بھیج دے۔ تو کیا لوگ عذاب کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ (صلوٰۃ)

پکار پکار کے کہو علیؑ علیؑ۔ تو بس ایک جملہ یاد رکھو قبائل بتا دیئے کون سا قبیلہ تھا جس قبیلہ کے سردار کو علیؑ نے قتل نہیں کیا تھا تو یہ قبائل دل میں علیؑ کی دشمنی نہیں رکھتے تھے تو اس پہ حیرت کیا ہے کہ پیغمبرؐ اعلان کریں اور عرب علیؑ کی ولایت کو نہ مانیں کیسے مانتے لیکن منوا سکتا تھا اللہ۔ طریقہ تھا ایک لشکر ترتیب دیا جاتا علیؑ کے باڈی گارڈ (Body Guard) ہوتے تلواریں برہنہ کھلی ہوتیں تلواروں کے سائے میں علیؑ منبرِ رسولؐ تک آتے رسولؐ کو بعد میں دفن کیا جاتا پہلے منبر پہ علیؑ آتے کنٹرول (Control) منبر پر سنبھال کے مدینہ والوں سے کہتے کوئی پتہ نہیں ہلے گا علیؑ حاکم ہیں اور جب سرکشوں کو پکڑ پکڑ کر علیؑ کے سامنے پیش کیا جاتا

اور جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا پھر علیؑ کہتے اب دفن کیلئے چلو آسانی تھی بتا دیا طریقہ یہی تو طریقہ ہوتا ہے تاریخ کے مسلمانوں کا۔ جب ایک حاکم مرتا ہے اس وقت تک اعلان نہیں کیا جاتا جب تک دوسرا حاکم تخت پر نہیں بٹھا دیتے۔ سات بجے شام کو ضیاء الحق کی موت ہوئی تھی اعلان ساڑھے ۸ بجے کے بعد ہوا۔ جب تک غلام اسحاق خاں کو بلا نہیں لیا گیا تب تک اعلان نہیں ہوا یہ تو سامنے کی بات ہے اور اس سے پہلے کی تاریخ سنو جتنے بادشاہ مسلمانوں کے تھے ان کے یہاں رسم یہ تھی کہ حاکم کا جنازہ سامنے رکھتے تھے تخت کے سامنے اور جب نیا بادشاہ آتا تھا جوتا پہن کر تخت پر چڑھتا تھا تو پہلے اپنے باپ کے منہ پر جوتا رکھتا تب تخت پر چڑھتا تھا کہ یہ گیا میں آیا۔ پیر سے روند کر جنازے کو تخت پر آتا تھا مغلوں تک یہ رسم رہی انگریزوں نے بند کرائی کیا چاہتے تھے مسلمان کہ علیؑ اس طرح تخت پہ آتے۔ اب بتاؤں گا کیسے نہیں علیؑ آئے۔ اور کیا آسان نہیں تھا علیؑ کا آنا۔ کیا مشکل تھا صرف اس لیے علیؑ سے پیار کرو کہ آنے والوں کو آنے دیا علیؑ نے۔ شیعہ سُنی سب پیار کرو کہ اس سے بڑا رحیم نہیں کوئی اس سے بڑا کریم نہیں کوئی اس سے بڑا رحمٰن نہیں کوئی ایسا انسان کائنات میں کہاں پیدا ہوا۔ غسل دے رہے تھے پردہ پڑا ہوا تھا۔ کسی کو اندر آنے کا حکم نہیں تھا۔ اس لیے کہ رسولؐ نے منع کیا تھا۔ اور عباس بن عبد المطلبؑ نے پردے کے پیچھے آ کر پکارا۔ علیؑ کچھ ہو جائے گا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہاری بیعت کروں باہر مجمع ہے، میں جا کر اعلان کروں کہ میں رسولؐ کا چچا علیؑ کا چچا ہوں میں نے علیؑ کی بیعت خلافت میں کر لی

ہے۔ بیعت ہوچکی ہے اس لیے سب علیؑ کو خلیفہ مانو تا کہ کوئی اور انتظام نہ ہونے پائے۔ آواز آئی چچا غسل روک دوں پانی کی دھار روک دوں اور ہاتھ بڑھا دوں کہا مشکل کیا ہے علیؑ ایک ہاتھ سیدھا مجھے دے دو پردے سے۔ کہا اس پردے سے ہاتھ نکلا تو کیا نکلا، یہ پردہ کیا اور آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا، نہیں چچا ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس کو چھوڑ دوں۔ لوگوں نے بہت سوال کیے ہاتھ ہی تو تھا بڑھا دیتے چچا باہر اعلان کر دیتا علیؑ کی بیعت ہوگئی دنیا پھر علیؑ کو نہیں سمجھی اسی لئے ہم کہتے ہیں معرفت اور ہے علیؑ علیؑ کہہ لینا اور ہے۔ میں چاہتا ہوں معرفت ہو۔ آپ کھڑے ہوئے نماز پڑھنے، وضو کر کے آئے اور کیا کیا آپ نے سب سے پہلے نیت میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں قربتہً الی اللہ۔ اللہُ اکبر۔ اب میں آپ سے کہوں کہ آپ کی جیب میں جو رومال رکھا ہوا ہے وہ مجھے دے دیجئے تو آپ کیا کریں گے ایسے یا ہاتھ سیدھے رہیں گے؟ اس لیے نماز پڑھنے کے بعد آپ ڈانٹیں گے نیت کر چکے تھے ہم اور تم بدتمیزی کر رہے تھے میرے ساتھ مجھے دے دو۔ ارے یہ نماز تمہاری ہے۔ ایک نماز علیؑ نے پڑھی اس کا نام بتاؤں۔ نمازِ اطاعتِ پیغمبرؐ۔ بارہ سال کی عمر میں رسولؐ نے کہا جو میری مدد کرے گا وہ میرا خلیفہ ہوگا علیؑ نے بیعت کی کہ میں رسولؐ کی مدد کروں گا **قربتہً الی اللہ** بدر، احد، خندق، خیبر، فتح مکہ اور جنازہ **قربتہ الی اللہ**۔ (صلوٰۃ)

اَطِیعُوا اللہ واَطِیعُوالرَّسُولُ و اُولِی الْاَمرِ مِنْکُمْ امر میرا ہے میں نے کی ہے اطاعتِ اللہ اور رسولؐ میں ہی توڑ دوں تو اطاعت کی کس نے اگر

آج میں ہی توڑ دوں تو رسالتؐ۔ دیکھئے رسالتؐ خطرے میں پڑتی ہے علیؑ نہ ہو تو نہ توحید رہے نہ رسالتؐ دونوں کے محافظ علیؑ ہیں اور آج تک محافظ ہیں اور پھر قدرت نے محبت کو واجب کر دیا۔ یہ نہیں کہا آدمؑ سے محبت کرو۔ کیوں نہیں کہا نوحؑ سے محبت کرو، داؤدؑ و سلیمانؑ سے محبت کرو، ابراہیمؑ سے محبت کرو، موسیٰؑ سے محبت کرو۔ یہودیوں عیسائیوں۔ عیسیٰؑ سے محبت کرو۔ کیوں نہیں کہا محبت ہوتی کیسے ہے محبت اس شئے سے ہوتی ہے جو اچھی ہو دیکھنے میں بھی اچھی ہو چکھنے میں بھی اچھی ہو سننے میں بھی اچھی ہو پہلے ایک ایسا بنایا تب کہا علیؑ سے محبت کرو۔ دشمنی کیوں ہوتی ہے۔ جب چاہنے والے اپنی پسندیدہ چیز کو چاہتے ہیں، گلے سے لگاتے ہیں، سینہ سے لگاتے ہیں، تو بدہیئت، بدصورت لوگ جلتے ہیں۔ ہم نیت کیسے توڑیں محبت علیؑ کی نیت کیسے ٹوٹ جائے۔ بس یہی وجہ تھی کہ حسینؑ کو اپنے باپ سے اتنی محبت تھی اتنی محبت تھی کہ اپنے ہر بیٹے کا نام علیؑ رکھا۔ زین العابدینؑ کا نام علیؑ سب کا نام علیؑ کسی نے کہا آپؑ اپنے ہر بیٹے کا نام علیؑ رکھتے ہیں۔ کہا اللہ اور بیٹے دے تو اُن کے نام بھی علیؑ رکھوں۔ کسی کو کیا پتہ کہ حسینؑ کتنی محبت کرتے ہیں۔ جب حسینؑ محبت کرتے ہیں تو حسینؑ کی بہن اپنے باپ سے کتنی محبت کرتی ہوگی اور جب بیٹی باپ سے اتنی محبت کرتی ہے تو باپ اپنی بیٹی سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔ جب ہی تو کہا کہ زینبؑ آؤ میرے پاس آؤ اکیس[۲۱] کی شب میں۔ مجھے باتیں تم سے کرنی ہیں۔ دربار میں جانا ہے۔ بیٹا بازو میں رسّی بندھے گی۔ تیری چادر چھنی جائے گی۔ دربار عام میں جانا ہے۔ گھبرانا نہیں

زینبؑ علیؑ آئے گا باب الساعۃ پر رُک کر اسی لئے زینبؑ نے نجف کا رخ کیا بابا بیٹی بھرے دربار میں جا رہی ہے۔ ثانی زہراؑ کا دربار میں خطبہ ہوا اور ملک شام لرز اٹھا۔ آج تک شام میں وہ آواز گونج رہی ہے اور وہیں شاہزادی آرام کر رہی ہے۔ محافظ تھی حسینؑ کے بچوں کی اس لیے سکینہؑ کا بہت خیال رہتا تھا لیکن جس رات سکینہؑ بہت روئی بہت روئی اور جب سکینہؑ کی گود میں بابا کا سر آ گیا۔ کل تقریر اسی جگہ ختم کی تھی۔ جب شانہ پکڑ کر ہلایا کہا سید سجادؑ سکینہؑ مر گئی اِنَّا لِلّٰہ و اِنَّا الیہ راجعون بیٹا سکینہ مر گئی سکینہؑ نے قضا کی یزید سے کہو میری چادر بھجوا دے تا کہ میں سکینہؑ کو کفن دے سکوں، اندھیرے زندان میں سکینہؑ کی قبر بن گئی۔

ختم شد

مجلسِ دہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود اور سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی دسویں تقریر امام بارگاہ جامعہ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ کوشش یہ ہے کہ موضوع کے تمام جزئیات، متعلقات پیش کر دیئے جائیں نو تقریریں ہم نے حوالوں پہ کیں اور کل واقعہ پڑھا تو اس سے اندازہ کیجیے کہ ایک غدیر پڑھنے کیلئے تمہید میں نو تقریریں چاہئیں۔ دسویں میں کیا گفتگو ہو واقعہ غدیر خم بیان کر دیا گیا دین کامل ہو گیا۔ نعمتیں تمام ہو گئیں رسالتؐ مکمل ہو گئی اللہ خوش ہو گیا، نبیؐ خوش ہو گئے اور فلاح و بہبود کا ایک سلسلہ جاری ہو گیا اور اعلان کر دیا گیا ماننا تمہارا کام ہے اعلان کر دینا ہمارا کام ہے۔

اب جو لوگ سمجھ رہے ہیں اس کی اہمیت کو۔ ظاہر ہے کہ صاحبانِ علم کے علاوہ کون سمجھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اہلسنّت والجماعت کے جتنے بھی فرقے ہیں اور جنہوں نے غدیر لکھی وہ پڑھے لکھے لوگ تھے۔ حوالے غدیر کے جتنے بھی ملتے ہیں سب اہلسنّت کے۔ اس کے معنی ہیں اہلسنّت کا پسندیدہ موضوع ہے غدیر خم۔ اب یہ کیا وجہ ہے کہ جس واقعہ کو امام ابو حنیفہ بھی مانیں، امام مالک بھی

مانیں، امام شافعی بھی مانیں، امام احمد ابن حنبل بھی مانیں، امام نسائی بھی مانیں، امام ابو یوسف بھی مانیں تمام صحابہ بھی اس کو مانیں غزالی بھی مانیں سب کا اقرار ہو تابعین بھی مانیں تبع تابعین بھی مانیں ہر صدی کے علماء مانیں تو پھر تمام مسلمان کیوں نہیں مانتے؟ یہ ایک بڑا سوال ہے دولت بھی تھی زمینیں بھی تھیں، فتوحات بھی تھیں، رک کیوں گئیں کس نے روکا آگے کیوں نہ بڑھا سلسلہ۔ آگے بڑھاتے تو یہاں پر انسان کی مجبوری کا پتہ چلتا ہے۔

ایک فکر یہ ہوئی کہ اگر علیؑ ہی حاکم بننے والے تھے رسولؐ کے بعد پوری امت کے تو اللہ نے کیوں نہیں چاہا کہ علیؑ بنیں تو پھر ایک فکر ہم پیش کر رہے ہیں کہ اللہ نے کیوں نہیں چاہا کہ علیؑ کے بعد پانچواں خلیفہ بنے تو یہ اللہ نے خلافت کو علیؑ پہ روک کیوں دیا۔ تو ہوسکتا ہے اللہ کہے شروع بھی علیؑ سے کیا تھا روک بھی علیؑ پر دیا۔ تم کون ہوتے ہو۔ اب تم کرلو جو کرنا ہو جب تم کہہ رہے ہو کہ میرا پیغمبرؐ پہلا بھی اور آخری بھی تو میرا علیؑ پہلا بھی اور آخری بھی۔ (صلوٰۃ)

کتنی کوششیں کیں امت نے کہ ہم علیؑ کی زندگی میں ہی علیؑ کو معزول کروا دیں کیا کیا کرتے ہیں لوگ کہ کسی طرح علیؑ کو ہٹا دیا جائے۔ دیکھئے وہ تو ہنگامی حالات تھے وہ منزل ایسی تھی کہ جہاں مسلمانوں کے پاس اسٹاک (Stock) ختم ہو گیا تھا۔ جو لکھا تھا نوشتہ میں وہ جتنے بھی آدمی تھے اگر زندہ رہ جاتے تو خلافت آگے بڑھ جاتی۔ لیکن وہ سب جلدی جلدی مر گئے اس لیے کہ بڈھوں کا انتخاب کیا تھا دو دو سال ڈھائی ڈھائی سال اور جئے علیؑ جئے اللہ نے جلایا سب

کے سب ختم ہو گئے اور علیؑ زندہ رہے اور قدرت نے کہا تب ملے گی علیؑ کو شہادت جب خلافت بھی مرے۔ مر گئی پتہ چلا خلافت زندہ تھی علیؑ کے ساتھ۔ مری بھی علیؑ کے ساتھ۔ خود ہی نام رکھنا پڑا خلافت اور ملوکیت یہ پارٹیشن (Partition) کیوں کیا آپ نے اس کا نام ملوکیت کیوں رکھ دیا۔ اس کا نام بھی خلافت رکھ دیتے کوئی روکنے آ رہا تھا۔ قلم روک رہا تھا آپ کا یا کوئی اعتراض کر رہا تھا یہ دو نام کیوں رکھے آپ نے۔ بھئی خلافت تو ختم ہو گئی اب ملوکیت شروع ہو گئی کیوں۔ یہ فرق کیا ہے خلافت اور ملوکیت میں؟ کہا بہت فرق ہے خلافت جو تھی وہ بہت سادہ تھی سادہ کھانا سادے کپڑے۔ بوریئے پہ بیٹھنا، تخت نہیں تھا۔ تاج نہیں تھا۔ جواہرات نہیں تھے۔ خزانے نہیں تھے۔ شان وشوکت نہیں تھی۔ کچے مکانوں میں رہتے تھے۔ اچھا یہ ہے خلافت کی پہچان تو اس کا نام ملوکیت کیوں رکھا اس لیے کہ تخت بھی تھا تاج بھی تھا جواہرات بھی تھے شان وشوکت بھی تھی بادشاہوں والی عیاشیاں تھیں شرابیں بھی تھیں، زنا بھی تھا، حرم بھی تھے۔ تین تین سو تھے، چار چار ہزار تھے اچھا وہ لوگ زاہد تھے، متقی تھے، پرہیزگار تھے، کیوں تھے اور یہ کیوں نہیں تھے؟ وہ زاہد کیوں تھے ان کے سادے کپڑے کیوں تھے۔ اس لیے کہ خلافت کر رہے ہو علیؑ زندہ بیٹھا ہے۔ جیسا علیؑ بنا ہوا ہے ویسے بنو اب علیؑ چلے گئے جیسے سمجھ میں آئے کرو۔ یہ ہے ملوکیت۔ حضرت عمر شام گئے کہا اوہ یہ شان ہے معاویہ تمہاری وہ محل قصرِ احمر قصرِ خضریٰ جواہرات سے سجا کمر میں جواہرات لگے۔ یہ تاج یہ غلام۔ شان دیکھی تو دنگ رہ گئے۔ کہا میرے ہی دور

میں میرا گورنر اتنی شان سے رہ رہا ہے لوگوں نے کہا کہ اعتراض نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ کیا اعتراض یہ اسلام کا کسریٰ ہے بس۔ کیا خوبصورت لفظ دے دیا یعنی ایران کی کافر حکومت کسریٰ کہلاتی تھیں۔ کہا یہ ہمارے مسلمانوں کے کسریٰ ہیں۔ چونکہ سرحد پہ رہتے ہیں عیسائیوں کی سرحد ہے تو ان کو رعب میں لینے کیلئے اپنا جاہ و حشم اور دبدبہ دکھائیں ٹھیک ہے کھلی چھٹی دے دی۔ یہ آپ جو چھٹی دے رہے ہیں یہ نقصان دہ ہوگی آپ کیلئے نقصان دہ یہ ہوگی کہ خلافت کو یہیں ختم کریں گے اور ملوکیت کے بانی یہی ہونگے آج تو آپ چھٹی دیئے دے رہے ہیں اور وہاں تیسرا خلیفہ مدینہ میں گھرا ہوا ہوگا مسلمان اُس کو قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہونگے اور گورنر کو مدد کیلئے بلائے گا خلیفہ اور وہ انتظار میں رہے گا یہ مارے جائیں تو ہم بنیں۔ بس یہیں سے غلطی ہوئی لاکھ سیاست داں صحیح۔ اسلام کی باگ ڈور بنی امیہ کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہیئے تھی یہ بھی نہیں سوچا آپ نے بدر کیوں ہوئی، یہ بھی نہ سوچا آپ نے احد میں حمزہؑ کو کس نے شہید کیا۔ آپ نے یہ بھی نہ سوچا حمزہؑ کا کلیجہ کس نے چبایا۔ آپ نے یہ بھی نہ سوچا کہ حمزہؑ کے ناک کان کس نے کاٹے۔ آپ نے یہ بھی نہ سوچا کہ خندق میں کون رسولؐ سے لڑ رہا تھا۔ کیسے آپ کو یقین آ گیا کہ یہ صدق دل سے ایمان لے آئے ہیں۔ کیسے آپ کو پتہ چل گیا کہ ان کے دل میں ایمان آ گیا۔ آپ نے سوچا نہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ آپ نے اس کو بنایا، اب آپ تو چلے جائیں گے اور انہی میں کا ایک غلام ابوسفیان کا ایک غلام آپ کو شہید کر دے گا۔ اے حضرت عمر یہی بنی

امیہ آپ کی شہادت کے بھی بانی بن جائیں گے۔ آپ نے یہ بھی نہ سوچا اوران کو اتنا دولت مند بنا دیا آپ نے اور پھر نہ رہے گی خلافت اور پھر بنی امیہ کے قبضہ میں پورا اسلام آ جائے گا آپ تو چلے جائیں گے لیکن اولا دعلیؑ کی مصیبت کر کے جارہے ہیں آپ اس لیے کہ اب اگر اولا دعلیؑ لڑے ان بنی امیہ سے تو تاریخ لکھنے کو تیار بیٹھی ہے۔ خانہ جنگی، خانہ جنگی اور جب ہو جائیں تو اپنا اسلام یہ منوائیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نبی کا اسلام اور، اور بنی امیہ کا اسلام اور شبلی نعمانی کہہ رہے ہیں آپ بہت ذہین تھے بہت دوراندیش تھے۔ یہ کام آپ کیسے کر گئے اب آیئے اٹھئے۔ بڑے صاحب کے ساتھ بھی آیئے نبیؐ کے ساتھ بھی آیئے اور ملاحظہ کیجئے یہ شام میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ علیؑ بھی شہید ہوئے۔ مسجد میں۔ آپ تو بڑے دوراندیش تھے آپ نے بڑا اچھا انتظام کیا۔ آپ تو صدیوں تک دیکھتے تھے۔ اب دیکھئے اب کیا ہو، اب جو امت آپ نے چھوڑی وہی امت علیؑ کو ملی اور علیؑ وہی امت لیے کے صفین میں آئے آپ کی امت دو حصوں میں بٹ گئی آدھی ادھر ہے معاویہ کی طرف، آدھی علیؑ کی طرف ہے اور مقابل میں دونوں مسلمان ہیں۔ اب پریشانی کس کو ہوگی سب سے زیادہ پریشانی ابوہریرہ کو ہوگی۔ جن کو آپ ڈانٹا کرتے تھے کہ حدیثیں زیادہ مت بیان کیا کرو۔ اب ان کی پریشانی دیکھئے اب ان کی پریشانی یہ کہ جب علیؑ نماز پڑھائیں تو علیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں جب علیؑ کا دسترخوان بچھے تو پھر غائب کھانے کے وقت نہیں رہتے تھے جب نماز کا وقت آئے تو پہاڑی سے اترتے نظر آئیں۔ بیچ میں

پہاڑی تھی ادھر اس کا لشکر ادھر علیؑ کا لشکر کبھی اِدھر کبھی اُدھر راوی نے کہا آپ کھانے کے وقت کہاں غائب ہو جاتے ہیں کہا دسترخوان اُس کا اچھا ہے۔ کھانے کا مزہ اُس کے ساتھ ہے کہا تو پھر نماز میں یہاں کیوں آجاتے ہیں کہا نماز کا مزہ علیؑ کے ساتھ ہے ابو ہریرہ نے تاریخی فیصلہ کیا۔ کہا اگر کھانا ہے تو اُدھر جاؤ اگر اللہ کی عبادت کرنا ہے تو ادھر آؤ اب سمجھے کہ غدیر کو سب کیوں نہیں مانتے جن کو کھانا پینا ہے سب اُدھر ہیں جنہیں عبادت کرنا ہے وہ اِدھر ہیں مسئلہ کھانے پینے کا ہے مسئلہ غدیر کا نہیں ہے میرے بھائی اگر آپ کھانے کے شوقین ہیں تو آپ بھی وہاں جا سکتے ہیں۔ جایئے رہیئے جا کے اسلام آباد میں مجلس کیا ہے بنی امیہ کے جرائم کی لسٹ۔ تاریخیں بھری ہیں لکھنے والے مورخ وہیں کے ہیں۔ وہیں کے پروردہ سب لکھ دیا سب موجود ہے کتابوں میں۔ دشمنانِ اسلام کو کیسے آپ نے دوست سمجھ لیا؟ بہت فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں سب نے بیعت کر لی باریکی دیکھیئے باریکی ہاں سب فتح مکہ میں بیعت کرنے کیلئے آئے سب نے بیعت کی لیکن جب وحشی آیا بیعت کیلئے کلمہ پڑھ کے کیا کہا رسولؐ نے۔۔۔۔ وہ رسولؐ جو یہ کہے جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ میرا پیارا ہے، رحمت اللعالمین پڑھ لیا کلمہ اس نے آج تو اس نے بیعت کی ہے۔ میرے سامنے آنا۔ لیکن آج کے بعد یہ میرے سامنے نہ آئے یہ میرے چچا حمزہؓ کا قاتل ہے۔ لکھ دیا بیعت کر لی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی تو لکھو رسولؐ کو اس کی شکل سے نفرت رہی کلمہ فائدہ نہیں پہنچا سکا محبت رسولؐ کلمہ نہیں لے سکا پڑھنا اور ہے محبت رسولؐ لینا اور ہے کلمہ پڑھنا

اور ہے مرضیٔ نبی خریدنا اور ہے کلمہ گو بہت آئیں گے محشر میں سب کو گلے سے تھوڑی لگالیں گے۔ پڑھو سورۂ فرقان پڑھو:۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْماً عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْراً وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَاناً خَلِيْلًا لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

(سورۂ فرقان۔ آیت ۲۶ تا ۳۰)

ترجمہ :- سلطنت اُس دن خدا ہی کی ثابت ہوگی۔ اور وہ دِن کافروں پر بہت ہی سخت ہوگا۔ اور اُس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔ اور یہ کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کا راستہ اختیار کیا ہوگا۔ ہائے خرابی میری کاش میں نے فلاں کو یار (دوست) نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اُس نے مجھ کو تذکرہ سے بعد اِس کے کہ میرے پاس آچکا تھا بھٹکا دیا۔ اور شیطان ہے ہی انسان کی مدد چھوڑ دینے والا۔ اور رسولؐ اُس وقت یہ فرمائیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔

جب پوری امت کے اصحاب نبیؐ کے آگے آئیں گے تو قرآن کہتا ہے

پروردگار یہ میرے صحابی ہیں انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ سورۂ فرقان۔ آواز آئے گی کہ تمہارے اصحاب ہیں کہا یہ میرے اصحاب ہیں جنہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اب مسلمان اُن کے نام سے فوجیں بنائیں لیکن رسولؐ کہہ رہے ہیں یہ میرے صحابہ ہیں جنہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اب میں کہوں آگے بڑھ کے رسولؐ اللہ سے آپؐ کہہ رہے ہیں انہوں نے قرآن چھوڑ دیا انہوں نے تو کہا تھا کتاب کافی ہے۔۔۔ انہوں نے وہ کتاب مضبوط پکڑ لی تھی آپ کہہ رہے ہیں چھوڑ رہا ہوں میری چھوڑی ہوئی چیزیں اگر ہیں تو پھر ہیں اگر ایک کو چھوڑا پھر دوسرے کو بھی چھوڑا۔ قرآن موجود ہے اور یہ بھی روایت موجود ہے کہ حوض کوثر کے کنارے سے ہٹا دیا جائے گا ہٹانے والے امام حسنؑ، حدیث کساء پڑھیے اے میرے حوض کے مالک آؤ چادر میں آؤ۔ حوض کے مالک حسنؑ ہیں ہاں یہ سب کچھ کھلا ہوا موجود ہے مگر مسلمان کی آنکھیں بند ہیں۔ بتاؤ بچوں کو پڑھاؤ کہ کتنی لاکھ حدیثیں محبت اہلِ بیتؑ میں اہلسنّت والجماعت کے علماء نے ائمہؒ نے محدثین نے بیان کی ہیں کب تک چھپاؤ گے کہاں تک چھپاؤ گے؟ اور اس سے کام نہیں چلے گا دنیا پوچھے گی کہ تم جن افراد کو دکھا رہے ہو یہ باہر والے ہیں کیا اندر والے کچھ نہیں تھے جتنا تم چھپاؤ گے اتنا پوچھا جائے گا نبیؐ کے کوئی اولاد نہیں تھی کیا ہاں کہو گے یا نہیں، کیا کہو گے یہی کام بنی امیہ نے کیا تھا پورے شام میں یہ پھیلایا کوئی وارث نہیں چھوڑا کوئی اولاد نہیں تھی۔ ہم ہی ہیں وارث، ہمیں ہیں جانشین۔ جب یہ کہہ دیا تھا بنی امیہ نے تو یہ بھی چھپا لیتے کہ کوئی اور ہے۔ بنی امیہ

رسول اللہ کی اولاد ہیں وہی وارث ہیں اب چپ بیٹھا رہ مت چھیڑ اسے کہ مدینہ میں خاموشی سے بیٹھا ہے لیکن خود ہی چھیڑ دیا بیعت لے لو۔ حسینؑ اٹھے کہا اب بتاؤں گا وارث کون ہے۔۔۔ جو لوگ تاریخ میں یہ لکھتے ہیں کہ خلافت آل محمدؐ کو اس لئے نہ ملی کہ انھیں سیاست نہیں آتی تھی اور ہم عشرہ پڑھ کر بتائیں کہ دراصل سیاست ان کو نہیں آتی تھی آل محمدؐ کی سیاست کے آگے ان کی سیاست چل نہ سکی۔ یزید کی پہلی سیاسی غلطی یہ تھی کہ بیعت کا سوال کیا۔ ملک تیرے پاس، اقتدار تیرے پاس، دولت تیرے پاس، اسلام کا سرپرست تو، نمازیں تیرے پاس، حج تیرے پاس، روزے تیرے پاس، ہر چیز کا اختیار تیرے پاس۔ حسینؑ کے پاس کیا ہے تیرے محل میں حسینؑ نماز پڑھانے تو نہیں آ رہے ہیں۔ سب کو یہ معلوم ہے کہ بس تو ہی وارث ہے۔ تو ہی جانشین ہے۔ چُپ بیٹھا رہ۔ کی سیاسی غلطی۔ آپ کہیں گے کیسے کہہ رہے ہیں آپ اس نے سیاسی غلطی کی۔ سیاسی غلطی جب ہوتی ہے کہ جب باپ دادا نے نہ کیا ہو اور وہ بیٹا کرے تو وہ سیاسی غلطی کہلائے گی یزید کو یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ جب میرے باپ نے حسنؑ سے بیعت نہیں مانگی تو میں سیاسی غلطی کر رہا ہوں۔۔۔

باپ نے یہ نہیں کہا کہ جو اسلام میں چلاؤں گا اس پہ دستخط کر دیجئے تو اس نے بہت چالاکی کی اس نے کہا کہ میں تحریر آپ کو دوں میں آپ کو کاغذ دیتا ہوں۔ قلم اور کاغذ ادھر سے آیا اس نے قلم اور کاغذ بھیجا پوری امت پوچھے کہ اس کے نانا نے قلم کاغذ مانگا تھا نہیں دیا میں بھجوا رہا ہوں اب یہ جو بھی لکھ دیں جو

انھوں نے لکھا گویا نانا نے لکھا کہا جو دل چاہے کاغذ پہ لکھ دیجئے۔ تب ہی سے اصطلاح ہوئی قرطاس ابیض سفید کاغذ جہاں سے جاری ہو جائے۔ پہلا قرطاس ابیض حسنؑ نے جاری کر دیا۔ اور خود نہیں جاری کیا لکھ کے بھجوا دیا جاری کرنے والا جاری کرتا رہے اور پہلی بات یہ تھی قرآن اور سنت پر تجھے عمل کرنا ہوگا۔ تو کہتا کہ میں تو کر رہا تھا یہ شرط کیوں لکھی۔ شرط لکھنا یہ بتاتا ہے کہ ابھی تک قرآن و سنت پر عمل شروع نہیں ہوا لفظِ سنت رکھ کر امام حسنؑ نے نام لکھوا دیا۔۔۔ انہوں نے کہا قرآن کافی یعنی سنت رسولؐ کو بھی نہیں مان رہے تھے۔ حسنؑ نے کہا لکھو کہ اب جوامت چلے گی اس کو دونوں چیزیں ماننی ہونگی قرآن اور سنتِ رسولؐ بتایئے اب بتایئے امام حسنؑ جیتے یا نہیں جیتے قرآن کے ساتھ نبیؐ رہے گا عید میلاد النبیؐ رہے گا سیرت النبی رہے گی۔ صرف قرآن نہیں رہے گا۔ رسولؐ بھی ہوگا لکھوایا حسنؑ نے اور کہا اعلان کر۔ کیسے کروں اعلان؟ اب آج سے پوری امت اہلسنّت والجماعت رہے گی، اہلِ کتاب اہلِ سنت بن گئے حسنؑ نے بنایا۔ دو چیزیں۔ شرط یہ لکھی علیؑ کے اوپر تبرّا نہیں ہوگا اس کے معنی یہ کہ اب تک ہو رہا تھا چوتھی بات یہ لکھی جہاں جہاں علیؑ والے ہیں ان کے اوپر مظالم نہیں ہونگے اس کا مطلب یہ کہ مظالم ہو رہے تھے اور ہو رہے ہیں اور حسنؑ کی آواز آرہی ہے بند کرو حسنؑ نے شرط لکھوائی علیؑ کے چاہنے والوں کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کے صلے میں پوری سلطنت تجھے دے رہا ہوں۔۔۔ حکومت بھی لے لی اور پھر ہمارا قتل عام بھی کرو گے یہ ہے انصاف۔۔۔۔ آٹھ دن میں حسینؑ یہ کام کر گئے اب یہ

آٹھ دن مہلت کے ہیں اور جب آٹھ دن بھی ختم ہو گئے کہا ایک رات کی مہلت اور کہا اب بھی سوچ لو۔ حسینؑ کی اس مہلت کو جو سمجھ جائے اس سے بڑا ذہین کائنات میں کوئی نہیں اور جو نہ سمجھ پائے اس سے بڑا احمق اس وقت کوئی نہیں۔ اب آپ دیکھ لیجئے پورا لشکر یزید احمقوں کا تھا حسینؑ کی مہلت کو نہ سمجھے اب آپ کو کیسے پتہ چلے۔ لاکھوں پہ بھاری ہے دیکھئے انیسؔ نے کیسے کہا۔

بخدا فارس میدان تہور تھا حُر

لاکھ دو لاکھ سواروں میں بہادر تھا حر

جو مرد ہوگا وہی حسینؑ کی مہلت کو سمجھے گا مہلت تو اب تک جاری ہے وہی دو مہینہ دس دن بار بار آ رہے ہیں یہ مہلت کو یاد دلاتے ہیں آتا ہے آؤ تو حُر کی طرح آؤ۔ ابن سعد بن کے نہ رہ جانا اپنے ہی خنجر کو دیکھتے رہے اور اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرتے رہے ورنہ یزیدیت مسلمانوں کو مجبور کر چکی تھی خودکشی کرنے پر۔ ہو رہی ہے یا نہیں؟ ہو رہی ہے۔ اپنے سینہ میں خود ہی اپنا خنجر اتارے لے رہے ہیں ان سے پکار کے کہو اپنے آپ کو مارنا بدعت ہے یا ثواب ہے۔۔۔۔ مگر یوں مارو کہ مر نہ جاؤ جیسے ہم مارتے ہیں زندہ ہیں۔ زخمی ہم بھی اپنے کو کر رہے ہیں لیکن ہم زندہ رہتے ہیں۔ ہم نے اس کو زندگی بنایا مردہ نہ ہو جاؤ۔

بخدا فارس میدانِ تہور تھا حُر

لاکھ دو لاکھ سواروں میں بہادر تھا حُر

نارِ دوزخ سے ابوذرؓ کی طرح حُر تھا حُر

نارِ دوزخ سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ حسینؑ کی طرف آیا جائے یا کسی محدث نے یہ لکھا ہے کہ یزید نے یہ کہا ہے کہ محشر میں میں بخشواؤں گا ارے قرآن اٹھا کے بتاؤ کہ معاویہ نے یہ کہا ہو کہ محشر میں، میں بخشواؤں گا۔۔ یزید اور معاویہ کیا کہتے ان سے پہلے والوں نے نہیں کہا۔ مولانا کوکب نورانی مودۃ القربیٰ کی حدیثیں پڑھ پڑھ کر سُنیوں کی کتاب سے سناتے ہیں۔ بخشش آل محمدؑ کرائیں گے شفاعت کے میدان میں یہ ہونگے۔ شیعہ، سنی سب متفق ہیں صوفیاء پکار پکار کر کہتے ہیں بھر دو جھولی مری۔۔ نواسوں نے لاج رکھ لی اسلام کی یہی آئیں گے محشر میں دولہا بنے ہوئے۔ کان بہرے ہیں کیا کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے۔ جانے والا فرانس تک جا کے سنا آیا امریکہ سنا آیا مسلمان نہیں سن پا رہے ہیں۔ سب بہرے ہو گئے ہیں یا کان بند ہو گئے ہیں۔

جنرل مشرف کہہ رہے ہیں روشن خیال بنو۔ ہمیں روشن خیال پاکستان چاہیئے۔ روشن خیال کے معنی یہ ہیں روشن خیال جب بنتا ہے کہ جب آل محمدؑ کو مانا جاتا ہے روشنی صرف وہیں ہے ورنہ سب اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

بڑے بڑے دانشوروں کو خط لکھے اکبر الٰہ آبادی، خواجہ حسن نظامی، سر اکبر حیدری وزیر اعظم حیدر آباد دکن۔ نظام کے وزیر اعظم سر اکبر حیدری سب کو خط لکھ لکھ کے پوچھا آپ لوگ بہت بڑے لوگ ہیں بڑے بڑے دانشور ہیں۔ مجھے امامت کے معنی بتایئے خطوط نکل آئے سارے خطوط چھپ گئے ہیں کیا کیا باتیں ہوئیں پھر اقبال نے لکھا آپ لوگوں نے میری مدد نہ کی مجھے ایک

عالم مل گئے، کہا کیسے مل گئے، کہا محرم تھا لاہور میں اتفاق سے مجلس میں چلا گیا وہاں علامہ حائری مجلس پڑھ رہے تھے۔ مجھے مجلس بہت پسند آئی مجلس کے بعد میں نے عالم سے پوچھا مجھے امامت کے بارے میں کچھ بتائیے۔ انہوں نے پانچ آیتیں پڑھیں اور کہا امامت کا مطلب یہ ہے **ابنائَنا و ابنائکم ونسائَنا ونسائکم** سب کو خط لکھ کر کہا امامت میں سمجھ گیا جب سمجھ گئے امامت تو پہلی نظم لکھی رسولؐ خدا پھر علی مرتضیٰؑ۔ اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر۔ حسینؑ کا پدر قرآن کی بسم اللہ کے ''ب'' کا نقطہ، یہاں سے بات شروع پھر جناب سیدہؑ پر ایک نظم لکھی اس میں اقرار کیا کہ زہراؑ جو محراب عبادت میں آنسو بہاتی ہیں تو اللہ فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ زہراؑ کے آنسو لے آؤ ملائکہ آ کے وہ آنسو لے جاتے ہیں قدرت اسے موتی بنا دیتی ہے اور پھر طوبیٰ کی بلندی سے زہراؑ کی آنکھ سے گرے ہوئے وہ موتی برسائے جاتے ہیں پھر اللہ ملائکہ سے کہتا ہے یہ موتی لوٹ لو یہ میری محبت میں آنکھ سے بہہ رہے ہیں زہراؑ کے موتی اللہ عرش پہ لٹائے اور عزاداروں کے موتی۔۔۔۔

اور پھر امامِ حسنؑ پہ نظم لکھی اقبال نے۔

تا نشیند آتش پیکار کیں
پشتِ پازد بر سرتاجِ و نگیں

اس سے پہلے کہ جنگ کی آگ بھڑکتی نبیؐ کے نواسے حسنؑ نے تخت و تاج کو ٹھوکر مار دی۔ اقبالؔ کہہ رہے ہیں اس سے پہلے کہ جنگ کی آگ بھڑکتی حسنؑ نے

تخت و تاج کو ٹھوکر ماردی لڑھکتا ہوا شام تک آیا تو تُو، اسے اپنے سر پر رکھے ہوئے اکڑ رہا ہے حسنؑ کے جوتے کے برابر یہ تاج ہے رکھ لو رکھ لو یہ تاج ٹھکرایا ہوا رکھ کے فخر کرو۔ نہیں اگر حسنؑ اور حسینؑ کی جوتی ملے رکھ لو اپنے سر پر یہ ہے تاج پڑھو صحیح مسلم، صحیح بخاری کہ مسلمانوں کے جس جنازے میں حسنؑ شریک ہو جاتے ہزاروں کا مجمع ہو جاتا اس لیے کہ شہزادہ آرہا ہے۔ اور جب قبرستان کی طرف جنازہ بڑھتا تو اتنا مجمع ہوتا کہ مٹی اڑتی حسنؑ جارہے ہیں جنازے میں اور جب قبرستان میں دفن ہونے لگتا تو کسی پیڑ کی چھاؤں میں حسنؑ کھڑے ہو جاتے تو ابو ہریرہ (جو تکونا رومال سر پر ڈالتے ہیں) اسے زمین پر بچھا کے بیٹھ کے جوتوں کو صاف کرتے ہیں۔ کوئی کہتا کہ ابو ہریرہ تم تو محدث ہو صحابیٔ رسولؐ ہو اور اس طرح حسنؑ کے جوتے صاف کر رہے ہو کہا تم بے وقوف ہو یہ جوتے وہ ہیں جو دوشِ رسولؐ پر رکھے ہیں۔ یہ پاؤں دوش رسولؐ پر رکھے ہوئے ہیں۔ بخاری پڑھو ترمذی پڑھو مشکوٰۃ پڑھو محدث دہلوی کی کتابیں پڑھو تحفۂ اثنا عشریہ پڑھو تاریخیں پڑھو پتہ تو چلے کیا ہیں فضائلِ آلِ محمدؐ۔ کیا ہیں خطائیں کس نے ان کے قریب جانے سے روکا ہوا ہے۔ ہاں حسینؑ نے کہا میں ہوں اب چپ ہو جا تو نے قتل تو کر دیا اب چپ چاپ سب کو گھر پہنچا دے۔ کی سیاسی غلطی تو نے شام میں مشہور کیا کوئی وارث نہیں اور پھر انھیں گرفتار کر کے لے جا رہا ہے۔ اب تیرا پول کھل جائے گا کیوں لے جا رہا ہے انھیں یہ جا کے بتا دیں گے وارث کون ہے۔ کی تو نے سیاسی غلطی دیکھئے سیاسی غلطیاں یزید سے ہوئی ہیں حسینؑ سے

سیاسی غلطی نہیں ہوئی۔ مدینہ پہنچا دیتا چپ چاپ پتہ بھی نہ چلتا کربلا میں کون شہید ہوا۔ لے کے چلا کوفہ لایا شام لے جائے گئے پھر بھرے دربار میں لے جایا گیا سجایا جا رہا ہے دربار۔ ان کو بھی بلالو ان کو بھی بلالو وہ بھی آئیں وہ بھی آئیں کس لئے بلوا رہا ہے۔ کیا کوئی قرطاسِ ابیض زینبؑ شایع کرنے والی ہے کیا، زین العابدینؑ کوئی کاغذ لکھنے والے ہیں؟ یہی ہوا منبر کا وارث منبر پر گیا جو جانتا ہے وہ جان لے اور جو نہیں جانتا اب جان لے۔ میں صاحبِ معراج کا بیٹا ہوں۔ صفا کا بیٹا میں ہوں۔ زم زم کا بیٹا میں ہوں۔ مکہ و منٰی کا بیٹا میں ہوں۔ مشعرالحرام کا بیٹا میں ہوں۔ عرفات کا بیٹا میں ہوں۔ ہاجرہ کا بیٹا میں ہوں۔ اسماعیلؑ کا بیٹا میں ہوں۔ رسولؐ کا فرزند میں ہوں۔ زہراؑ کی یادگار میں ہوں۔ حیدر کرارؑ کا بیٹا میں ہوں۔ حسینؑ کا فرزند میں ہوں پہچان لو مجھے میں ہوں وارث نبیؐ منبر پر اعلان ہو گیا وہ غدیرِ خم علیؑ کا غدیرِ خم تھا۔ سید سجادؑ نے دربار یزید کو غدیرِ خم بنا دیا۔ میں ہوں رسولؐ کا فرزند تُو تو کہتا تھا رسولؐ کے کوئی اولاد نہیں اتنا حسین اور خوبصورت شخص یہ ہے حسینؑ کا بیٹا یہ کس کو گرفتار کر کے لایا ہے۔ یہ محمدؐ کے گھرانے والے ہیں۔ سب کو پتہ چل گیا۔ ایسا پتہ چلا کہ آج شام میں کوئی جانتا بھی نہیں کہ یزید کون ہے۔ اور اس کا خاندان کون ہے۔ آپ نے دیکھا یہ سیاسی غلطی کس نے کی۔ یزید نے کی اور پھر زینبؑ نے اعلان کیا تو گھبرا نہیں زیادہ گھمنڈ مت کر جس کو تو حکومت سمجھ رہا ہے یہ مہلت ہے اور پھر گنتی کے دن زندہ رہا صرف ۳ سال زندہ رہا۔ زینبؑ نے کہا تیری زندگی کے دن گنتی کے رہ گئے

ہیں یعنی تین سال رہ گئے ہیں چوتھا سال دیکھنا نصیب نہیں ہوا زندگی کا چوتھا سال یزید نے نہیں دیکھا۔ نامراد مرا اور ایسا مرا کہ اپنی اولاد کو بھی اپنے بعد نہ بنا سکا اس لیے کہ اپنے نشے میں غرق تھا یہ نہ پتہ تھا کہ بیٹا کہاں پڑھنے جاتا ہے۔ بیٹا کیا سیکھ رہا ہے۔ اس کے دل میں ولایت علیؑ سرایت کر چکی تھی۔ چودہ سال کا تھا چودہ سال کی عمر میں اس کو پتہ تھا ولایت علیؑ کیا ہے۔ جملہ سن لو کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے یزید کے گھر میں بھی ولایت علیؑ والا پیدا ہو جاتا ہے۔ پہلے آپ کو ایک خط سنا دوں۔ یہ بچہ مشکل سے ۱۸۔۱۹ برس کا بچہ ہے۔ بہت اچھی صورت شکل کا یہ بیٹھا ہوا ہے منبر کے پیچھے۔ اس نے خط لکھا ہے۔۔۔ میرے مومنین بھائیو السلام علیکم۔ یا علیؑ مدد، میں پشاور کا رہنے والا ہوں اور میرا تعلق دیوبندی گھرانے سے ہے میرے گاؤں میں ہمیشہ شیعیت کے خلاف بڑے پیمانے پر تبلیغ کی جاتی تھی اور کی جاتی ہے جب مجھ سے مسجد میں کوئی یہ کہتا تھا شیعہ کافر ہیں تو میری شروع سے عادت تھی میں کہتا تھا کتابیں منگاؤ تو میں مانوں گا تمہاری بات۔ میں سوال کرتا تھا وہ اللہ اور رسولؐ کو نہیں جانتے لیکن وہ مجھے نفرت آمیز جواب دے کر ٹال دیتے تھے مگر دل میں ایک خلش رہتی تھی کہ میں خود شیعہ کو دیکھوں اور ان سے ملوں اور ان کے عالموں کو سنوں اتفاق سے میں اپنے گھر والوں کے ساتھ کراچی آ گیا اور یہاں میں نے پہلا محرم گذارا اور یہاں کے ذاکروں کے تمام عشروں میں گیا اور اس کے بعد آپ کو سننے جامعہ سبطین میں ولایت علیؑ کے موضوع پر آیا۔ علامہ سید ضمیر اختر صاحب کو غور سے سنتا رہا اور میرے دل پر بہت اثر ہوا اور

مجھے سب کچھ مل گیا جس کی مجھے تلاش تھی میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے چھوٹی عمر میں صراط مستقیم والوں کی راہ دکھا دی میں آپ سب مومنین سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا کریں اسی طرح اہلِ بیتؑ کی محبت میرے دل میں ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے اور آخر میں ان تمام مسلمان بھائیوں سے یہ عرض کرتا ہوں کہ نفرتوں کو چھوڑ دو اور سچی راہ پر لگ جاؤ اور آل محمدؐ اور علیؑ سے محبت کرو آخر میں میری طرف سے سب کے لئے یا علیؑ مدد۔۔۔ایسی صابر قوم تو کہیں سے لاکر دکھاؤ کہ جو بانی ہوں اپنے خون سے پاکستان بنائیں اور اپنی دولت کو لٹا دیں اور پھر انہیں کو برا بھلا کہا جائے۔ اسی کو تو کہتے ہیں وتواصوابالحق وتواصوابالصبره اگر آپ کو ثبوت چاہیئے تو ثبوت یہ ہے کہ چودہ سو سال میں ہر دور میں قتل ہوئے پھر اتنے ہی اور اس سے زیادہ۔۔یہ کیسے ہو جاتا ہے۔ ارے جتنے مارے جاتے ہیں ان سب کے بعد پھر زندہ ہو کے آجاتے ہیں یہ بات کسی کو نہیں معلوم۔بس یہ فرق ہے کہ پھر زندہ ہو کے اپنے گھر واپس نہیں آتے وہ وادی خضریٰ میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ وہاں جاتے ہیں اور پھر خضریٰ سے آتے ہیں مجلس کی اور غائب اس لیے کہ مرنے والے جنہیں آپ سمجھ رہے ہیں مرنے والے وہ روضۂ حسینؑ پر بھی دیکھے گئے وہ روضۂ عباسؑ پر بھی دیکھے گئے وہ یہاں کی مجلسوں میں بھی دیکھے گئے۔اس لیے کہ رسولؐ اللہ نے کہا جو مر جائے میرے اولاد کی محبت میں اسے مردہ نہ سمجھنا۔ بیکار ہے ہمیں قتل کرنا فضول ہے وقت ضائع کر رہے ہو۔ جنت نہیں ملے گی جنت ہے ہی

نہیں جب تک ہم جا کے بنائیں گے نہیں ۔ جنت کیا ہے جہاں ہم جا کے کھڑے ہو جائیں وہ جنت بن جائے ۔ خوشنودی پروردگار کے پاس صرف ہماری صرف ہم کو دیکھتا ہے نظر رحمت ہم پر ہے ۔ ہم ہی ہم ہیں یہاں بھی وہاں بھی وہ تو اعراف کی بلندیوں پر ہونگے چودہ معصومؑ کو کوئی چھو نہیں سکتا اور نیچے کے اختیارات سب ان کے پاس کہا جاؤ جیو ولایت علیؑ پر اس کو ہم محشر میں فرشتوں سے کہیں گے لاؤ اس طرح سجا کے فرشتے اسے لائیں گے جیسے دلہن کو خوابگاہ کی طرف لے کے جاتے ہیں اور جب وہ ہمارے قریب آئے گا ہم اس کے سر پہ تاج رکھیں گے تاجدار الاولیاء سر پر تاج رکھے گا اور جیسی تمہاری اپنی دنیا ہے اس کے برابر برابر سات دنیاؤں کا باشاہ بنا کے اسے مقرر کر دیں گے جاؤ سات دنیاؤں میں تمہاری حکومت ہے ۔ ایک علیؑ کا چاہنے والا اتنا بڑا بادشاہ، کیسی جنت کہاں کی جنت ۔ قرآن اترا ہمارے گھر میں، جبرئیلؑ آئے ہمارے گھر میں ۔ ہمارا گھر ابوطالبؑ کا گھر ابوطالبؑ کافر ہم بھی کافر سارا کام تو کافروں کے گھر میں ہوا ۔ قرآن آیا، نبیؐ پیدا ہوا، شریعت آئی، فقہ پیدا ہوئی مائدہ آیا، تطہیر آئی، ذوالفقار آئی ۔ زہراؑ زہراؑ میں چلا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہارا باپ رسولؐ آخر ہے کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تمہارا شوہر علیؑ ہے کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ حسنؑ و حسینؑ تمہارے بیٹے ہیں ۔ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ جعفرؑ و حمزہؑ تمہارے شہید ہیں ۔ چپ غور سے بیٹی کو دیکھا کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ مہدیؑ (عج) تمہاری نسل سے آئیں گے ۔ اگر یہ شرط رسولؐ نہ لگاتے تو سینکڑوں

مہدی اب تک پیدا ہو چکے ہوتے جیسے خلافتیں بنائیں ویسے مہدی بھی بناتے۔
(صلوٰت)

زندہ امام وقت کے دھارے کو بدل دے تمہارے مصلحتوں کو بدل دے اس کی شرطیں ہیں کہ آپ اپنے کو شیعہ کہہ کے پکاریں۔ کہیں مسلمان، سنی، حنفی، دیوبندی مگر یہ پکارو اہلِ بیتؑ والے یہ کہنے میں شرم کیوں لگتی ہے۔ اچھا زبانی نہ کہو دل میں کہہ لو۔ دو طریقے ہیں۔ دونوں طریقے میں سمجھائے دیتا ہوں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ زبان سے کہو اللہ اللہ اور دل میں شیطان شیطان، دوسرا طریقہ زبان پر شیطان شیطان دل میں اللہ اللہ۔ دونوں کے نام بتاؤں جو زبان سے کہے اللہ اللہ اور دل میں شیطان شیطان اسے کہتے ہیں منافق اور جس کے دل میں اللہ اللہ ہو اور زبان پر شیطان شیطان اسے کہتے ہیں مومن اس لئے کہ یہ ہے تقیہ نفاق ہے کفر۔ دیکھئے مجبوری ہے تقیہ۔ جہادی تنظیمیں ہوں لڑائیاں ہوں پوری دنیا پہ چھائے ہوئے ہوں طالبان دوست ہو افغانستان دوست ہو امریکہ دوست ہو ایک دم سے امریکہ کا مزاج بگڑ گیا ہم آرہے ہیں نہیں نہیں آپ نہ آیئے ہم پکڑتے ہیں۔ کیا تقیہ ہوا تقیہ اپنے معاملہ میں سب تقیہ کر لیتے ہیں امریکہ بہادر۔ اس میں تقیہ ہے اور علیؑ کے معاملے میں تقیہ کیوں نہیں کر لیتے۔ جو چاہے زبان سے بیان کرو دل میں کہو علیؑ علیؑ۔ احترام کرو علیؑ والوں کا، مجبوری ہے نہیں زبان سے کہہ سکتے تو نہ کہو اوروں کو پکارو سب کو پکارو دل میں کہو علیؑ علیؑ اور جب گذرو علیؑ والوں کے گھر کے سامنے سے دل میں کہہ لو بڑے

اچھے کا مکان ہے۔بس اتنا کہتے گذر جاؤ ذمہ داری ہماری ہے اس لیے کہ جنت ہم بانٹیں گے رسولؐ نہیں بانٹیں گے ہمارے ذمہ ڈیوٹی لگی ہے۔علیؑ بھی نہیں بانٹیں گے بس علیؑ اتنا کہیں گے پل صراط پر کھڑے ہو کے جہنم اس کو بھی لے لے اس کو بھی لے لے تو اگر جانا ہے سفارش ہماری چلے گی ان ماتم داروں کی سفارش چلے گی ایک ایک ستر ستر ہزار بخشوائے گا قدرت آواز دے گی۔محشر میں (پڑھو قرآن وتفسیر پڑھو اور اخبار معصومینؑ پڑھو اور بحار میں پورا چیپٹر ہے) قدرت آواز دے گی کہاں ہے مومن ادھر کھڑا کر دو ان کو کہاں ہیں متقی انھیں بھی بلاؤ کہاں ہیں زاہد انھیں بھی بلاؤ کہاں ہیں عبادت گذار سب کو ادھر لاؤ سب کا حساب کتاب ہوگا سب کو ایک طرف متقی مومن زاہد عبادت گذار ابھی ان کا حساب باقی ہے ابھی ان سے پوچھا جائے گا انھیں ٹھہراؤ ان سے ایک سوال ہوگا نعمت کے بارے میں

وَقِفوهُم انّهُم مسْولُونَ

اس کے بعد قدرت آواز دے گی کہاں ہیں محسنین سورۂ صافات میں ہے کہ ہم محسنین کو یونہی جزا دیا کرتے ہیں

كذٰلِكَ نجزِي المُحسنين (سورۂ صافات آیت ۱۱۰)

اور آواز دی کہاں ہیں مرے محسنین ایک جماعت اٹھی کروڑوں میں سے لاکھوں کی جماعت اٹھی اس نے کہا ہم تیرے محسن ہیں تیرے دربار میں حاضر آواز آئی بے شک تم ہمارے محسن ہو تم نے ہمارے اوپر احسان کیا جب پوری

کائنات ولایت علیؑ کو چھوڑ چکی تھی تو تم نے سر بھی کٹوائے گھر بھی لٹوائے۔۔۔۔کائنات کا سب سے مشکل کام ولایت علیؑ پر چلنا اور تم نے یہ کام کر کے دکھا دیا تم اللہ کے محسنین ہو ہم یہی چاہتے تھے صرف ایک مقصد تھا کائنات بنانے کا اور وہ مقصد تھا ولایت علیؑ اور تم نے وہ کام کیا اب ہم تمہیں اذن دیتے ہیں پورے گناہگاروں کے محشر کے میدان میں۔ پروردگار فرشتوں سے بات نہیں کر رہا **یوم ندعوا کُلَّ اُناسٍ بِاِمامِھِم** (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۱) ہر قوم کو اپنے امام کے ساتھ جانا ہے اور انبیاء اپنی قوموں کو لے کر حضور کے پاس آئیں گے حضور علیؑ کے پاس بھیجیں گے یہ ایک ایسی قوم ہے جس سے ڈائرکٹ اللہ بات کر رہا ہے۔ کسی سفارش کی ضرورت نہیں ہے اللہ کہہ رہا ہے تم میرے محسن ہو آؤ میرے قریب آؤ۔اب سمجھے معنی اللہ ولی رسول ولی علیؑ ولی کچھ لوگ اپنے حاکم رسولؐ کے پاس جائیں کچھ لوگ علیؑ کے پاس جائیں۔اب سمجھے معنی اللہ ولی رسولؐ ولی علیؑ ولی کچھ لوگ اپنے حاکم علیؑ کے پاس جائیں کچھ لوگ رسولؐ کے پاس جائیں اور اللہ بھی ولی ہے اس وقت اللہ حاکم ہے صرف محسنین کا جس نے علیؑ کو مانا اللہ نے اسے قبول کیا کہا تم میری رعایا ہو اس لیے کہ تم میرے محسنین ہو ہم تم سے ڈائرکٹ بات کر رہے ہیں۔قرآن میں ہم نے مسلمانوں سے ڈائرکٹ بات نہیں کی لیکن آج ہم تم سے ڈائرکٹ بات کر رہے ہیں۔اس کے بعد قدرت آواز دے گی کہے گی گنہگاروں سے محشر کے میدان میں تم میں سے ایک ایک جس جس نے دنیا میں تم پر احسان کیا ہو ہاتھ پکڑ لو اور لے کے جنت

میں چلے جاؤ دروازے کھلے ہوئے ہیں تمہارے لئے۔ جاؤ لے کے جاؤ اب ہم کس کو وہاں پکڑیں گے۔ ہمیں وہاں حکم ہوگا اللہ ہم سے کہے گا جاؤ جو تمہارے محسن دنیا میں تھے انھیں بلاتے جاؤ تم پہچانتے ہو انھیں تو ہمارا کون محسن ہے ہم پر کس نے احسان کیا ہم پورے میدان پر نظر ڈالیں گے ہاں ہاں یہ محرم میں اس نے سڑک بنوائی تھی یہ کلرک ہے آجاؤ بھئی تم آجاؤ۔ اچھا اچھا یہ وہ کانسٹبل ہے جو وہاں پر ٹریفک کو روک کے وہاں پر عزاداروں کیلئے راحت کا سامان کر رہا تھا۔ آجاؤ بھئی تم بھی آجاؤ یہ وہ ہے جس نے ہماری مجلس میں فورس لگا کر ہمارے گھر کی حفاظت کی تھی بھئی کوئی بھی دین وایمان ہو آجاؤ آجاؤ۔ یہ بتا دو جانا ہے تمہیں نہیں جانا ہے یہ بات مسلمان نہیں سمجھ سکے ہندوستان کے ہندوؤں کو معلوم ہے ادھر محرم کا چاند ہوا اور سارے ہندو خدمت گذاری پر لگ گئے ان کی سڑکیں صاف کروادو بجلی کے تار اونچے کردو لائٹ نہ جائے صفائی کروادو میدان صاف کردو ادھر سے تعزیہ جائے گا ادھر سے تابوت جائے گا اور ہم سارے ہندوؤں کو لئے بغیر نہیں جاسکتے۔ ہم لے جائیں اذن ہے ہم نے جس ہندو کو تعزیہ اٹھاتے دیکھا ہے ہم بلائیں گے آؤ تم بھی آجاؤ اور آج ہم دکھائیں گے مسلمانوں کو کہ کافر کیسے جنت میں جاتا ہے۔ ہر کافر جنت میں جائے گا ہم لے جائیں گے اور اللہ ہماری سفارش کو منظور کرے گا۔ اس لیے کہ حسینیتؑ کا پروانہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ سفیر روم مشرک تھا۔ حلب کا راہب عیسائی تھا۔ کیسے جنت لی ہے۔ سر حسینؑ کو ہاتھوں پہ لے کے چلا جنت لے لی راس الجالوت نے تقریر کی یزید کے

دربار میں جنت لے لی کون کسے روکتا ہے۔ وزیر تھا میوہ رام ہندو تھا۔ اما مباڑہ بنوادیا بوڑھا ہوا تو کہا ہم کربلا جائیں گے، کربلا چلا گیا وہیں مرا وہیں دفن ہوا کربلا جنت ہے یا نہیں اب کیا ثبوت ہے کہ جنت میں گیا سنو۔ تاریخ میں لکھا ہے نجف کی تاریخ میں لکھا ہے۔ کتاب میرے پاس ہے جب تک کربلا میں رہا پیروں کے بل نہیں چلا گھٹنوں کے بل چلتا تھا کربلا میں پوری زندگی گھٹنوں کے بل کوئی چل کے تو دکھادے لوگوں نے کہا میوہ رام گھٹنوں کے بل کیوں چلتے ہو کہا میں ہندو ہوں جانے کہاں کہاں فاطمہؑ کے لال کا لہو ہے میرے پیر نہ پڑ جائیں۔ ارے یوں احترام حسینیتؑ کا اور کلمہ پڑھنے والے سیکھیں کلمہ پڑھنے والے سیکھیں صحابی کی تعریف یہ ہے کہ حسینؑ کے خلاف ایک لفظ نہ سن سکے۔ دربار تھا بھرا گستاخی کی حسینؑ کی شان میں۔ ناراض ہو کے اٹھے عبداللہ ابن عفیف کہا کیا بات کرتا ہے میں نے حسینؑ کو رسولؐ کے کاندھوں پہ دیکھا ہے حاکم وقت یہ تو کیسی باتیں کرتا ہے کوفہ کا دربار ابن زیاد کے ہاتھ میں چھڑی اور سر حسینؑ خود آنکھ میں روشنی نہیں دو سو قبیلے کے آدمی ساتھ ہیں۔ دو سو آدمی ساتھ چلتے تھے تلواروں کے سائے میں لے کے اپنے سردار کو نابینا ہو گئے تھے نابینا کیسے ہوئے جنگوں میں رسولؐ کے ساتھ رہے علیؑ کے ساتھ رہے آنکھیں میدانِ جنگ میں گئیں تیر لگنے سے گئیں علیؑ کا آخری وقت تھا عبداللہ ابن عفیف ملنے کیلئے آئے کہا یا علیؑ آپؑ مجھ سے خوش ہیں میری آنکھیں مجھے واپس مل سکتی ہیں۔ کہا کیوں نہیں عبداللہ ابن عفیف کیوں نہیں صرف آنکھ پر ہاتھ پھیر دیں روشنی واپس

آجائے گی۔ آنکھیں مل جائیگی تو پھر مولا مجھے دونوں آنکھیں دے دیجئے کہا عبداللہ آنکھیں دینے سے پہلے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں میں تجھے آنکھیں دے دوں اور میرے بعد ایک ایسا واقعہ ہو کہ اس وقت تم یہ دعا مانگو کہ کاش میری دونوں آنکھیں پھوٹ جاتیں اب یہ بتاؤ کہ اندھے رہنا چاہتے ہو یا آنکھیں چاہتے ہو کہا مولا علیؑ کیا آپؑ کے بعد ایسا کچھ بھی ہونے والا ہے کہ اس کو دیکھ کر میں دعا مانگوں کہ کاش میری آنکھیں پھوٹ جائیں کہا ہاں ایسا ہونے والا ہے کہا پھر آنکھیں نہیں چاہتے بہتر ہے کہ میں اندھا رہوں اور میں اپنی آنکھ سے وہ سب کچھ نہ دیکھوں اور اسکے بعد کہا مولا اچھا آپ دنیا سے جا رہے ہیں پھر ملاقات کی صورت کیا ہوگی۔ میں یہ آواز کب سنوں گا علیؑ نے کہا عبداللہ اب میری یہ آواز تم محشر کے میدان میں سنو گے۔ عبداللہ کو علیؑ کی یہ ساری باتیں یاد ہیں۔ بگڑ کے اٹھے قبیلے والے ساتھ دارالامارہ سے نکل آئے اب جو بازار کوفہ میں آئے شور تھا گھبرا گھبرا کے عبداللہ پوچھ رہے تھے کیا ہو رہا ہے مجھے بتاؤ بازار کوفہ میں کیا ہو رہا ہے کیسا اژدہام ہے یہ کیسا مجمع کیا۔ اور وہی وقت تھا جب علیؑ کی بیٹی نے آواز دی شمر ذرا یہ باجے بند کرو اور زینبؑ کو کچھ کہنا ہے۔ جواب ملا یہ باجے نہیں رک سکتے ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہا اچھا تو علیؑ کی بیٹی کا اختیار دیکھ بندھے ہوئے ہاتھوں سے اس طرح انگلی اٹھا کے اشارہ کیا کہ بجتے ہوئے باجے تھم گئے اور یوں سناٹا ہوا کہ اونٹوں کے گردن کی گھنٹیاں بھی ساکت ہوگئیں اور جانور اپنی گردن بھی نہیں ہلا رہے تھے خاموشی کہ اگر سوئی گرے تو آواز آجائے۔ اور اس

سناٹے میں آواز گونجی **یـا ایھاالنـاس** ۔۔۔۔ تمہاری مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک بوڑھی اپنے ہاتھ سے سوت کاتے اور پھر اسے توڑ کے پھینک دے تمہاری عادتیں کنیزوں اور باندیوں کی طرح ہیں تم ایک دوسرے کے چغل خور ہو اس کے علاوہ تم میں کوئی خوبی نہیں ہے تم نے حسینؑ کو قتل کر دیا بس یہ جو آواز گونجی سناٹے میں عبداللہ ابن عفیف نے اپنے سارے قبیلہ والوں سے کہا قسم کھا کے بتاؤ کیا آج قیامت کا دن ہے کیا قیامت آ گئی۔ سب نے کہا عبداللہ یہ قیامت کیوں یاد آئی عبداللہ نے کہا علیؑ نے جاتے وقت کہا تھا اب میری آواز قیامت میں سنو گے۔ علیؑ بول رہے ہیں علیؑ کی آواز آرہی ہے۔ اک جواب ملا علیؑ نہیں ہیں علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہے یہ تو زینبؑ بول رہی ہے کہا زینبؑ کیا عالم ہے؟ کہا سر پر چادر نہیں ہے بال کھلے ہیں علیؑ کی بیٹیؑ کے اب کہا مولا علیؑ آپؑ صحیح کہتے تھے۔ اگر آنکھیں مل جاتی تو میری نظر شہزادی کے سر پر پڑ جاتی کھلا سر دیکھتا شہزادی کا کھلا سر دیکھتا۔ اب سمجھ میں آیا یا علیؑ آپؑ نے آنکھیں کیوں نہیں دیں کہا مجھے گھر لے چلو گھر آئے چار پانچ سال کی ایک بیٹی تھی اولاد میں عبداللہ ابن عفیف کی۔ گھر میں گئے تھے کہ حکم آیا ابن زیاد کا جا کے گھر گھیر لو اور گرفتار کر کے میرے پاس عبداللہ ابن عفیف کو لے آؤ تا کہ میں اس بوڑھے کو قتل کروں اس نے بھرے دربار میں حسینؑ کی تعریف کی ہے۔ میں اس کا سر چاہتا ہوں۔ لشکر آیا دوسروں کے گھروں میں لشکر گھسا عبداللہ کے گھر میں لشکر کودا ایک بار بیٹی سے کہا میری تلوار اٹھا دے۔ بیٹی نے لا کے تلوار دی اور کہا بیٹی تلوار میں نے رسولؐ اللہ

کے ساتھ چلائی ہے۔ میں نے تلوار علیؑ سے سیکھی ہے۔ میرا وار خالی نہیں جاتا بس تو یہ بتاتی جانا کہ کدھر سے آ رہا ہے سپاہی، اشارہ کرتی جانا کہ بابا اب سامنے ہے اب دائیں ہے اب بائیں ہے اب پیچھے ہے اور ادھر لشکر گھسا اور ادھر اندھے سپاہی نے تلوار اٹھائی اور بیٹی پہلو میں کھڑی باپ کے پیروں اور گھٹنوں سے لپٹی بتاتی جاتی ہے۔ بابا اب ادھر سے آیا بابا اب ادھر سے آیا اور اک بار سوال کرتے جاتے ہیں تلوار چلاتے جاتے ہیں اور سر کٹ کٹ کے گرتے جاتے ہیں۔ ہاں تلوار باپ چلا رہا تھا۔ بیٹی مدد کر رہی تھی بیٹی قریب تھی جب ہی تو باپ کی مدد کر رہی تھی اور سکینہؑ پکار رہی تھی اے عمر سعد میرا بابا بیٹی بیٹی فاطمہ کبریٰ حسینؑ کی بیٹی کہتی ہے کہ جب زمین کربلا ہلی تو میں گھبرا کے درِ خیمہ پر آئی میں نے یہ منظر دیکھا کہ اک بار گھوڑے کی نالیں درست کی گئیں اور کیلیں گاڑی گئیں اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ظالموں نے گھوڑے بابا کی لاش پر دوڑائے۔ حسینؑ کے لاشے پر گھوڑے دوڑ رہے تھے اور فاطمہ کبریٰؑ کہتی ہیں اک بار گھوڑے سوار ہماری طرف آئے میں دوڑی ایک نیزے والے نے میری پشت پر نیزہ مارا میں منہ کے بل گر گئی۔

پھر اہلحرم کو قیدی بنالیا گیا۔ کربلا سے کوفہ اور کوفے سے شام قیدی بنا کے لایا گیا۔ جس شام میں زینبؑ کو قید کر کے لایا گیا تھا اُسی شام پر آج علیؑ کی بیٹی زینبؑ کی حکومت ہے۔

امام زین العابدین کا خطبہ سُن کر رونے کا غُل اٹھا، یزید نے موذن کو اشارہ

کیا، اُس نے اذان دینا شروع کردی۔

جب موّذن نے کہا اللہ اکبر، امام زین العابدین نے فرمایا، "**اللّٰہ اکبر فوق کل کبر**" بے شک اللہ سب بڑوں سے بڑا ہے، موّذن نے کہا **اشھدان لا اِلٰہ الّا اللّٰہ**، امامؑ نے بھی تکرار فرمائی، پھر موّذن نے کہا **اشھدان محمد الرسولؐ اللّٰہ**، امامؑ نے فرمایا، اے یزید، اب تو ہی بتلا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے جدّ تھے یا تیرے، اگر تو نے کہا تیرے جد تھے تو جھوٹا ہے، یزید نے کہا نہیں وہ آپ ہی کے جدّ تھے، پھر امامؑ نے فرمایا تو نے کیوں اُن کی ذریت کو قتل کرایا اور اُن کے اہلِ بیتؑ کو قید کیا، یہ سن کر یزید کو سکتہ ہوگیا، اہلِ دربار زار و قطار چیخ چیخ کر رونے لگے۔

اہلِ بیت اطہار ایک سال تک یزید کے قید خانے میں قید رہے، کل کی تقریر میں آپ نے سنا تھا کہ، اندھیرے زنداں میں حسینؑ کی مظلومہ بیٹی باپ کو یاد کرتے کرتے شہادت پا گئی، سکینہؑ بی بی کی موت نے شام میں انقلاب برپا کردیا، پورا دارالحکومت نوحہ بکا کرنے لگا، یزید کے لیے اب مشکل ہوگیا کہ وہ اسیروں کو زیادہ دن قید میں رکھے، یزید نے سیّد سجادؑ کو بلایا اور کہا آپ مدینے چلے جائیں ہم نے آپ کو آزاد کردیا...... امام نے فرمایا میں پھوپھی سے پوچھ کر فیصلہ کروں گا، پھوپھی کے پاس آئے تو شہزادی زینبؑ نے رو کر کہا، بیٹا ابھی تو ہم دل بھر کے اپنے شہیدوں کو رو بھی نہیں سکے، ہم پہلے اُن کا ماتم کریں گے، یزید سے کہو ہمارے لیے ایک مکان خالی کردے تا کہ ہم دل بھر کے اُن کا ماتم

کریں۔ یزید نے ایک مکان خالی کرایا اور اہلِ حرم اس خالی مکان میں آئے، نوحہ ماتم، گریہ وزاری شروع کی، رات ودن سب روتے تھے۔ تمام شہر کی عورتیں شور ماتم سُن کر شہزادی زینبؑ کے پاس پُرسے کے لیے آنے لگیں، یہ ہے حسینؑ کے شہادت کی سچی تاثیر، ابھی دربارِ یزید میں ایک سال پہلے سب بے مقنع وچادر کھڑے ہوئے تھے، کوئی شخص یزید کے خوف سے اُن کے پاس جانے کا بھی روادار نہ ہوتا تھا۔

ایک ہفتے تک اہلِ بیتؑ شہر دمشق میں عزائے حسینؑ میں مصروف رہے، اس کے بعد یزید نے نعمان بن بشیر انصاری کو جو محبّ اہلِ بیتؑ تھا، قافلے کے ساتھ مدینے روانہ کیا، حضرت زینبؑ نے جناب سیّد سجاد سے فرمایا، بیٹا ہم کربلا ہو کر مدینے جائیں گے، **۲۰** رصفر یوم اربعین قافلۂ آلِ محمدؐ سرزمین کربلا پر پہنچا، اُسی دن صحابیٔ رسولؐ جابر بن عبداللہ انصاری بھی مدینے سے بنی ہاشم کی ایک جماعت کے ساتھ مدینے سے کربلا حسین مظلوم کی قبر کی زیارت کو آئے ہوئے تھے۔ سیّد سجاد کی آمد پر مدینے کے مسافروں نے منہ پر طمانچے لگائے، ایسا شور گریہ تھا کہ جگر ٹکڑے ہوتا تھا، حضرت زینبؑ نے بھائی کی قبر کو دیکھا تو دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا کر قبرِ اطہر سے لپٹ گئیں اور اس قدر روئیں کہ غش طاری ہوگیا۔ ہوش آیا تو بے اختیار بلند آواز سے کہنا شروع کیا ہائے بھائی، ہائے حسین، ہائے ماں جائے، رسولؐ اللہ کے پیارے، فاطمہ زہراؑ کے دلبند، ہائے علی مرتضیٰؑ کے فرزند، پھر ایک دردناک آہ بھری اور کہا بھیا، تمہاری امانت، سکینہؑ بی بی کو نہ لاسکی، کیا کرتی تم خود

آئے اور ایک رات کو سکینہؑ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ سکینہؑ اندھیرے زنداں میں موت کی آغوش میں سو گئی یہ کہتے کہتے آپ زمین پر گر پڑیں،

اہلِ غاضریہ اور نینوا نے شور ماتم سنا تو سب عورتیں وہاں جمع ہوئیں اور سات دن تک رات و دن ماتم بپا رہا۔

شہزادی زینبؑ جب کربلا سے روانہ ہوئیں، کربلا کی زمیں سے پکار کر کہا، اے زمینِ کربلا آگاہ ہو جا ہم احمد مجتبیٰؐ کی جان تجھے بطور امانت سپرد کر رہے ہیں، پھر اپنے آپ کو قبر انور پر گرا دیا اور قبر سے لپٹ کر زار زار روتی تھیں۔ قافلہ مدینے کو روانہ ہو گیا، لیکن اُمّ ربابؑ قبرِ حسین پر رہ گئیں ایک سال تک خیمہ نصب کر کے وہیں تشریف فرما رہیں لیکن کبھی سائے میں نہ بیٹھیں، ہمیشہ دھوپ میں بیٹھ کر گریہ کرتی تھیں، ایک سال کے بعد مدینے واپس آئیں۔

حضرت زینبؑ روتی ہوئی اہلِ حرم کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ ہوئیں، بشیر کہتا ہے قافلہ شہرِ مدینہ کے قریب پہنچا تو اس وقت امام زین العابدینؑ نے شہر کے باہر مقام کیا، خیمے لگائے گئے، اہلِ حرم ناقوں سے اُتر کر خیموں میں آ گئے۔ امامؑ نے پھر بشیر کو بلایا اور کہا، بشیر اللہ ترے باپ پر رحمت نازل فرمائے وہ تو شاعر تھا آیا تو بھی شاعری کرتا ہے، بشیر نے کہا ہاں مولا میں بھی شعر کہتا ہوں،

امامؑ نے فرمایا مدینے میں جاؤ اور اہلِ مدینہ کو حسین ابن علیؑ کی شہادت کی خبر دے دو، بشیر گھوڑے پر سوار ہوا، مسجدِ نبوی میں داخل ہوا اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔ اور پکار پکار کر کہنے لگا۔

یـا اهلِ یثرب لا مقام لکُم لبِها

قتـل الـحسیـنؑ فادمُعی مدرارٌ

اے اہلِ مدینہ اب یہ شہر رہنے کے قابل نہیں رہا، اس لیے کہ اس شہر کے رئیس اور مالک حسین ابن علیؑ شہید کر دیئے گئے، حضرت کا بدن اطہر خاک وخون میں غلطاں پڑا رہا اور اس مظلوم کا سر نیزے پر دیار بہ دیار پھرایا گیا۔

کچھ دیر نہ گذری تھی کہ پورا شہر اُمنڈ پڑا مسجد سے باہر تک، تمام شاہراہوں پر شور بلند ہو گیا تھا۔ پہلی مرتبہ جب حضرت حمزہؑ کے قتل کی خبر مدینے آئی تو پورا شہر اُمنڈ پڑا تھا، ایسا گریہ تھا کہ کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ دوسری مرتبہ جب رسولؐ اللہ کو دفن کیا گیا، چند لوگوں کو چھوڑ کر پورا شہر گریہ و ماتم کر رہا تھا، تیسری مرتبہ جب کوفے سے علیؑ کی شہادت کی خبر آئی، چوتھی مرتبہ جب حسینؑ ۲۸؍رجب کو مدینہ چھوڑ رہے تھے اور اہلِ مدینہ آپ کو وداع کر رہے تھے پانچواں روز یہ تھا جب زینبؑ بی بی شام کے زنداں سے رہا ہو کر مدینے واپس آئیں، اہلِ مدینہ روتے ہوئے اس طرف چلے جہاں بیرونِ مدینہ خیمے میں اہلِ حرم کا قیام تھا۔

بشیر کہتا ہے اہلِ مدینہ دوڑتے ہوئے جا رہے تھے، مجھ سے پہلے مجمع سید سجادؑ کی قیام گاہ پر جا پہنچا، جب میں نے دیکھا کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں اور مدینہ لوگوں سے خالی ہو گیا ہے تو میں بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور میں بھی ان تک جا پہنچا، میں نے دیکھا کہ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے راستے بند ہو گئے ہیں، میں گھوڑے سے اترا اور صفوں کو چیرتا ہوا امام زین العابدینؑ کے خیمے کے قریب

جا پہنچا، اس وقت امام اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے آپ کے دستِ مبارک میں ایک سیاہ رومال تھا جس سے آپ آنسو پونچھتے جاتے تھے، عورتوں اور مردوں میں شور وشیون اور صدائے واحسینا بلند تھی، اہلِ مدینہ ہر طرف سے حضرت کے قریب آتے تھے اور حضرت کو پُرسا دیتے تھے، مجمعے کی آہ و نالہ کی صداؤں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے۔

جنابِ عقیلؑ کی بیٹیاں اُمّ لقمانؑ، اسماء بنتِ عقیلؑ، رملہ بنتِ عقیل، اُمّ ہانی بنتِ عقیلؑ اپنے گھر سے برآمد ہوئیں، راستے میں مرثیہ پڑھتی ہوئی چلیں۔

اے جہالت سے حسینؑ کو قتل کرنے والو عذابِ الٰہی اور سزائے خدا کی خوش خبری سُن لو، آسمان پر جتنے انبیاء، شہدائے اُمت اور رسول موجود ہیں وہ سب تمہارے لیے بد دعا کر رہے ہیں، تم حسینؑ کو قتل کر کے اب کس طرح اللہ کی رحمت کے امیدوار ہو،

عقیلؑ کی بیٹیاں جس وقت جناب زینبؑ کے خیمے میں پہنچیں اور اُن کے مرثیے کی آواز کربلا کی بیبیوں نے سنی تو سب ننگے سر دوڑیں اور ایک دوسرے سے گلے مل کر چیخ چیخ کر گریہ و بکا کرنے لگیں اور منہ پر طمانچے مارتی تھیں، اتنا غُل تھا کہ ہائے حسینا کے علاوہ کوئی دوسری آواز نہیں آرہی تھی۔

کچھ دیر کے بعد یہ مظلوموں کا قافلہ روتا ہوا اہلِ مدینہ کے ساتھ مدینے کو روانہ ہوا، جب شہر قریب آگیا، شہزادی اُمّ کلثومؑ نے مرثیہ پڑھنا شروع کیا:-

مدینۃ جدّنا لا تقبلنا

فبالحسرات والاحزان جئنا

اے ہمارے نانا کے شہر تو ہم کو قبول نہ کر، ہم جب گئے تھے ہماری گودیاں آباد تھیں، ہمارے مرد ہمارے ساتھ تھے، اب ہم واپس آئے ہیں تو ہمارے مرد کربلا میں قتل کردیئے گئے، ہمارے فرزند ذبح کردیئے گئے، ہمارے جد کو خبر دے اے شہر مدینہ کہ ہم گرفتار کرکے قیدی بنائے گئے۔

حضرت زینبؑ جب روضۂ رسولؐ پر پہنچیں اپنے آپ کو ناقے سے گرادیا، روضۂ رسولؐ کی چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ کر پکارا، اے نانا میں اپنے بھائی حسینؑ کی شہادت کی خبر سنانے آئی ہوں، اے نانا آپ پر نواسی کا سلام ہو میں آپ کے نواسے کی سنانی لائی ہوں، آپ کا گھر کربلا میں لُٹ گیا۔

مقتل ابی مخنف میں ہے کہ قبر نبیؐ لرزنے لگی اور مزار رسولؐ سے ایک دردناک آواز پیدا ہوئی جس کو سُن کر اہلِ مدینہ با آواز بلند شیون و بکا کرنے لگے۔

بس یہی وقت تھا جب شہزادی زینبؑ نے حسینؑ کا خوں بھرا کرتا پہلو سے نکال کر قبرِ نبیؐ پر ڈال دیا اور آواز دی نانا! پردیس جاتے ہیں تو بزرگوں کے لیے تحفہ بھی لاتے ہیں۔

یہ لیجئے زینبؑ آپ کے لیے تحفہ لائی ہے، یہ آپ کے نواسے کا خوں بھرا کرتا ہے جسے سیّدہؑ نے اپنے ہاتھ سے سیا تھا، اے نانا!

ہوئی حسینؑ کے مرنے سے دربدر زینبؑ — گئی یزید کی مجلس میں ننگے سر زینبؑ
کئی مہینے رہی قید نوحہ گر زینبؑ — یہ سخت جاں تھی کہ جیتی پھری ادھر زینبؑ
ورم ہے شانوں پہ دُکھتے ہیں استخواں نانا
یہ میرے بازو پہ رسّی کے ہیں نشاں نانا

سوانح

شہزادۂ قاسمؑ ابنِ حسنؑ

عربی، فارسی، اردو تاریخ میں شہزادہ پر پہلی کتاب

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

عشرۂ مجالس

امام اور اُمّت

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

عشرۂ چہلم ۱۲ صفر المظفّر تا ۲۱ صفر المظفّر ۱۴۰۸ھ

بمطابق ۶/ اکتوبر تا ۱۵/ اکتوبر ۱۹۸۷ء

امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی، کراچی

عشرۂ مجالس

ظہورِ امام مہدی صلواۃ اللہ علیہ

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

عشرۂ اربعین ۱۲ر صفر تا ۲۱ر صفر المظفّر ۱۴۱۴ھ (۱۹۹۳ء)

امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی، کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔
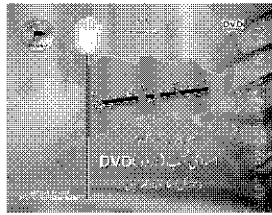
منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان